(جملہ حقوق محفوظ ہیں)

إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ

از تصانیف جناب حضرت شاہ ابو المعالی رحمۃ اللہ علیہ

سوانح عمری جناب

رحمۃ اللہ علیہ

غوث اعظم

حسب فرمائش

میر امیر بخش تاجر کتب

کشمیری بازار لاہور

منیجر غلام غوث

(محمدی پریس لاہور میں حافظ محمد اصیل پرنٹر نے چھاپی اور مینیجر غلام غوث نے شائع کی)

نوٹ: یہ کتاب ہمارے سوا کسی اور کتب فروش کے پاس نہیں ملے گی

بار دوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید

حمدِ لکشا ہے اُس حضرت قادر کے لئے جس نے سلسلۂ قادریہ کو اپنی توحید سے حقیقت کے جنگل کا شیر بنایا۔ اور درود جانفزا ہے۔ اُس خواجہ ہر دوسرا کے لئے جس نے ایک ہی حملہ سے کفر کی تمام بُنیاد کو جڑ سے اُکھاڑ دیا۔ اور سلام رفیع الاعلام اُسکے اصحاب کرام اور آل اطہر پر ہمیشہ ہو۔ خصوصاً اُس کے وارث اور نائب کہ جسنے دین پروری کا علم اوج عزت پر بلند کیا۔ (یعنی اُس حضرت سیدنا محبوب بانی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ)

نظم

شیخ محی الدین شہِ عالی سند
ہے جلالت میں وہی فردِ احد

اپنے نانا کی طرح سردار ہے۔ سب سے برتر آپ کی سرکار ہے۔ جہاں بڑے بڑے عقلا و کملا حیران ہیں۔ اور بڑے بڑے نقاش اِسکے جمالِ باکمال کے نظارہ میں خامۂ تحریر چھوڑ کر عاجز رہ گئے ہیں۔ وہاں میرے جیسا ناقص کیا کہے اور کیا کوشش کرے اور اُسکے جمالِ باکمال کو کس طرح بیان کرسکے۔ بھلا اِس ضعیف البنیان کی کیا جرأت کہ اُسکی ثنا کا گوہر پرو سکے۔

نظم

صفت اِسکی کو کوئی کیا جانے — کسکی طاقت کہ وہ ثنا جانے
اپنے اوصاف اِسنے آپ کہے — وہ جانے یا خدا جانے

اوصاف

مافی الصبابۃ منہل منعذب — إلّا ولی فیھا الذّ الاطیب

کوئی دنیا میں چشمہ شیریں نہیں — مگر میرے واسطے اس میں لذیذ تر اور خوشتر ہے

مافی الوصالِ مکانۃ مخصوصۃ — الّا ومنزلتی اعزّ واقرب

کوئی مرتبہ مخصوص وصل دولت میں نہیں — مگر میرا مرتبہ عزیز تر اور نزدیک تر ہے

وھبت لی الایّام رونق صفرھا — فخلامناھلھا فطاب المشرب

مجھے زمانہ کی رونق اور تازگی دی گئی — پس شیریں ہوئے اُسکے چشمے اور خوش ہر گھاٹ

وغداوتُ مخطوبا بکل کریمۃ — لایھتدی فیھا اللبیبُ ویخطبُ

اور میں اس حال میں صبح کی کہ خطاب کیا گیا ساتھ ہر کریمہ کے — جو راہ نہیں پاتا اور خطاب نہیں کیا جاتا اسمیں کوئی عاقل

انا من رجال لایخاف جلیسھم — ریب الزمان ولا یرای مایرھب

میں ایسے لوگوں سے ہوں کہ جنکا ہمنشیں ڈرتا نہیں — زمانہ کے شک سے اور نہ دیکھتا ہے وہ جو ڈرے

قومٌ لھم فی کل مجد رتبۃ — علویۃ وبکل جیش موکب

ایسی قوم کہ اُنکیلئے ہر بزرگی میں رتبہ ہے — بلند اور ہر لشکر میں موکب ہے

انا بلبل الافراخ ما — طربا وفی العلیا بازی اشھب

میں سکور ونکی بلبل ہوں جو اُسکے باغکو پر کرتی ہوں — حالت مستی میں اور آسمانو نمیں باز شہباز ہوں۔

وصحت لی الامال لا اُمنیۃٌ — ارجوا ولا موعودہ اترقب

روشن ہوا میرے واسطے امیدیں اور نہ امیدگاہ — کہ توقع رکھوں اور نہ وعدہ کہ انتظاری کروں

اضحت جیوش الحبّ تحت مشیتی — طوعًا ومما رمتہ لاتغرب

ظاہر ہوئی محبت کے لشکر میری مشیت کے نیچے — فرمانبرداری سے اور جہانمیں نے ڈالا پوشیدہ نہیں ہوتا

مازلتُ ارتعُ فی میادین الرضا — حتّی رُھبتُ مکانۃ لاتوھب

ہمیشہ میں رضا کے میدانو نمیں چرتا رہا ہوں — یہانتک میں ایسا مرتبہ پایا گیا کہ کسیکو نہیں پایا گیا

اضحی الزمان کحلّۃ مرقومۃ — تزھو ونحن فی طراز المذھب

ظاہر ہوا زمانہ مانند گھاس مرقومہ کی — گذرتا ہے اور ہم زینت مذہب ہیں

افلت[1] شموس الاولین وشمسنا	ابدً اعلیٰ فلک العلیٰ لا تغرب
نیچے گئے آفتاب پہلونکے اور ہمارا آفتاب	ہمیشہ بلندی کے آسمان پر ہے غروب نہیں ہوتا

امابعد فقیر حقیر خوشہ چین فقرا حضرت قادریہ ابوالمعالی محمدؐ غوث قادری عرض کرتا ہے۔ کہ یہ کتاب مسمّٰی بہ تحفۃ القادریہ ہے۔ اسمیں تھوڑا سا حال حضرت جناب محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ کا ہے۔ جو حقیر نابس سے جیسے بہجۃ الاسرار وخلاصۃ المفاخر اور مفتاح الاخلاص کیدانی سے فراہم کرکے لکھا گیا ہے۔ کہ یہ تحفہ مقبول اور وسیلہ قرب اس چراغ کے ہوگا:۔

مثنوی

جان سے ملک و ملک تابع شہ جیلانی ہیں	کیسا یہ مرتبہ ہے اس میں وہ لاثانی ہیں
سب کے سب فاضل و ابدال نجیب و علماء	ہیں ترے در پہ کھڑے جیسے کہ دربانی ہے
سلسلہ پہنچتا ہے اس کا علے اعلےٰ تک	چھوڑے گر قافلہ یہ تو تری نادانی ہے
جو کہ اس سلسلہ کا ہو کیا جان سے طالب	مست ہوشیار ہوا عاشق و عرفانی ہے
صاحب جود و کرم حضرت فیاض ہے وہ	جو کہ چاہیئے وہ رکھے پر نہ رکھے ثانی ہے
گر ترا لطف میری طبع کے ہمراہ ہووے	کھول دوں مدح میں وہ راز جو پنہانی ہے
مسلمی ہے ترا مشتاق لقا از دل و جان	ورد دن رات مرا ارحم جیلانی ہے

[1] مترجم کہتا ہے۔ کہ اصل کتاب میں جو ابیات تھے۔ نہایت غلط تھے صحیح نسخہ کہیں سے دستیاب نہیں ہوا:۔ ۱۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پہلا باب

آنحضرتؐ کی ولادت کے بیان میں

قاضی القضاۃ ابی نصر صالح بن شیخ عبدالرزاق بن محی الدین رضی اللہ عنہم اجمعین سے منقول ہے کہ جب احسان کے بادل کے قطرہ اور عرفان کے دریا کے موتی نے والد آنحضرت کی پشت مبارک کے آسمان سے نزول فرما کر صدف رحم میں قرار پکڑا اُسوقت والدہ ماجدہ آنحضرت کی عمر مبارک ساٹھ سال کی تھی اور یہ بھی ایک ظاہر کرامت اور عادت کے برخلاف ہے کہ ساٹھ سالہ عمر میں جو نا امیدی کا وقت ہے۔ والدہ ماجدہ بارور ہوئیں:۔

قطعہ

اے آب حیات تو خضر کیطرح جس زمین پر جاوے — اگر وہ تمام پتھر ہو تو سبزہ لے آتی ہے
تو اگر ایک دم خشک درخت کے نیچے بیٹھ جائے — تو سبز درخت اور خوش ہو جاوے اور تازہ پھل لاوے

ہاں اے درویش اگر تیرا مردہ دل جو معشوق جاوید کے حصول سے نا امید ہے تو اُسکی محبت اور عزت کی طفیل حامل اسرار اور شامل انوار ہو جاوے تو عجب کیا ہے۔

رباعی

تو وہ ہے کہ میں نہیں جانتا کہ تجھے کیا کہوں — تیرے انصاف کے موتی کو ہرگز پرویا نہیں جا سکتا
جو دل کہ ظاہر اور پوشیدگی میں تیرا خراب ہو — تیری محبت کے بیج سے پھول کھلجاتے ہیں

اے درویش پہچان کہ اُسوقت جو نا اُمیدی کا زمانہ ہے انوار انفاس کے حاصل کرنیسے ممکن نہیں کہ کسی کو بجز نسیم آس کریم اُمید کے گلشن میں مراد کا پھول کھلے:۔

قطعہ

آج کسی کے جام میں مقصود کا شراب نہیں ہے — مگر وہ شخص جو اس بادشاہ مبارک لقا کا گدا ہے

قطب اقطاب اور سب اہل اللہ کا بادشاہ ہے — اُسکی جلالیت کے علوم مچھلی سے آسمانتک ہیں

غزل

اگر کوئی جہانمیں معرفت کے شراب سے مست ہے — تو طفیل شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے
جو شخص عشق کے بھید کے گھر میں اُسکے راستہ سے نہ آیا — وہ سیارہ کچھ نہیں پاتا وہ شیطانی ہے
شیخ خرقانی بھی ایک اسکے خرقہ پوشوں میں سے ہے — اِسلئے لوگوں نے لقب اِس کا خرقانی ہے

سہروردی بھی اُسکے آگے ملتانی ہے۔ اگرچہ اِسکا سو ہزار ملتانی جیسا ہے۔ لوگوں نے اِسکے چہرہ سے امام حسن رضی اللہ عنہ کا حسن ظاہر ہے۔ اِسیواسطے اِسکے جمال سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑی راحت ہے۔ سو انا الحق کہنے والے اِسی حمایتوں کی تائید ہے دار سیاست سے فارغ اور زندانی سے غافل ہیں۔ مسلمی کو اے شاہ جیلان اپنے لطف اور کرم سے اپنی طرف آواز دے اور بلا کہ وہ حیرانی میں پیچھے رہ گیا ہے:۔

ابی نصر صالح سے منقول ہے۔ کہ ولادت آنحضرت رضی اللہ عنہ کی نکلہ میں ہوئی ہے

قطعہ۔ وہ شخص کہ اٹھارہ ہزار مخلوقات اسکا غلام ہے۔ غوث اعظم مبارک اصل جب حسن کے باغ سے پھول کیطرح کھلا۔ چار سو ستر سن کا تھا۔ ایضاً۔ تاریخ ولادت آنحضرت نعمہ میں لکھی گئی ہے

والدہ ماجدہ آنحضرت واقع میں نبوی باغ تھا۔ اِس باغ میں پھول کیطرح شیخ عبدالقادر علیہ الرحمۃ ظاہر ہوئے وہ چیز کہ پھول کے نیچے ہوئی اِس سے اِسکی ولادت کی تاریخ نکلتی ہے:۔

پوشیدہ نہ رہے کہ عبارت مذکور میں لفظ گل کے نیچے جو جملہ مید عبدالقادر ہے اگر اسکو بحساب جمل شمار کیا جاوے تو چار سو ستر عدد نکلتے ہیں۔ اور یہی مقصود ہے۔ یعنی سن ولادت یہی ہے۔ اور ابوالفضل کی روایت میں ولادت آنحضرت کی ۴۷۱ھ ہجری میں ہوئی ہے اور اِس روایت کے مطابق بھی کہی گئی ہے:۔ **قطعہ**:۔

ایسا بادشاہ کہ اللہ کے سب ولیوں نے اِس کے پاؤں کے نیچے اپنی گردنیں رکھیں۔
اِسی واسطے ولی مالک الرقاب۔ اِسکی ولادت کی تاریخ کا سال ہے:۔

روایت۔ شیخ ابوسعید عبداللہ اور احمد حنبل کی والدہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ میرا فرزند عبدالقادر ماہ رمضان میں پیدا ہوا۔ دن کو

دودھ نہیں پیتا تھا۔ یعنی روزہ داروں کی طرح شام کو افطار کے وقت دودھ پیتے۔ فرد۔

"اللہ ہی کو بلندی ہے۔ واہ واہ وہ حضرت کہ جب اُنہوں نے ہستی پائی اسکے گوہر پاک نے پرہیزگاری میں ہی دم مارا"

ایکبار کا ذکر ہے۔ کہ ماہِ رمضان میں بسبب بادل کے چاند نظر نہ آیا لوگوں نے مجھسے پوچھا کہ کیا حال ہے میں نے کہا کہ آج میرے فرزند نے دودھ نہیں پیا بعد ازاں تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ وہ دن ماہِ رمضان کا تھا۔ پھر تو تمام مشہور ہو گیا کہ سادات کے خاندان میں ایک ایسا لڑکا پیدا ہوا ہے۔ کہ ماہِ رمضان میں دودھ نہیں پیتا۔ قطعہ:۔

نیک جس شخص کا ہوا انجام — اس کا آغاز خوب ہوتا ہے
سچ کہی ہے مثل یہ لوگوں نے — پھول سے پھل کا وصف ہوتا ہے

قاضی القضاۃ ابی النصر صلح بھی اسیطرح اپنے چچا عبد الوہاب سے روایت کرتے ہیں۔ کہ عجم کے علماء اور مشائخ فرماتے ہیں۔ کہ جب شیخ عبد القادر تولد ہوئے ماہِ رمضان میں دودھ نہیں پیتے تھے۔ شیخ عبد الرزاق بن حضرت شیخ محی الدین رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت فرماتے تھے کہ جب میں صغر سنی کی حالت میں لڑکوں کے ساتھ کھیلنا چاہتا تھا تو ہاتف غیب سے ندا آئی کہ الی یا مبارک یعنی اے برکت والے میری طرف آ۔ فرد:۔

کس طرف جائے ہے اور رونی طرف آ قادر — اسطرف آ کہ ترا یار وفادار ہوں ہیں

جب میں یہ آواز سنتا تو بھاگتا اور خوف کے مارے جیسے کہ لڑکوں کی عادت ہے والدہ ماجدہ کی کنار میں جا گرتا۔ اب میں اس آواز کو خلوت میں سنتا ہوں۔ اور بھی آنحضرت رضؓ نے فرمایا۔ کہ جب میں جوانی کی حالت میں سیر کرتا تھا۔ ایک آواز سنتا تھا۔ لیکن کوئی شخص نہیں دیکھتا تھا آواز یہ آتا تھا۔ کہ اے عبد القادر میں نے تم کو اپنے واسطے چن لیا۔ اور مجاہدہ کے زمانہ میں جب میری آنکھ خواب میں گرم ہوتی۔ تو میں سنتا کہ ایک قائل کہتا۔ اے عبد القادر میں نے تمکو اپنے واسطے چن لیا۔ اور تو کوئی چیز نہ تھا۔ اب تو کچھ خبر ہوئی ہے۔ مجھ سے غافل نہ ہو یہی شیخ عبد الرزاق روایت کرتا ہے۔ کہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کو لوگوں نے پوچھا کہ آپ نے کب سے معلوم کیا ہے کہ آپ خدا کے ولی ہو آپ نے فرمایا کہ میں دس سال کا تھا کہ مکتب کیطرف جاتا تھا۔ فرشتوں کو دیکھا کہ میرے گرد چلتے تھے اور

کہتے تھے افسحوا لولی اللہ اٹھو۔ اور جگہ دو واسطے ولی اللہ کے۔ اور ایک وقت ایک مرد کو دیکھا کہ میں اسکو نہیں پہچانتا تھا جب اُسنے آواز ملائکہ کا سُنا ایک لڑکے سے پوچھا کہ یہ لڑکا کون ہے بعد ازاں فرمایا۔ سیکون لہ شان عظیم یعطی فلا یمنع ویتمکن فلا یحجب ویقرب فلا یمکشد **ترجمہ:۔** یعنی قریب ہے کہ اسکے لئے شان بلند ہوگا۔ دیا جائیگا۔ پس منع کیا جائیگا اور برقرار کیا جائیگا پس حجاب نہ ہوگا اور قریب کیا جائیگا پس نہیں دیر کیا جائیگا۔ **مثنوی:۔**

کہا اس نے فضل رب جہان	ہو ویگا یہ جوان عظیم الشان	کوئی ہوگا کہیں نہ اسکا نظیر	چہ فقیر و غنی چہ شاہ و وزیر
مرتبہ اسکا ہو بوجہ صواب	کچھ نہ ہو ویگا اسکے درمیان حجاب	حقتعالیٰ کا ہوگا واصل یہہ	قرب حق میں بھی ہوگا کامل یہہ

بیاض: چالیس سال کے بعد میں نے اُس مرد کو پہچانا کہ اسوقت کئی ابدالوں سے تھا۔ **غزل**

تشنہ لب روتا ہوا طرف اس عرفان کے دریا کیجاتا ہوں	آنسو نکادریا فریاد کیساتھ بہاتا جاتا ہوں
بغداد اور گیلان کا حاجی ہوں اسکے درگاہ کی شوق سے	کبھی بغداد اور کبھی گیلان کیطرف جاتا ہوں
اے معشوق عرب اور عجم سب تیرا شکایتے	تو اپنے قیدی پر یعنی مجھپر رحم کر کہ حیران جلتا ہوں
میں اسکے راستے میں ہمیشہ خون دل اور خونفشاں آنکھوں	اسطرح جاتا ہوں کہ تو کہے کہ باغ کو جارہا ہوں
میں نے اسکے کوچے کے کتوں سے محبت پائی	ہر وقت وفادار سے دوستوں کی طرف جاتا ہوں
ہائے افسوس وہ سر و قد حضر مبارک قدم کہاں ہے	تاکہ وہ میرا رہبر ہو کہ میں آبجیات کیطرف جاتا ہوں

حضرت شیخ عبدالرزاق سے نقل ہے کہ حضرت والد ماجد شیخ محی الدین فرماتے تھے کہ جب میں بغداد سے گیلان میں آیا ہوں میری عمر اٹھارہ سال تھی اور بھی مشائخ کی ایک جماعت سے منقول ہے کہ آنحضرت رضی اللہ عنہ چار سو اٹھاسی سن ہجری میں بغداد شریف کو تشریف لیگئے اور علوم کی تحصیل میں دل و جان مشغول ہوئے۔ پہلے آپ نے قرآن مجید کما ہو حقہ حاصل کیا۔ بعد ازاں فقہ و حدیث و علوم دینیہ اُس زمانہ کے بزرگوں سے حاصل کر کے تھوڑے دنوں میں اپنے اقران پر فائق اور اہل زمان سے متمیز ہو گئے **مترجم** کہتا ہے کہ جن علماء سے آپنے بغداد شریف میں علم حاصل فرمایا اُنکے نام نامی یہ ہیں حضرت ابوذکریا یحییٰ اور ابوالوفا علی بن عقیل اور ابوطالب بن ابوالخطاب اور ابوغالب محمد بن حسن اور ابوسعید محمد ابوالفتح اور ابوالبرکات ہبۃ الدین مبارک اور ابونصیر اور ابوعبداللہ اور طلحہ بن احمد رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اور

اور پانچسو اکیس سن میں آپ منبر پر وعظ کیلئے تشریف لائے اور تمام عرب کے فصحا آپکی کلام سننے اور فوائد حاصل کرنے میں مشغول ہوئے۔ اور آپکے حکم کے مطیع ہوئے:۔ **مثنوی**

اِس عجم کے معشوق نے جسکے شراب سے خوشی و مستی کی — گھوڑے پر چڑھکر اس نے عرب کو شکار کیا
معشوق جو خوبی سے مثل پھول اور سبزہ کی دکھائی — اِسنے ناز کیساتھ سبکو زیر قدم کیا اور کیا عجب کیا

جب اِسنے معشوقانہ زلفیں ڈالیں کوفہ اور بغداد اور حلب کو لوٹ لیا وہ چاند کیا چاند اور کیسا بادشاہ ہے۔ جو عشق میں جس غمزدہ نے اِس سے کچھ مانگا پالیا تو خبر رکہتا ہے اُے جیلان کے چاند کہ **معالی**۔ تیری یاد پر قادر! قادر! تمام رات کرتا ہے۔ حضرت شیخ عبداللہ محمد سے منقول ہے کہ حضرت شیخ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ ایکدن ایام طفولیت میں عرفہ کے روز میں باہر نکلا اور ایک گاؤ کے پکڑنے کے واسطے اُسکے پیچھے دوڑتا پھرتا تھا۔ اِس گاؤ نے میری طرف دیکھکر کہا اے عبدالقادر ما لھذا خلقت ولا بھذا امرت ترجمہ تو اسواسطے پیدا نہیں کیا گیا کہ ایسے لہویات میں اپنی اوقات ضائع کرو۔ میں یہ کلام سنکر ترسان و لرزاں گھر میں آیا جب ہوش بجا ہوئی کوٹھے پر چڑھ گیا۔ دیکھا کہ حاجیونکا ایک قافلہ بیت اللہ شریف کو جارہا ہے کوٹھے سے اُترکر والدہ کیخدمت میں عرض کی کہ اگر مجھے اجازت دو تو بغداد جاؤں اور تحصیل علوم میں مشغول ہوں اور بزرگوں کی زیارت سے فیضیاب ہوں۔ والدہ ماجدہ نے اِسکا سبب پوچھا میں نے سارا حال بیان کیا آپ میرا عزم بالجزم دیکھکر رونے لگے اور مجبور ہوکر اجازت دی۔ اسّی دینار جو میرے باپ کے ترکہ تھے نکال لائے چالیس دینار تو میرے بھائی کیواسطے رکھ لیے اور چالیس دینار میرے پیراہن کے گوشہ میں سی دئے اور میرے ساتھ عہد کیا کہ کبھی جھوٹ مت بولنا۔ ہمیشہ سچ ہی کہنا اور آپ میرے وداع کیواسطے علی النباب تشریف لائیں اور فرمایا اے فرزند جاؤ میں نے تمسے خدا کیلئے جدائی اختیار کی اب قیامت تک تیرا منہ اِن کو نہ لگے۔ مترجم کہتا ہے۔ بوقت رخصت جناب معظمہ مکرمہ نے آپکو ایک دعا کی اجازت بھی دی۔ اور فرمایا کہ بوقت مشکل جو کوئی اِس دعا کو باِرادت اکیسویں مرتبہ پڑہیگا اللہ کی رحمت سے اُس کی مشکل آسان ہوجائیگی۔ وہ دعا یہ ہے:۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اَللّٰہُ کَافِیْ قَصَدْتُ اَلْکَافِیْ وَجَدْتُ اَلْکَافِیْ لِکُلِّ کَافِیْ کَفَانِیْ اَلْکَافِیْ وَنِعْمَ اَلْکَافِیْ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ الغرض میں قافلہ کے ہمراہ بغداد کو روانہ ہوا۔ جب ہمدان سے قافلہ

بڑھا تو ساٹھ سوار سامنے سے نکلے۔ قافلہ کو لوٹ لیا مگر مجھ سے کوئی معترض نہ ہوا۔ ناگاہ ان سے ایک چور میرے پاس آیا اور کہنے لگا۔ اے فقیر! تیرے پاس بھی کچھ ہے میں نے کہا ہاں چالیس دینار ہیں۔ بولا کہاں ہیں۔ میں نے کہا کہ میرے پیراہن کے گوشہ میں سیئے ہوئے ہیں وہ میری بات کو واہیات سمجھ کر چلا گیا تھوڑی دیر کے بعد ایک دوسرا آیا۔ اُسنے بھی اسیطرح پوچھا۔ میں نے وہی بات سچ سچ کہدی اس نے بھی یقین نہ کیا لیکن اپنے سردار کو جاکر خبر کردی۔ اُسنے مجھے اُس جگہ پر بولایا۔ جہاں مال تقسیم کیا کرتے تھے۔ اِس نے بھی پوچھا کہ اے لڑکے تیرے پاس بھی کچھ مال ہے میں نے کہا۔ ہاں! چالیس دینار ہیں۔ بولا کہاں ہیں۔ میں نے کہا میرے کپڑے میں سیئے ہوئے ہیں۔ اُس نے حکم کیا تو دوسروں نے میرا پیراہن پھاڑ ڈالا اور جو کچھ میں نے کہا تھا نکال لیا۔ وہ سردار یہ حال دیکھکر حیران ہوا۔ اور بولا کہ تو نے کیلئے اقرار کیا اور اس مخفی راز کو کیوں ظاہر کیا میں نے کہا کہ میری والدہ نے مجھسے عہد کیا ہے کہ ہمیشہ صدق اور راستی پر رہنا۔ کبھی جھوٹ نہ بولنا میں اُسی عہد کا پابند ہوں اب اُسی عہد میں خیانت نہیں کرسکتا۔ وہ سردار یہ بات سُن کر زار زار اشکبار ہوا۔ اور کہا حیف ہے کہ تو اپنی والدہ کے عہد میں خیانت نہیں کرتا اور میں کئی سال گذرے ہیں کہ خالق دوجہان کے عہد کو وفا نہیں کرتا۔ یہ کہکر جھٹ اُٹھا اور میرے ہاتھ پر توبہ کی اور اُسکے یار و ننے کہا کہ تو قطع طریق میں بھی ہمارا سردار تھا اب تو یہ میں بھی تو ہی سردار ہو۔ الغرض سب نے میرے ہاتھ پر توبہ کی اور جو کچھ قافلہ والوں سے لیا تھا واپس دیدیا اور سب سے پہلے توبہ کرنے والے میرے ہاتھ پر یہی تھے۔ **مثنوی:-**

ترک عجمی نے جب زلفیں معشوقانہ ڈالیں — گھر سے باہر نکل کر سو گھر کو ویران کردیا یعنی
اپنا عاشق بنالیا۔ اُسوقت کہ اُسکی لبونکا عقیق یخنمیں آیا — پیالہ اور پیمانہ کے منہ سے خون چھڑا دیا۔

مترجم کہتا ہے کہ سب مؤرخوں کا اتفاق ہے۔ کہ اس قزاق کا نام احمد تھا۔ وہ بیعت سے مشرف ہوکر بمنت آپ کو اپنے گھر لے گیا۔ اور اپنی دختر سے آنحضرت کا نکاح کردیا۔ آپ بی بی صاحبہ کو وہیں چھوڑ کر بغداد شریف تشریف لیگئے۔ بعد چندیں اُن کو بھی وہیں بُلوایا۔

دوسرا باب

آنحضرت کے حلیہ مبارک میں

ابوسعید فرماتے ہیں کان الشیخ محی الدین عبد القادر رضی اللہ عنہ احمر اللون نحیف البدن ربع القامۃ یعنی شیخ محی الدین سرخ رنگ، نازک بدن پہن قد ہے **نظم**:۔

اے دلبر نازک بدن گندم رنگ والے	سر سے قدم تک ساتھ عجائب قد کے موزون
ترے قدم نازک کو نہ میں الف کہہ سکتا ہوں نہ سرو	یعنی بلند اور پست کس طرح کہہ سکوں

شیخ ابو محمد عبد اللہ سے منقول ہے۔ کان الشیخ الاسلام محی الدین عبد القادر رضی اللہ عنہ نحیف البدن ربع القامۃ عریض الصدر عریض اللحیۃ طویل البدن احمر اللون مقرون الحاجبین ذات صوت جھوری سحت نمی و قدر علی و علم و فی یعنی شیخ رضی اللہ عنہ نازک بدن پہن قد کشادہ سینہ اور کشادہ ریش اور لمبے بدن والے سرخ رنگ پیوستہ ابرو بلند آواز والے، بلند قدر والے، سب علم والے تھے **نظم**:۔

کہتے ہیں اکثر یہی اہل صفا	شیخ عبد القادر خاص خدا
تھے نحیف الجسم وہ شاہِ جہان	ربع قامت سرو قد لاغر میان
تھے عریض الصدر گندم لون شاہ	اور عراض اللحیہ جوں ہالہ میں ماہ
دو نو ابرو تھے بہم یوں پر فرح	آسمان پر جیسے ہو قوس و قزح
تھے بلند آواز وہ عالی مقام	ہر طرف سے دیکھتے تھے خاص و عام
قد رعالی علم میں یکتا تھے وہ	نور حق کا الغرض پتلا تھے وہ

روایت:۔ حضرت ابو صالح نصر شیخ عبد الرزاق اور عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہما سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؓ نے فرمایا ہے۔ طوبی لمن رانی و رای من رانی و رای من رانی من رانی و رای من رانی من رای من رانی و رای من رانی من رای من رانی و رای من رانی من رای من رانی یعنی خوشی ہو اس کیلئے جسنے مجھکو دیکھا یا اس نے دیکھا ہے۔ اس کو جس نے مجھکو دیکھا ہے

یا اُسکو جسنے دیکھا ہے اُسکو جسنے مجھکو دیکھا ہے یا دیکھا ہے اُسکو جسنے دیکھا ہے اُسکو جسنے دیکھا ہے۔ اُسکو جسنے دیکھا ہے مجھکو۔ علی ہذا القیاس یہ سلسلہ آٹھ درجہ تک پہنچتا ہے:۔

اے درویش اگر جمال باکمال آنحضرت رض کا ظاہر کی آنکھوں سے دیکھنا محال ہوگیا ہے بارے حلیہ آنحضرت کو اپنی آنکھوں کے سامنے رکھ تاکہ تو اُس دولت سے جو دونوں جہان کی ہے اُس سے محروم نہ رہے

اگرچہ مشکل ہے ظاہری دیدار — دِل کی آنکھوں سے دیکھ صورت یار
حلیہ پاک کا تصور کر! — اُسطرف رکھ ہمیش دِل کی نظر!
آیت لُطف خدا رخسار ہے — ہے خوشی جو عاشق دیدار ہے
شمع جیسی اُسکی شکل پاک ہے — اِس کا پروانہ زمین افلاک ہے
اُس سرو کو جسنے دیکھا ایک بار — کہدیا اللہ اکبر صد ہزار
اُسکی زلفونکی گرہ گر کھل گئی — سینکڑوں کو قتل وگھائل کرگئی

روایت:۔ ابوعبداللہ محمد بن حضر حسینی موصلی اپنے باپ سے نقل کرتا ہے کہ وہ کہتا تھا کہ میں تیرہ ۱۳ سال حضرت شیخ محی الدین رض کیخدمت میں رہا میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ انکے بدن مبارک پر مکھی بیٹھتی ہے اور کبھی تھوکتے اور ناک صاف کرتے بھی نہیں دیکھا۔ **رُباعی**

تو نوشجاں ہے اَے پیر شہد کا چشمہ — دِل عجب کہ یہ ہے شہد مکھیوں سے دور
بھلا لطیف بدن میں کہاں کثافت ہو — کہ مثل روح کے وہ جسم سر بسر ہے نور

تیسرا باب

لباس آنحضرت میں

روایت کرتا ہے ابو محمد رجب ابو صالح نصر اور ابوالحسن علی رض خباز سے اور ابو صالح نصر اپنے باپ عبدالرزاق سے اور ابوالحسن شیخ عمر بزاز سے کہ حضرت محی الدین رض عنہ علما کا لباس پہنتے اور چادر بغلونیں لیتے اور خچر پر سوار ہوتے۔ اور بڑے بلند منبر پر وعظ فرماتے آپکے کلام میں تیزی تھی اور قبولیت اور تاثیر میں سب سے بڑھکر تھے جب آپ کلام کرتے تو حضار مجلس چپ ہوجاتے۔ فرد

سب کے سب پر مہر خاموشی لگے　　جب تو کھولے شکر افشاں لعل کو

جو کچھ آپ فرماتے لوگ دل وجان سے قبول کرتے۔ جو شخص آپکی زیارت سے مشرف ہوتا اگرچہ کیسا ہی سنگدل ہوتا نرم ہو جاتا۔ اور خضوع خشوع اُس میں پیدا ہو جاتا۔ **فرد**

تیری یہ شکل وصورت جسطرف کو ایکدم جائے　　بھلا وہ کون ہے جو دیکھکر آنکھیں نہ بھر لائے

دِن میں جب جامع مسجد کیطرف تشریف لیجاتے۔ عوام خاص بازاروں میں کھڑے ہو جاتے اور آپ سے توصل کرکے اپنی حاجتیں حقتعالےٰ سے چاہتے :۔ **فرد**:۔

تو جسطرف کو چلے اُس طرف خلائق شہر　　کھڑے ہو دیکھیں کہیں سب شاہ آتا ہے

آپ کا آواز باریک بھی تھا اور بلند بھی۔ خاموشی بھی بہت تھی :۔ **فرد**:۔

شیخ محی الدین جو دلکش شاہ ہے　　صیت وصوت وسحت وصحت اچھا ہے

روایت۔ شیخ ابو الفضل احمد بن قاسم قریشی بغدادی بزاز رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ محی الدین رضٰ عالمانہ کپڑے پہنتے اور چادر بغل میں لیتے۔ ایکدن کا ذکر ہے کہ شیخ رضٰ کا ایک خادم میرے پاس آیا اور کہا کہ میں ایسا کپڑا چاہتا ہوں جسکا ایک گز ایک دینار قیمت سے کم وبیش نہ ہو۔ میں نے پوچھا۔ ایسا قیمتی کپڑا کسکے لئے لیتے ہو۔ اُسنے کہا حضرت شیخ محی الدین رضٰ کیلئے۔ میں نے اپنے دلمیں کہا کہ ایسا کپڑا بادشاہوں کو زیبا ہے۔ فقیروں کو کب روا ہے۔ شیخ نے یہ بیش بہا کپڑا خلیفہ کیواسطے نہیں چھوڑا۔ ابھی یہ خطرہ تمام نہ ہوا تھا۔ کہ میرے پاؤں میں ایک میخ چبھی میں اُسکے درد سے بیقرار ہو گیا۔ بہت خلقت جمع ہو کر اُس کو نکال رہی۔ مگر کسی کی کچھ پیش نہ گئی۔ میں نے کہا۔ مجھے حضرت محبوب سبحانی قدس سرہٗ العزیز کیخدمت میں لیجاؤ۔ جب مجھے لوگوں نے آپکی خدمت میں پہنچایا آپ نے فرمایا اے ابو الفضل تو نے کسواسطے ہم پر اعتراض کیا تھا میں خدا کی قسم ایسا کپڑا کبھی نہیں پہنتا۔ کہ مجھے حکم نہیں ہوتا کہ پہن یحق علیک لیس قمیصا ذراعہ بدینار یعنی تم کو میرے حق کی قسم ہے جو تمپر ہے تو ایسا پیراہن پہن جسکا ایک گز ایک دینار سے ملے **نظم**

بولے حضرت مجھکو ہوتا ہے خطاب	پہن وہ کپڑا تجھے ہوگا ثواب
ایسا کپڑا ڈھونڈھ کر تم مول لو	جسکی قیمت گز کی اک دینار ہو

اَے ابوالفضل یہ کفن ہے۔ وکفن المیّت یحسن ھٰذا بعد الف موتۃ یعنی کفن میّت کا اچھا ہوتا ہے۔ اور ہم کو تو ہزار موت سے کے بعد یہ کفن ملتا ہے:۔ **قطعہ**:۔

اِسکے غم میں مر گئے ہم بار بار	کیوں نہ ہو کپڑا ہمارا پھر کفن
کِسلئے انکار کرتا ہے عزیز	یہ کفن ہے اور کفن ہووے حسن

پھر اپنے ہاتھ مبارک کو میرے پاؤں پر رکھا۔ اُسیوقت وہ میخ اور اسکا درد سب دفع ہوگیا۔ واللہ میں نہیں جانتا وہ میخ اور درد کہاں سے آئی اور کہاں گئی۔ جب میں اُٹھا۔ آپ نے فرمایا کہ اسکا اعتراض جو اُس نے ہم پر کیا تھا۔ اُسپر میخ کی شکل میں مشکل ہوا:۔ **قطعہ**:۔

وارث علم علی آل نبی محی الدین	سب زمین پر وہ دلیل حق برتر ہے
اِسکے درویش کے حق میں بھی اگر کوئی عدو	طعن کرے طعن اُسی میخ سے بھی بڑھکر ہے

ابن بطال سے نقل ہے کہ جب لوگ چاندی اور سونے کی قسم سے حضرت شیخ کے پاس لاتے۔ تو آپ زیر مصلّا رکھوا دیتے۔ ہاتھ مبارک سے نہ چھوتے۔ جب خادم آتا فرماتے کہ مصلّا کے نیچے سے نکال کر بقال اور خبازہ کو دیدے:۔

حضرت شیخ کا ایک غلام مظفر نام ہر روز ایک تھال روٹیوں کا پُر کر کے دروازہ پر کھڑا رہتا جو درویش مسکین سائل آتا اِسکو دیدیتا۔ اگر خلیفہ کچھ خلعت روانہ کرتا تو آپ ابوالفتح کو فرماتے کہ یہ نانبائیوں کو دے دو جن سے مہمانوں کے واسطے قرض لیا کرتے ہو اور کچھ زمین وجہ حلال سے آپ کے قبضہ میں تھی بعض خدمتگار اُسکی کاشت کرتے تھے ہر روز شیخ رضہ کے واسطے اُسی غلّہ سے چار روٹیاں پکا کر آخر دن میں آپکے سامنے لاتے آپ ایک روٹی تو حاضرین کو تقسیم کر دیتے۔ باقی اپنے واسطے رکھ چھوڑتے۔ اور اگر کوئی شخص آپ کی خدمت میں کچھ ہدیہ بھیجتا۔ آپ بخوشی قبول کرتے اور اُسکے عوض میں آپ بھی کچھ اُس کو عنایت فرماتے اور وہ ہدیہ اُسیوقت حاضرین پر تقسیم کر دیتے اور نذر بھی قبول فرما لیتے۔ اور نذر سے آپ بھی تناول فرماتے:۔

روایت۔ ابو عبداللہ محمدؐ بن خضر سے منقول ہے کہ حضرت شیخ رضی اللہ عنہ کبھی بادشاہ یا امیر کی تعظیم کیواسطے کھڑے نہ ہوتے اور کبھی جاہ وحشمت والے کے دروازے پر بھی نہ

جاتے۔ نہ اُن کے فرش پر بیٹھتے۔ نہ اُنکے طعام سے کھاتے اور بادشاہوں کے ساتھ یا اُنکے فرش پر بیٹھنے کو عقوبات معجلہ سے تصوّر فرماتے۔ اگر کوئی وزیر یا امیر یا خلیفہ یا کوئی اور صاحب آپکے در دولت پر حاضر ہوتا۔ تو آپ اندر تشریف لیجاتے۔ پھر نکلکر اُس سے ملاقات کرتے یہ اسلئے کرتے تاکہ قیام اُنکی تعظیم کیلئے نہ ہو اور اُنکے ساتھ سخت کلام کرتے اور نصیحت میں مبالغہ فرماتے اور وہ اُنکے ہاتھ مبارک چومتے اور آپ کے سامنے مؤدب بیٹھتے۔ اگر خلیفہ وقت کچھ لکھنا چاہتے تو یوں لکھتے کہ عبدالقادر تجھ کو یوں فرماتا ہے اور اُسکا فرمان تم پر نافذ ہے جب خلیفہ وقت آپکا فرمان دیکھتا۔ منہ سے چومتا اور آنکھوں سے لگاتا اور کہتا کہ شیخ صاحب سچ فرماتے ہیں۔ احمد[1] بغدادی معروف بخطاب خادم حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر رضہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک وقت بسبب کثرت مہمانوں کے جناب کرامت مآب پر دو سو پچاس[2] روپیہ قرض ہو گئے ایکدن ایک ناواقف ناآشنا شخص خدمت عالی میں حاضر ہوا۔ اور آپکے ساتھ بہت کچھ بات چیت کرکے کچھ نقد آپ کی نذر کرکے کہنے لگا کہ یہ آپکے قرضخواہوں کے واسطے ہے۔ پھر چلا گیا۔ آپ نے مجھے فرمایا۔ کہ یہ لے اور قرضخواہوں کو دے۔ میں نے عرض کی یا حضرت یہ کون شخص تھا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ صبیر فی القدر تھا میں نے پوچھا صبیر فی القدر کون ہوتا ہے آپ نے فرمایا وہ ایک فرشتہ ہوتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ اپنے فضل وکرم سے اپنے دوستوں کے پاس بھیجتا ہے۔ کہ جو ان کے ذمہ قرض ہو وہ ادا کردے۔ بیت

تعالیٰ اللہ عجب مقبول وہ محبوب سبحان ہے　　فرشتے جسکی خاطر بھیجتا خلاق دوران ہے

چوتھا باب

آنحضرت کی عادات میں

شیخ ابوالمظفر منصور رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ لا اجد اوسع صدرًا ولا اکرم نفسًا ولا احفظ عہدًا ووُدًّا من الشیخ محی الدین رضی اللہ عنہ یعنی میں نے کسی شخص کو

---

[1] یہ روایت لطائف الغرائب میں ہے۔ [2] ایک روایت میں صرف پچاس ہیں:۔

شیخ رضؓ عنہ سے زیادہ فراخ سینہ والا اور بزرگ نفس اور زیادہ نگاہ رکھنے والا وعدہ اور دوستی کو نہیں دیکھا اور باوجود جلالت قدر اور علو منزلت اور کثرت علم کے چھوٹوں پر شفقت کرتے تھے اور بڑوں کی عزت کرتے تھے۔ اور سلام کے ساتھ ابتدا کرتے تھے اور ضعیفوں کے ساتھ بیٹھا کرتے تھے۔ اور فقراء کے ساتھ تواضع کرتے تھے۔ اور کسی مرتبہ اور حشمت والے کیواسطے قیام نہ فرماتے اور کسی وزیر یا بادشاہ کے دروازہ پر نہ جاتے۔

روایت:۔ شیخ ابوالقاسم بزاز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ اوقات مبارکہ کہ ہم شیخ محی الدین رضؓ کی خدمت میں رہتے تھے۔ گویا ایک خواب تھی کہ ہم نے دیکھی۔ جب ہم بیدار ہوئے تو وہ مجلس نہ پائی۔ اُسکے اخلاق پسندیدہ تھے اور اوصاف زکیہ۔ اسکا نفس خبر دینے والا تھا اور اُسکی گفتار سب راست راست تھی۔ میں نے کسی شخص کو زیادہ تر شرمناک اُس سے نہیں دیکھا۔ ہمیشہ آپ مہمانوں مسکینوں کیساتھ کھانا کھاتے اور ہر رات خوانچہ تیار کراتے اور غریبوں محتاجوں کیساتھ بیٹھتے۔ طالبوں کی بدخوئے امر پر صبر فرماتے انکی خطاؤں سے درگذر کرتے کسی سائل کا سوال رد نہ فرماتے۔ اگر کوئی یار حضار مجلس سے غائب ہوتا اُسکا حال پوچھتے اور جیسے اُسکے سامنے توجہ فرماتے تھے۔ ویسے ہی پیچھے اُسکے حق میں کلمہ خیر کہتے اگر کوئی سوگند کھاتا سچا جانتے اور اپنی واقفیت کو پوشیدہ رکھتے۔ آپ اسقدر اشفاق واخلاق کرتے کہ آپکے ہم نشینوں میں سے ہر شخص یہی سمجھتا کہ حضرت مجھسے زیادہ اور کسی پر اتنی شفقت نہیں فرماتے اور میرے سوا کسی دوسرے کو شیخ صاحب اتنا عزیز نہیں سمجھتے۔

نقل ہے حضرت ابوعبداللہ محمدؒ سے حضرت شیخ محی الدینؒ سریع الدمعۃ وشدید الخشیۃ کثیر الطیبت مستجاب الدعوات کریم الاخلاق طیب الاعراق ابعد الناس عن الفحش و اقربہم الی الحق تھے یعنی آنسو جاری کرنیوالے تھے سب لوگوں سے زیادہ فحش سے دور رہنے والے تھے اور سب سے حق کیطرف زیادہ نزدیک تھے اور کسی پر خفا نہیں ہوتے تھے اور اہل حق کی ہمیشہ مدد کرتے تھے۔ **مصرع**:۔ "جو کیا پار کے لئے بھی کیا"

روایت:۔ حضرت شیخ داؤد فرماتے ہیں کہ حضرت جناب فیض مآب کی دولت و حشمت وخادمان درگاہ والا کو دیکھکر ایکدن ایک چور نے یہ اندیشہ کیا:۔ **فرد**:۔

جسکا یہ مال وجاہ وحشمت ہے — اُسکے گھر زر کا ڈھیر ہووے گا

کہ چلو اُسکے گھر چوری کریں تاکہ دولت سے مالا مال ہوجاویں جب وہ چوری کرنیکو گیا تو جاتے ہی اندھا ہو گیا۔ **شعر**:۔

کس طرح کیوں بھلا نہ ہووے کور — دیکھا خورشید کا جو شب پر نور

مجبور ہو کر ایک گوشہ میں بیٹھ رہا۔ آنحضرت کو اُس کا حال معلوم ہو۔ فرمایا کہ مروّت سے بعید ہے کہ ایک شخص ہمارے گھر اُمید گیا ساتھ آوے اور نا اُمید جاوے:۔ شعر:۔

اپنی بخشش سے کچھ سلوک کریں — جو میسّر ہو اُسکے پاس دھریں

آپ اِسی خیال میں تھے کہ مہتر خضر علیہ السلام نے آکر عرض کی کہ یا حضرت آج ایک ابدال کا اس دارالزوال سے وصال ہوا جسکو حکم ہو۔ اُسکی جگہ مقرر کیا جاوے۔ آپنے فرمایا ہمارے گھر ایک شخص شکستہ دِل پڑا ہوا ہے۔ جاؤ اُسکو یہاں لے آؤ۔ مہتر خضر علیہ السلام چور کے پاس تشریف لیگئے اور جناب حضور مآب کے حضور میں لے آئے آپنے اپنی عنایت سے ایک ہی نگاہ میں اُسکو ابدال بنا دیا۔

اے گدائے حضرت قادری خوش ہو کہ جب آنجناب نے ایسے شخص کو جو ایسی بُری نیت سے اُنکی طرف آیا۔ اپنی دولت سے محروم نہ رکھا تو جو شخص ساتھ ارادت اور صدق وصفا کے آپکی جناب میں آویگا۔ تو اُسکا کرم کب روا رکھا ہے کہ وہ دولت کرامت سے محروم رہے:۔ قطعہ

جو آوے چور اگر اُس کے در پہ چوری کو	تو اُسکے فضل وکرم سے بنے ولی خدا
بھلا جو صدق وصفائی سے اُسکے در پہ گدا	قیاس کر تو بلے اُس کو مرتبہ پھر کیا

ابو عبداللہ محمد بن خضر حسینی رضی عنہما سے روایت ہے۔ کہا اُس نے کہ خبر دی مجھکو میرے باپ نے کہ ایک روز حضرت شیخ محی الدین قدس سرہٗ العزیز نے ایک فقیر شکستہ دِل کو دیکھکر فرمایا۔ مَا شَانُكَ یعنی تیرا کیا حال ہے۔ اُسنے عرض کی کہ میں دریا کے کنارہ پر تھا اور میرے پاس کچھ نہ تھا میں ملاح کو بہتیرا کہہ رہا کہ مجھے دریا کے پار اُتار دو۔ مگر اُس نے قبول نہ کیا۔ اِس لیے میں شکستہ دِل حیران پریشان ہوں۔ اِسی گفتگو میں تھے۔ کہ ایک شخص اجنبی آیا۔ ایک پیتلی دینار سے پُر شیخ رضی اللہ عنہ کی نذر کر کے چلا گیا۔ جناب فیض مآب نے اُس فقیر کو کہا کہ یہ پیتلی لیجاؤ اور اُس ملاح کو دیدو۔ اور کہدو کہ آئندہ کسی فقیر کو ایسا تنگ نہ کرنا اور نیز آپنے

اپنا پیراہن مبارک اُس فقیر کو دیکر پھر اُس سے بیس دینار پر خرید لیا۔

ابو عبداللہ محمد بن خضر حسینی سے منقول ہے۔ کہا اُسنے خبر دی مجھ کو میرے باپ نے کہ ایکدن جمعہ کے روز جناب شیخ رضؓ جامع مسجد میں تھے۔ ایک تاجر نے آن کر خدمت عالی میں عرض کی کہ میرے پاس کچھ مال ہے۔ بغیر زکوٰۃ کے یعنی میں زکوٰۃ نہیں دیتا۔ میں چاہتا ہوں کہ فقراء و مساکین پر تصدّق کروں۔ لیکن کوئی مستحق مجھے نہیں ملتا جسے آپ حکم فرمائیں اُسکو دیدوں۔ آپنے فرمایا مستحق کو بھی دو اور غیر مستحق کو بھی دو تاکہ خدائتعالیٰ تم کو جزا دے۔ جسکا تو مستحق ہے۔ اور وہ بھی دے جس کا تو مستحق نہیں:۔

روایت:۔ شیخ ابو محمد طلحہ بن مظفر فرماتے ہیں۔ کہ حضرت قدس سرّہٗ فرماتے تھے کہ حالت ابتداء میں بغداد میں مجھے بیس روز گذر گئے میں نے کوئی ایسی چیز نہ پائی جس سے اپنا قوت بناؤں۔ کسرے کے محلوں کیطرف نکلا۔ تاکوئی مباح چیز حاصل کروں۔ میں نے ستر اولیاء اللہ کو دیکھا کہ وہی طلب کرتے تھے۔ جو کچھ کہ میں طلب کرتا تھا۔ میں نے دلمیں کہا کہ یہ مروت نہیں کہ میں اُنکے مزاحم ہوں۔ پھر میں چلا آیا۔ ناگاہ ایک مرد شہر کے دوستوں میں سے مجھے ملا۔ اُس نے مجھے ایک ٹکڑا سونے کا دیا۔ اور کہا کہ تیری مائی نے تیرے لئے بھیجا ہے۔ میں نے لیکر کچھ تو اپنے لئے رکھا۔ باقی کسریٰ کے محلوں کی طرف لگیا۔ تاکہ اُن ستر بزرگوں پر تقسیم کروں۔ میں نے اُن پر تقسیم کیا۔ اُنھوں نے پوچھا یہ کیا ہے میں نے کہا میری والدہ ماجدہ نے میرے واسطے روانہ کیا ہے اور میں نہیں چاہتا۔ کہ تمہارے سوا اکیلا کھاؤں۔ بعد ازاں میں نے بغداد آکر اُس باقیماندہ ٹکڑا کا طعام خرید کر فقیروں کو بلایا اور اُنکے ساتھ ملکر طعام تناول کیا۔ رات تک اُس ٹکڑے سے میرے پاس کچھ نہ رہا۔

نظم:۔

صاحب جود و کرم حضرت فیاض ہو تے ۔۔۔ تیرا ثانی نہیں صاحب عرفان ہو تو
خلق و خوبی و بلاغت و سماعت ہے تجھے ۔۔۔ ہمکو ہے ناز کہ تو جان بھی جانان ہے تو

روایت:۔ شیخ ابو المظفر فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت شیخ رضؓ گھر میں بیٹھے کچھ لکھ رہے تھے ناگاہ چھت سے کچھ خاک گری۔ آپ نے جھاڑ دی پھر گری پھر جھاڑ دی چوتھی دفعہ آپ نے سر مبارک اوپر اٹھا کر جو دیکھا تو ایک چوہا نظر آیا۔ جو کھیل رہا ہے آپنے غضب کی نظر سے دیکھ کر

فرمایا کہ تیرا سر تیرے تن سے جدا ہو جاوے۔ فی الفور وہ چوہا ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گر پڑا آپ یہ حال دیکھ کر سخت مضطر ہوئے میں نے عرض کی کہ یا حضرت آپ کیوں ملول ہوئے ہیں فرمایا مجھے خوف ہے کہ کبھی کسی مسلمان پر میرا دل ناراض ہو جاوے پھر اسکا بھی یہی حال ہو:۔ **مثنوی**

عرض کی میں نے کہ اے پیر ہدا	کسلئے روتے ہو فرماؤ ذرا
بولے ڈرتا ہوں کہ مت کوئی بشر	اسطرح دے وہ مرے دل کو ضرر
مثل چوہے کی نہ ہووے ماجرا	اسکا بھی ہو سر جدا اور تن جدا
شیخ محی الدین لبصدر لا یزال	تیغ بران خدائے ذوالجلال
گر کوئی گستاخ ہو کر آئے گا	اپنے عملوں کی سزا وہ پائے گا
جس پہ تیرا قہر اے سرور ہوا	دو جہاں میں خوار اور بدتر ہوا
جس پہ کی تو نے نظر الطاف کی	سلطنت کونین کی اسکو ملی
دوستوں کو شمع افروزاں ہے تو	دشمنوں کو آتش سوزاں ہے تو
رہوں دائم تیرا با عزّ و جاہ	اور دشمن خوار و زار و روسیاہ

۱۲ وقت عصر کا واقعہ

روایت:۔ شیخ ابو القاسم فرماتے ہیں۔ کہ ایک روز حضرت رضؓ مدرسہ میں وضو کر رہے تھے کہ ایک چڑیا نے اوپر سے بیچ کر دی۔ آپ نے سر اٹھا کر غضبناک حالت میں اسکی طرف جو دیکھا۔ فوراً بشمشیر نظر سے وہ چڑیا پارہ پارہ ہو کر زمین پر گر پڑی حضرت شیخ رضؓ جب وضو سے فارغ ہوئے۔ جامہ مبارک تن مبارک سے اتار کر مجھے دیا۔ اور فرمایا کہ اسکو فروخت کر اور فقراء پر تصدق کر۔ اور فرمایا ھذا ایضا لھذا یعنی یہ تصدق اس قتل کی کفارت ہے:۔

روایت:۔ ابو العباس احمد فرماتے ہیں کہ ایک روز آنحضرت رضؓ سوار ہو کر جامع مسجد منصور میں تشریف لائے جب واپس مدرسہ میں پہنچے ایک بچھو آپ کی پیشانی مبارک سے نیچے گرا اور چلنے لگا۔ آپ نے فرمایا (مُتْ) یعنی مر جا۔ اسی وقت مر گیا بعد ازاں فرمایا اے احمد اس بچھو نے جامع مسجد سے یہاں تک کئی دفعہ مجھے کاٹا ہے (مصرع) "اللہ اللہ کیا تحمل ہے"

کسی کو لطف سے دیتے ہو تم جان ۔ کسی کو قہر سے کرتے ہو ویران
نہ بخشو جان بے جان قالبوں کو ۔ ہزاروں مردہ دل کرتے ہو با جان

حکایت منظومہ

ابوحسن کرتے ہیں روایت یہ
خوب عمدہ سنو حکایت یہ
مجلس شیخ پاک ہر روز
اڑتے پھرتے تھے پیل یا مصروز

اُسکا آواز بہت ناخوش تھا
اُس سے وہ آپکا مشوش تھا
ایکدن آپنے ہوا سی کہا
جلد سر اسکا کر تو تن سے جدا

بادِ صرصر نے کر کے یہ تعمیل
سامنے آپکے رکھے وہ چیل
آپ ممبر سے نیچے اُتر آئے
پکڑ کر چیل آپ فرمائے

زندہ ہو ساتھ نام رب جلیل
ہو کے زندہ اڑی وہ چیل
واہ کیا شان تیری اے پیر
تمکو قوت یہ دی ہے رب قدیر

میں بھی اک تیرے خادموں میں ہوں
تیری قوت پہ کیوں نہ ناز کروں
میرے دل کو کبھی نہ کر فی الحال
حق کی اُلفت سے ہو وے مالا مال

روایت:- ابونصر صالح رح فرماتے ہیں کہ خبر دی مجھکو میرے باپ عبدالرزاق نے کہ حضرت شیخ جب سے خلقت میں مشہور ہوئے۔ حج کیواسطے نہ گئے مگر ایک دفعہ کہ میں آپ کے ہمراہ تھا اور آپ کی سواری کی باگ میرے ہاتھ میں تھی جب ہم آجلہ میں پہنچے۔ وہاں ایک خراب گھر دیکھا جسمیں سوائے ایک ٹوٹے ہوئے گلیم کے اور کچھ نہیں ایک بوڑھا مرد اور پیر زال اور ایک لڑکی وہاں بیٹھی پائی حضرت والدہ ماجدہ نے اُن سے اذن طلب کیا اُسنے اجازت دی تو ہم وہاں اُترے۔ مشائخ ورؤسا آجلہ نے جب شیخ رض کی تشریف آوری کی خبر سُنی۔ دوڑے آئے۔ اور ہر ایک نے یہی خواہش کی کہ آپ ہمارے غریب خانہ میں رونق افروز ہوویں لیکن حضرت شیخ نے منظور نہ فرمایا۔ اہل آجلہ نے گاؤ بکری اور قسم قسم کا طعام اور زر وسیم و پارچات وغیرہ آنحضرت کے پیشکش کیا۔ آپ نے اپنے ہمراہیوں کو فرمایا کہ مجھے تو ان اشیاء کی کچھ بھی ضرورت نہیں میں اپنے نصیبوں سے باہر نکلا ہوں یعنی نصیبوں پر قائم ہوں اُنہوں نے عرض کی کہ ہم کو بھی کچھ ضرورت نہیں آپ نے فرمایا کہ سب اسباب اس بوڑھے مرد اور اسکی لڑکی کو دیدو چنانچہ ویسا ہی کیا آپ رات وہاں قیام فرما کر علی الصباح تشریف لیگئے۔ **راوی** فرماتا ہے کہ میں کئی سال بعد پھر آجلہ میں پہنچا اُس بوڑھے کو دیکھا کہ سب اہل آجلہ سے اُسکا مال مویشی بہت تھا اُس نے کہا کہ یہ سب آنحضرت رض کی برکت ہے اور یہ سب مال مویشی اُنہی کی اولاد سے ہے۔ جو آپ نے مجھے عطا فرمائی تھی:- **قطعہ**:-

بے نوا مدبر و بدبخت جو بے سامان ہوں
انکو سامان سعادت تو بنا دیتا ہے

کیا عجب دے جو جہاں گر تو گدا کو دیدے
اک نظر اپنی سے تو قرب خدا دیتا ہے

روایت ابو الخیر فرماتے ہیں کہ ایکدن میں اور چند مشایخ حضرت رضی اللہ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ:- رباعی

بولے میں مظہر سخا ہوں آج — اور میں بر سر عطا ہوں آج
جس کی حاجت ہو آج بتلائے — جلد حاجت کو اپنی وہ پائے

سنتے ہی حضرت ابو سعید نے کھڑے ہو کر دست بستہ عرض کی:- ؎

عرض کرتا ہوں میں اے شیخ کبار — اختیار اپنا نہ رکھوں زینہار

بعد اس کے شیخ ابن القائد نے التماس کی:- ؎

اپنے لطف و فضل سے اے شاہ دین — کر عطا قوت مجاہدہ بالیقین

بعد ازاں شیخ عمر بزاز نے سر نیاز جھکا کر عرض کی:- ؎

مجھے ہے آرزو خوف خدا کی — مجھے خواہش بہت صدق و صفا کی

بعد ازاں شیخ حسن قادری عرض گذار ہوئے:- ؎

یہی آرزو ہے مری محترم — بڑے حال میرا یہی دم بدم

بعد ازاں شیخ جمیل نے التجا کی:- ؎

اے والی وقت ذو الکرامات — چاہتا ہوں میں فیض حفظ اوقات

بعد ازاں شیخ ابو البرکات نے التماس کی ؎

کہ شاہا عشق کا مشتاق ہو نہیں — تمہارے بن بھلا کس کو کہوں میں

ابو الخیر فرماتے ہیں کہ میں نے کہا۔ اے شیخ میں ایسی معرفت مانگتا ہوں جس سے واردات ربانی کی تمیز حاصل ہو۔ پھر شیخ خلیل تشریف لائے۔ انہوں نے مرتبہ قطیب کا سوال کیا حضرت شیخ نے فرمایا۔ كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ۚ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا الآیۃ یعنی ابو الخیر فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم جس جس نے جو جو طلب کیا۔ پا لیا مگر شیخ خلیل کہ ابھی انکا وقت نہیں پہنچا:- **قطعہ**:-

اے ہر جہانگیر کہ سب خلق خدا کی — رکھتی ہے ترے در پہ جبیں تبہ جا کی
پر مجھکو ترے کوچہ کی ہے خاک ہی اکسیر — بس گر حرص ہے تو فقط دید و لقا کی

حکایت منظومہ

عمر بزاز سے روایت ہے — واقف اس راز کا نہایت ہے
شیخ دوران قطب ربانی — وارث انبیاء علے ثانی
خطہ اک ناگہاں مجھے آیا — کچھ میرے دل میں اس گذر پایا
مہر انور کیطرح نکلا نور — تب کدورت مری ہوئی کافور
کہا اس نے کہ ایکدن یہ گدا — شیخ صاحب کے پاس بیٹھا تھا
مظہر نور حق و ولی خدا — غوث الثقلین شیخ ارض و سما
میرے سینے پہ ہاتھ مار — سینہ گنجینہ ہوگیا سارا
یعنی دل کی مراد سب پائی — شکر للہ مراد بر آئی
اور اسی حال میں رہا مسکین — اس سے ہی آجتک مجھے تسکین

روایت:- شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر سہروردی فرماتے ہیں کہ میں ایام جوانی میں تحصیل علم کلام میں سرگرم تھا۔ کتنی کتابیں علم کلام کی میں نے حفظ بھی کرلیں اور میرا چچا شیخ نجیب الدین سہروردی مجھے منع کیا کرتا تھا۔ میں نے اسکی ایک نہ سنی۔ ایکدن میرا چچا حضرت شیخ محی الدین رضؓ کیخدمت میں مجھے ہمراہ لے گیا۔ جب ہم نزدیک پہنچے چچا نے کہا اے عمر اللہ جل شانہ فرماتا ہے یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَاجَیْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً الآیۃ اے ایمان والو جب تم رسول اللہ علیہ السلام کے ساتھ سرگوشی کرو تو پہلے صدقہ دے لیا کرو۔ اب ہم ایک بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوا چاہتے ہیں جسکا دل حق منزل حقعا کی خبر دیتا ہے۔ پس اے عمر تو اپنے آپ کو ہشیار رکھنا۔ تا بزرگوں کے دیدار کی برکات سے محروم نہ رہے۔ سو جب ہم آنحضرت کے دیدار فیض آثار کی دولت سے مشرف ہوئے اور ایک ساعت گذری تو چچا صاحب نے عرض کی یا حضرت یہ میرا برادر زادہ عمر علمی کلام میں مشغول رہتا ہے میں اسکو ہر چند منع کر رہا ہوں۔ باز نہیں آتا حضرت شیخ رضؓ نے فرمایا اے عمر کونسی کتاب اس علم کی تو نے حفظ کی ہے۔ میں نے کہا۔ فلاں فلاں آپ نے ہاتھ میرے سینہ پر کھینچا خدا کی قسم جو کچھ کہ مجھے حفظ تھا سب کا سب یک لخت محو ہوگیا۔ اور ایک لفظ بھی یاد نہ رہا لیکن پروردگار رب العلمین نے اسیوقت میرے دل پر علم لدنی کا دروازہ کھولدیا۔ جو میں حکمت کی باتیں کرتا ہوا اس مجلس پاک سے اٹھا حضرت قادر الوقت نے فرمایا۔ یا عمر انت فی احد المشہورین فی العراق یعنی اے عمر تو عراق کے ایک مشہور رونیں سے ہوگا۔

حضرت نجم الدین جو شیخ شہاب رضؓ کے خاص مصاحب تھے فرماتے ہیں کہ میں ایک

وقت حضرت شیخ نجم الدین کے نزدیک خلوت میں بیٹھا۔ چالیسویں روز کیا دیکھتا ہوں کہ شیخ شہاب الدین علیہ الرحمتہ ایک پہاڑ پر آکر ایک پیمانہ جواہر ونسے پُر کرتے ہیں اور لوگو نپر ڈالتے ہیں۔ اور لوگ چنتے ہیں۔ اور پیمانہ پھر ویسا ہی ہو جاتا ہے گویا جواہر ونکا چشمہ ہیں اخیر وقت جب میں خلوت سے نکلا۔ تو شیخ شہاب الدین کی خدمت میں گیا۔ ابھی میں نے کوئی کلام نہیں کی۔ جو شیخ صاحب بول اُٹھے کہ اے نجم الدین جو کچھ کہ تو نے دیکھا ہے۔ یہ سب کچھ حضرت شیخ نجم الدین رضؓ کی عنایت ہے کہ آپنے مجھے علم کلام کے عوض میں کرامت فرمایا:۔

پانچواں باب

وجہ تسمیہ آل حضرت محی الدینؓ

حضرت عمیر کمالؒ نے شیخ عمر بزاز سے منقول ہے کہ اُنہوں نے اِس سلالۂ خاندان مصطفویہ حضرت شیخ نجم الدین رضؓ سے پوچھا کہ آپ کا لقب مبارک محی الدین ہونیکا کیا سبب ہے آپ نے فرمایا کہ میں ایک روز بغداد شریف کیطرف جا رہا تھا۔ کہ رستہ میں ایک شخص بیمار زندگی سے لاچار میرے پاس آیا میں نے دیکھا کہ اُسکے منہ پر رنگ ہے نہ تازگی۔ نہایت لاغر اور نحیف بسبب ناطاقتی کے گر پڑا۔ اور عرض کی کہ اے سردار میری دستگیری کر اور میرے حال پر رحم فرما اور چشمۂ آبحیات سے مجھ پر بھی ایک قطرہ عنایت فرما۔ میں نے اُسکو بٹھایا میرا ہاتھ لگانا ہی تھا کہ وہ مثل پھولکی تازہ ہو گیا اور کہنے لگا تو مجھے پہچانتا ہے۔ میں کون ہوں میں نے کہا میں نہیں جانتا تو کون ہے بولا میں تیرے جد امجد کا دین ہوں۔ جو بسبب کمزوری کے اسلام میرا یہ حال ہو گیا ہے اب آپکی طفیل مجھے خدا نے پھر زندہ کیا تو تو محی الدین ہے یعنی دین کا زندہ کرنیوالا ہے میں اسکو وہیں چھوڑ کر بغداد شریف کی جامع مسجد کیطرف روانہ ہوا میں پاؤں سے برہنہ تھا ایک شخص نعلین میرے پاس لایا اور بولا "یا سیدی محی الدین" بعد ازاں میں مسجد میں آیا اور دو گانہ نہ پڑھا میرا اسلام دینا ہی تھا کہ خلقت مجھ پر ہجوم کر کے آگئی اور محی الدین محی الدین پکارنے لگی۔ اِس سے پہلے مجھے کسی نے اِس لقب سے پکارا نہ تھا:۔ **منظم**:۔

گر مسیح نے زندہ کیا مردہ تو نکوا ے پیر	تُجھے دین زندہ ہوا تم سے ملا اُس کو کمال

چار جو طرق ہیں اُن کو بھی مدد تیری ہے	پل میں مہجور کو کر دیتا ہے واصل بجمال
حق تو یہ ہے کہ ترا حکم ہے شاہا جاری	کون منکر ہے ترے حکم سے ہی کس کو مجال
استقامت میں ترا قدم بہت محکم ہے	اپنے نانے کی طرح سیّد اے ترا حال

روایت بعض اہل علم روایت کرتے ہیں حضرت شیخ ابو سلطان داؤد یوسف سے ساتھ سند متصل کے کہ کہا انہوں نے کہ ایکروز شیخ عقیل کے سامنے ذکر ہوا کہ ایک شخص عجمی عبد القادر نام بغداد شریف میں بہت مشہور ہو گیا ہے۔ اور اسکا چرچا کو بکو ہے اُسنے فرمایا وہ بہ نسبت زمین کی آسمان میں زیادہ مشہور ہے۔ وہ جوان بڑا بلند قدر صاحب جاہ ہے ملکوت میں اُسکو ماذا شہب کر کے پکارا جاتا ہے۔ جیسے کہ آپنے خود اپنے اشعار میں اُسکی تصریح فرمائی ہے۔ **شعر**

چھٹا باب

آپ کی سیاست میں

شیخ ابو الحسن سے منقول ہے کہ حضرت سلطان جہاں قطب زمان غوث الثقلین میراں محی الدین رضؓ فرماتے ہیں۔ کہ میں پچیس سال عراق کے بیابانوں میں سیر کرتا رہا اور چالیس سال عشاء کے وضو سے ایک ہی جگہ کھڑا ہو کر فجر تک قرآن مجید ختم کیا۔ ایک رات کا ذکر ہے کہ میرے نفس نے خواب کی آرزو کی۔ میں نے اُسکے کہنے پر عمل نہ کیا۔ اسی جگہ کھڑے ہو کر قرآن مجید کو ختم کیا۔ خواب ایک شکل میں مشکّل ہو کر میرے سامنے آئی۔ میں نے اُس پر غضب سے ایک آواز مارا کہ وہ خدا کی توفیق سے دفع ہو گئی۔ ایسے ہی دنیا اور اُسکی تمام آرائشیں اور زینتیں مختلف صورتوں میں مشکل ہو کر میرے سامنے آئیں میں اُسیطرح دہشتناک آواز کرتا کہ سب دور ہو جاتیں **نظم**

عشق نے فارغ کیا دنیا و غیرہ سے مجھے — کب بھلا دنیا فریبوں سے مجھے گمراہ کرے

اکثر اوقات تیس روز سے چالیس روز تک روزہ رکھتا اور کچھ میسّر نہ ہوتا جس سے اپنا قوت بناؤں گیارہ سال میں نے برج عجمی میں اقامت اختیار کی اسیواسطے لوگوں میں وہ برج برج عجمی مشہور ہو گیا میں نے اُس برج میں حق سبحانہ و تعالیٰ کیساتھ عہد کیا کہ جبتک کوئی مجھے نہ کھلائے طعام نہ

کھاؤنگا۔ اور جبتک کوئی نہ پلائے پانی نہ پیونگا۔ چالیس روز اسی حالت میں گذرے بعد ازاں ایک مرد آیا۔ میرے سامنے طعام رکھکر چلا گیا۔ نفس نے بھوک کی شدت سے طعام پر گرنا چاہا۔ کہ میں نے روکا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ کے عہد کو ہرگز نہ توڑونگا۔ بہتیرا ہی میرے باطن نے الجوع الجوع کہا مگر میں نے ایک نہ سنی شیخ ابوسعید مخزومی اسطرف سے گذرتے تھے میرا آواز سن کر تشریف لائے اور فرمایا یا عبد القادر ما ھٰذا۔ اے عبد القادر یہ کیا میں نے عرض کی کہ نفس کا اضطراب و قلق ہے لیکن میرا روح اپنے مولیٰ کیساتھ با آرام ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ میرے ساتھ آؤ اور اتنا فرماتے ہوئے تشریف لیگئے میں نے دلمیں کہا کہ جبتک مجھے کوئی شخص یہاں سے نکلنے کا امر نہ کرے میں یہاں سے نہ نکلونگا۔ ناگاہ دیکھتا ہوں کہ خواجہ خضر علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا اٹھ اور ابوسعید کے پاس جا میں نے ویسا ہی کیا جب حضرت ابوسعید نے اپنے آستانہ ہدایت کا شانہ پر مجھے کھڑا دیکھا۔ فرمایا۔ اے عبد القادر تو نے میرے بلانے پر کفایت نہ کی خضر علیہ السلام نے کہا تو تم آئے۔ بعد ازاں آپ مجھے گھر لیگئے۔ اور اپنے ہاتھ مبارک سے مجھے کھلایا۔ یہاں تک کہ میں سیر ہو گیا۔ بعد ازاں آپ نے مجھے خرقہ پہنایا۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ۔

شیخ ابوعمر سفین رح فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت شیخ مہیان سے سنا کہ فرماتے تھے کہ میں شب و روز جنگل میں رہا کرتا تھا۔ بغداد میں نہیں آتا تھا۔ اور شیاطین صفیں صفیں سوار اور پیادہ قسم قسم کے ہتھیار ہاتھوں میں لئے ہوئے بڑی مہیب شکل بن بن کر آتے اور مجھے ڈراتے اور کبھی مجھ پر آگرتے لیکن میرے دلمیں کچھ خوف نہ ہوتا۔ بلکہ میں اپنے باطن سے آواز سنتا کہ قم الیھویا عبد القادر فقد ثبتناک وایدناک یعنے تو ان کیطرف بیشک اٹھ اور جا ہمنے تمہیں ثابت قدم رکھا ہے اور قوت دی ہے۔ وہ فوراً بھاگ جائینگے اور ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ شیطان نے مجھے آکر کہا۔ دور ہو ورنہ ایسا کرونگا۔ ایسا کرونگا۔ میں نے اسکے منہ پر طمانچہ مارا وہ بھاگ گیا میں لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ط پڑھتا اور میں دیکھتا تھا۔ کہ وہ جل رہا تھا اور ایکدفعہ ایک شخص بڑے بڑے مشکل والا میرے پاس آیا اور کہا کہ میں ابلیس ہوں تیرے پاس اسلئے آیا ہوں کہ تیری خدمت کروں اور تیری تابعداری میں رہوں کیونکہ تمنے مجھے اور میرے اتباع کو بہت تکلیف دی ہے ابھی وہ کہتا ہی تھا کہ ایک ہاتھ غیب سے پیدا ہوا اور اسکے سر پر تھپڑ مارنا شروع ہوا۔ یہاں تک کہ ابلیس زمین میں دھس گیا۔ بیت

مدعی آنے لگا راز کی اس محفل میں　　غیب کے ہاتھ نے جھٹ سینہ میں سکے مارا

ایک دفعہ آگ کا نیزہ لیکر میرے مقابلہ میں نکلا۔ ناگاہ ایک مرد سوار آیا اُسنے مجھے تلوار دی ابلیس بھاگ گیا ایکدفعہ میں نے دور سے دیکھا کہ خاک سر پر ڈال رہا تھا اور کہتا تھا اے عبدالقادر تو نے مجھے نا اُمید کیا میں نے کہا اے لعین میں ہمیشہ تیرے فریب سے ڈرتا ہوں بولا یہی بات تو مجھ پر سب سے زیادہ سخت ہے جب سے تو اے شاہ گیلان آیت خوبی ہوا فقط　　حسن کا تیرے پڑھیں خطبہ ملائک سب کے

تو نے کفر و معصیت کو آگ میں بھڑکا دیا　　تیرے ہی ہاتھوں سے شیطان سر پر ڈالی خاک اب

حضرت ابوسعید سے روایت ہے کہا میں نے حضرت شیخ محی الدین رض کو سُنا آپ فرماتے تھے کہ میں نے نفس کو مجاہدہ پر شروع نہ کیا مگر یہ کہ ایکسال اُسپر سخت ملازمت کی جنگلو بنوں پھرتا رہتا تھا جو کچھ کہ بیابان میں پاتا تھا۔ اُسپر صبر کرتا تھا۔ ایکسال تک نہ میں کچھ کھایا نہ پیا۔ نہ رات بھر سویا ایک رات بہت سردی تھی۔ کسرے کے محلونکی طرف میں روانہ ہوا۔ اور نہر کے کنارے غسل کیا پھر محتلم ہوا پھر غسل کیا۔ پھر محتلم ہوا۔ پھر غسل کیا۔ حتیٰ کہ چالیس بار محتلم ہوا۔ اور ہر بار کنارے پر جاتا تھا اور غسل کرتا تھا۔ بعد ازاں کسریٰ کے محلونکی چھت پر چڑھ گیا۔ تاکہ نیند نہ آوے اور کرخ کے خرابہ میں کئی سال اقامت کی۔ بجز ایک قسم میرے پاس کوئی چیز قابل قوت نہ تھی۔ ہر سال ایک شخص صوف کا ایک جبہ لاتا اور میں خارش جنون میں مشہور تھا۔ ہر گز میرا نفس مجھ پر اپنی آرزو میں غالب نہ آیا اور مجھے دنیاوی زینت نے کبھی عجب میں نہ لایا۔ بلکہ اس حال میں بھی میں کئی دفعہ کانٹوں پر چلتا تھا۔ اور کچھ اندیشہ نہ کرتا تھا۔

ساتواں باب

آپکی عبادت میں

شیخ ابوعبداللہ بن ابوالفتح ہریری سے منقول ہے کہ میں حضرت شیخ محی الدین رض کی چالیس سال تک خدمت کی آپ نے اتنی مدت عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھی اور ہمیشہ باوضو رہتے جب حدث لاحق ہوتا اسیوقت وضو نیا فرماتے اور دو رکعت نماز پڑھتے جب نماز عشاء کی پڑھتے۔ تو خلوت میں بیٹھتے اور کوئی شخص اسمیں نہ آتا اور آنحضرت حکوم فجر تک باہر

نہ آتے۔ شروع رات میں تھوڑی سی نماز پڑھکر ذکر میں مشغول ہوتے جب ثلث رات گذر جاتی تو فرماتے المحیط العالم الحبیب لفعال الخالق الباری المصوّر اور ہوا میں پرواز کر جاتے یہاں کہ نظر سے غائب ہو جاتے۔

شروع رسالہ غوثیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

وبہ نستعین

حمد بیحد اور ثنا بیعد اُس ذات بابرکات دین کے زندہ کرنیوالے کو ثابت اور مختص ہے کہ انسان کی حقیقت اور مظہر ذات وصفات جلال اور جمال اسی کی ہے۔ اور الانسان سرّی والانسان میرا ایک بھید ہے اُسی کی طرف مشعر ہے۔ اور درود نامحدود اس محبوب پر نثار ہے کہ جس کا ظہور خدا کے ظہور سے مقصود ہے۔ لولاک لما اظہرت الربوبیۃ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم اگر تو نہ ہوتا تو میں ربوبیت کو کبھی ظاہر نہ کرتا۔ اسی کی طرف اشارت ہے وعلیٰ آلہ واصحابہ وعترتہ اجمعین اور اُسکی آل اور اصحاب اور قبائل وغیرہ سب پر بعد حمد اور صلوٰۃ کے بندہ بیمقدار شرمسار اُمیدوار بدرگاہ حضرت غفار القوی فقیر ولی بن ملوک شاہ صدیقی۔ قادری۔ بحری۔ جو حضرت غوث ربانی وقطب صمدانی مسرت رحمانی موصوف بصفات سبحانی مظہر ذات سلطانی قطب الاقطاب غوث الاعظم حضرت ممی الملّۃ والدین شیخ عبد القادر حسنی وحسینی مشرف بہ شرف قدمی ھذا علی رقبۃ کل ولی اللہ فلا فخر لی۔ یہ قدم میرا ہر ولی کی گردن پر ہے اور مجھے کچھ فخر نہیں۔ قدس اللہ سرہ ونوّر اللہ مرقدہ حقتعالیٰ اسکے بھید کو پاک کرے اور اسکی خوابگاہ یعنی روضہ مقدسہ کو منوّر کرے۔ کئی غلاموں میں سے ایک غلام کہتا ہے اے میرے پیارے جان کہ وہی سرذری سعادت ہے جسپر اُنکا قدم مبارک ہو اور وہی ولی ذری شرافت ہے جسپر چھتر محمدی کا سایہ ہو اے عزیز دادلاد اپنے باپ کی جز دہوا کرتی ہے اور یہ ولد یعنی جناب پیران پیر شیخ محی الدین قدس سرہ العزیز جو نہایت ہی شریف ہے۔ اقوال اور افعال اور احوال کی اتباع میں عین باپ ہی کے حکم میں ہے۔

یعنی ہر ایک پیغمبر کا اُسے مرتبہ ملا ہے اور حضرت سلطان الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کو رتبہ محبوبی عطا ہوا۔ اور اکثر اولیاء کرام غوثی و قطبی مرتبہ رکھتے ہیں۔ اور حضرت شیخ محی الدین قدس سرہٗ العزیز کو بلاشک و شبہ محبوبی مرتبہ اعطا کیا گیا۔ اور اکثر جگہ اس رسالہ میں جو حکم حضرت سبحانی مرقوم ہے اس سے یہی محبوبی مرتبہ مراد ہے۔ اب ہم شرح کی تشریح میں شروع ہوتے ہیں ؎

زبان قاصر سے کب ہو بھائی — جو حمد پوری کرے خدائی
ہے میری کیا عمر تیری مدح میں — ہوئے عاجز ہیں پیران ثنائی

میں نے جب دیکھا کہ حضرت صاحب کا رسالہ عربی زبان میں ہے اور آپکی کلام پاک ناز و نیاز مجلی و محبوبی پر مشتمل ہے۔ تو میں نے اسکا ترجمہ کر دیا۔ تاکہ عام اور خاص اور اخص الخاص بھی اُس سے بہرہ یاب ہوں۔ اور نیز چند نکتہ بدیع جو ساتھ فیض سبحانی اور مدد غوث ربانی قطب حمدانی کے میرے دل میں پہنچے وہ بھی اُسمیں درج کر دیئے۔ اپنے حسن عقیدہ کو جو اُس درگاہ اولیا میں تھا۔ ظاہر کر دیا۔ نفع بردار ندگان رسالہ ہذا سے اُمیدوار ہوں کہ حضرت کے روح پاک اور اُنکے عقیدتمندوں اور تابعداروں کے ارواح کو ثواب سے محروم نہ رکھیں۔ اے میرے پروردگار اگر میں نیک ہوں تو انہیں سے فیض بردار ندہوں اور گمراہ ہوں تو اپنی طفیل سے درگذر کر اور تیری درگاہ میں ارادتمند میری طرف سے التجا ہے کہ دنیا اور آخرت میں اس رستہ کے چلنے والوں کے سلسلہ میں مجھے بھی داخل کر آمین ؎

باندھتے ہیں قلادہ کتوں کو — گل میں حافظ کے ڈور کیوں نہیں رکھتے

معانی اور نکات رسالہ اگرچہ ہمارے افہام رکیک سے کوسوں دور ہیں مگر بباعث بندگی اور محبت کہ ناپاک زبان کو اُنکے پاک نام سے پاک اور سیاہ دل کو اُنکی محبت کی یاد سے صفائی دی جائے۔ خیال کر کے اِس بحر ناپیدا کنار میں شروع کرتا ہوں وَبِاللّٰہِ التوفیق والعون اور ساتھ اللہ کے توفیق اور مدد کا خواستگار ہوں۔ بزرگوں کے کرم اور لطف سے اُمید رکھتا ہوں۔ جو کچھ سہو اور خطا سرزد ہوئے ہوں۔ اُسکو ڈھانک دیں اور عبادت کی طرح اس میں بھی نہ کوشش کرنے لگ جائیں ؎

کام دین سے ہے نہ عبادت سے — شکل ظاہر ہو ذی خسارت سے

طایفہ فقراء و سالکان الی اللہ کی غرض حصول معنی ہے نہ حسن عبادت :۔

کلامِ قدسی

قال اللہ یاغوث الاعظم قلت لبیک کل طور بین الناسوت والملکوت فھی شریعۃ وکل طور بین الملکوت والجبروت فھی طریقۃ وکل طور بین الجبروت و الاھوت فھی حقیقۃ ط حقتعالےٰ نے فرمایا ہے۔ کہ اے غوث الاعظم رضہر طور کہ ناسوت اور ملکوت کے درمیان ہے۔ وہ شریعت ہے۔ اور جو ملکوت اور جبروت کے درمیان ہے وہ طریقت ہے اور جو جبروت اور لاہوت کے درمیان ہے وہ حقیقت:۔

اے عزیز عالم ظاہر کو ناسوت کہتے ہیں۔ اور عالم فرشتگان کو عالم ملکوت اور عالم معقولات کو عالم ارواح اور جبروت کہتے ہیں۔ اور جو عالم اُسکے سوا ہے۔ اُسکو لاہوت کہتے ہیں یعنی لاہوت ذات اور جبروت صفات اور ملکوت فعل اور ناسوت اصل فعل کا ہے:۔

اے عزیز ناسوت سے جبروت تک افعال واقوال ہیں۔ الشریعۃ اقوالی والطریقۃ افعالی والحقیقۃ احوالی واطعرفۃ راس مالی: میرے اقوال شریعت ہے اور افعال طریقت اور احوال حقیقت اور اصل راس مال معرفت یعنی درمیان ناسوت اور ملکوت کے شریعت ہے یعنی صرف باتوں پر ہی عمل ہے اور درمیان ملکوت اور جبروت کے طریقت ہے یعنی فعلوں پر عمل ہے جیسے کہ فرشتوں کا وجود بھی پاک ہے۔ لَا یَعْصُوْنَ اللّٰہَ مَآ اَمَرَھُمْ جو کچھ حقتعالےٰ نے انکو امر کیا ہے اسکی بیفرمانی نہیں کرتے۔ اُنکی صفت ہے۔ یعنی جبروت اور لاہوت کے درمیان ہیں میری حقیقت یعنی ایسا حال ہے۔ کہ لا یعبّر بالمقابل جو کلام سے تعبیر نہیں کیا جاتا اور جہاں پر نہ گفتار ہے نہ کردار جبکہ تو نے شریعت کی منازل کو طے کر لیا تو جان لے کہ میرے حالوں میں داخل ہو گیا۔ یعنی حقیقت میں (جو بموجب الحقیقۃ احوالی ترجمہ حقیقت میرا حال ہے) پہنچ گیا

اے عزیز تیرا بدن ناسوت کے مرتبہ میں ہے اور دل ملکوت کے مرتبہ میں اور روح جبروت کے اور سر لاہوت کے مرتبہ میں ہے۔ جب ناسوت سے گذر جائے تو ملکوت میں پہنچ جائیگا اور ملکوت سے گذر کر جبروت میں اور اس سے گزر کر لاہوت میں پہنچ جائیگا:۔

اے عزیز زبان اور دل اور روح اور سر کا علیحدہ علیحدہ ذکر ہے۔ زبان کا ذکر ناسوتی ہے

دِل کا ملکوتی روح کا جبروتی اور زبان کا ذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ ہے اور دِل کا "اللہ" اور روح کا ھو اور سر کا انا جس میں نہ عبارت ہے۔ نہ اشارت ہے:۔

اَے عزیز مرتبہ لاہوت نے جبروت کو احاطہ کر رکھا ہے اور جبروت نے ملکوت کو۔ اور ملکوت نے ناسوت کو وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ اور اللہ ہر شئے پر محیط ہے۔ یعنے جبروت صورت ہے اور لاہوت معنے اور ملکوت صورت ہے۔ جبروت معنی اور ناسوت صورت اور ملکوت معنے ہے۔ یعنی جو کچھ کہ لاہوت میں ظاہر ہوتا ہے وہ ہی جبروت میں ہویدا ہے۔ اور ملکوت اور ناسوت میں بھی وہی ظاہر و باہر ہے جس کی طرف لَا تَتَحَرَّکُ شَیْءٌ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ کوئی چیز خدا کے اذن کے سوا حرکت نہیں کرتی۔ میں اشارہ ہو رہا ہے:۔

اَے عزیز لاہوت بیج کی مثل ہے۔ اور جبروت اور ملکوت مثل شاخ اور پھول پتوں کے ہے۔ ظاہر ہونے سے پہلے سب کا سب درخت گویا بیج میں ہی ہوتا ہے۔ مگر اسوقت نہ اسکا کوئی نام ہوتا ہے نہ اسم۔ پھر درخت کے پیدا ہونے سے وہی بیج اِس درخت میں ہوتا ہے جسکا نہ نام ہوتا ہے نہ نشان:۔

اَے عزیز ایسا ہی خلقت کے ظاہر ہونے سے پہلے جمع مخلوق حقتعالیٰ میں مخفی تھی۔ جب خلقت نے ظہور پکڑا۔ تو حقتعالیٰ مخفی ہوگیا۔ مگر اِس بات کو وہی سمجھ سکتا ہے جسکو عالم سلوک سے بہرہ حاصل ہو۔ اَے عزیز یہ گویا محب کی طرف سے محبوب کو خطاب ہے۔ کہ اَے محبوب سب کے سب اطوار تیری ذات میں پوشیدہ ہیں یعنی تیری کلام شریعت ہے۔ اور تیرے کام طریقت اور حال حقیقت ہے۔ جیسے کہ پیغمبروں میں سلطان الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک ہے ایسا ہی اولیاؤں میں ذات بابرکات حضرت محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے وَلَہُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰی فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ترجمہ۔ زمین اور آسمانوں میں اسکے لئے مثال اعلیٰ موجود ہے جس سے یہی معنی مراد ہیں جو مذکور ہوئے۔ قَالَ لِیْ یَا غَوْثُ الْاَعْظَمُ مَا اَظْہَرْتُ کَظُہُوْرِکَ فِی الْاِنْسَانِ ترجمہ۔ آنحضرت رضہ فرماتے ہیں۔ کہ مجھے حقتعالیٰ نے فرمایا۔ اَے غوث الاعظم میرا ظہور کسی چیز میں ایسا نہیں۔ جیسا کہ انسان میں ہے۔ اِس لئے کہ یہ ہماری جمیع اوصاف کیساتھ متصف ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں سلطان الانبیاء واولیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے۔ کہ جو شخص خدا کی صفتوں میں سے ایک سے بھی موصوف ہو۔ البتہ

وہ بہشتی ہے۔ یہ سنکر صدیق اکبرؓ نے عرض کی ھل فیّ یارسول اللہ ترجمہ۔ یعنی کیا میرے وجود میں کوئی وصف باری تعالیٰ کا ہے یا نہیں۔ اے اللہ کے رسول مجھے اس سے خبر دو تاکہ مجھے اپنے جنتی یا دوزخی ہونیکی خبر ہو جائے۔ آپ نے فرمایا۔ کلمہ فیک ترجمہ تمام صفات باری تعالیٰ کی تیری ذات میں بھی پائی جاتی ہیں جس سے معلوم ہوا۔ کہ آپ کی تمام صفات باری تعالیٰ سے موصوف تھی۔ کسی بزرگ نے کیا عمدہ کہا ہے:۔

در بند مقام جو محکم عالی سہنشاہ خود لاکر لباس آدم در وارد نیں سے نکلا

حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی فرماتے ہیں۔ کہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے جب اپنی صفت کو ظاہر کرنا چاہا تو آدم علیہ السلام کو پیدا کر دیا ؎

ہے جمال دوست بندہ آدمی غیر آدم ہے جو ہے چمڑہ اخی

اے عزیز جان کہ تو وہ انسان ناقص ہے جسکی حقیقت میں حیوان بھی داخل ہے۔ مگر کامل وہ ہے جو فرشتوں کی صفت رکھے اس سے بھی کامل وہ جو خدا کی صفت رکھے الناس علی ثلاثۃ اقسام قسم یشبھون البھائم اولئک کالانعام بل ھم اضل سبیلاً ترجمہ انسان تین قسم پر ہیں ایک تو وہ کہ ڈنگر و پنہ مشابہت رکھیں۔ جو ڈنگروں کی طرح بلکہ اُنسے بھی رستہ سے گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں جنکی ہمت کھانے پینے کے سوا کسی دوسری بات پر نہیں ہوتی وقسم یشبھون الملائکۃ ترجمہ اور ایک قسم وہ بھی جو فرشتوں سے مشابہت رکھتے ہیں جنکی ہمت طاعت اور عبادت پر ہی سب کی صرف ہوتی ہے وقسم یشبھون الانبیاء۔ ترجمہ اور ایک قسم وہ ہیں جو نبیوں کے ساتھ مشابہت رکھتے ہیں۔ اور یہ ہمیشہ ذوق اور شوق اور محبت فکر ذکر حق سبحانہٗ تعالےٰ میں رہتے ہیں اور مراقبہ اور مکاشفہ اور شہود کے دریا میں مستغرق اور اپنے ذاتی وصفوں سے فانی ہو کر حق سبحانہٗ کی صفات سے باقی ہو جاتے ہیں اے عزیز جان کہ محبوب کیساتھ کسیوجہ سے رازو غیرہ ہوتے ہیں کہ اے انسان اکمل تیری ذات اور صفات میں میری ذات اور صفات کا پوری طرح سے ظہور ہو رہا ہے۔ یہانتک کہ میرے اور تیرے میں کچھ تمیز نہیں رہی اب اگر اپنی ذات کی طلب کریگا تو مجھے حاصل کریگا۔ اور اگر میری طلب کریگا تو اپنے آپکو پالیگا ؎

تو میں ہوا تو میں ہوا میں تن ہوا تو جان ہوا تا تجھکو اور۔ اور مجھکو اور نہ پھر کہے کوئی کبھی:۔

ثم سالت یارب ھل لک مکان قال لی یا غوث الاعظم انا ملکون

المکان ولیس لی مکان ترجمہ۔ پھر میں نے سوال کیا۔ کہ اے میرے پروردگار کیا تیرے لئے کوئی مکان بھی ہے۔ تو حقتعالیٰ نے فرمایا۔ اے غوث الاعظم میں مکانوں کے بنانیوالا ہوں اور میرا خود کوئی مکان نہیں۔ اے عزیز اب تو سمجھ لے کہ اگر حقتعالےٰ کیلئے مکان ہوتا تو کیا کچھ لازم آتا۔ جو چیز کسی مکان میں ہو وہ اسمیں محدود ہوتی ہے۔ اور ذات حقتعالیٰ کی نامحدود اور غیر منتہی ہے۔ اور نیز مکان میں ہونیسے حقتعالیٰ کی طرح اسکا بھی قدیم ہونا ماننا پڑتا ہے۔ اور یہ دونوں (ذات باری کا محدود ہونا اور کسی مکان کا قدیم ماننا) کفر ہیں۔ ثم سالتُ یارب ھل لک اکلٌ و شربٌ قال لی یا غوث الاعظم اکل الفقیر اکلی و شربہ شربی ترجمہ میں نے سوال کیا کہ اے پروردگار میرے کیا تیرے لئے کھانا پینا بھی ہے تو حقتعالےٰ نے فرمایا کہ اے غوث الاعظم فقیر کا کھانا پینا میرا کھانا پینا ہے۔ اے عزیز یہ اضافت فقیر کی شرافت پر دلالت کرتی ہے۔ چنانچہ ناقۃ اللہ اور بیت اللہ میں اضافت شرافت اور عظمت کیلئے ہے ترجمہ اللہ کی اونٹنی اور اللہ کا گھر۔ اذا تم الفقر فھو اللہ واذا تم الفقیر یکون عیشہ کعیش اللہ ترجمہ جب فقیر پورا ہو جائے تو وہی اللہ ہے۔ اور جب فقیر پورا ہوئے تو اُس کی عیش خدا کی عیش کی طرح ہو جاتی ہے۔ یعنی حقیقی فقیر وہی ہے۔ جو اللہ کی صفتوں سے موصوف ہو کر اپنی صفات سے پاک ہو جائے۔ تب خطاب اور اضافت مذکور اسکی طرف جائز ہوتی ہے۔ اور اکل الفقیر اکلی سِرًّا ترجمہ:۔ فقیر کا کھانا پوشیدہ طور سے میرا کھانا ہے۔ اے عزیز یہ وہ کھانا اور پینا ہے کہ حضرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس حدیث میں اسیطرف اشارہ کیا ہے۔ ابیت عند ربی ھو یطعمنی ویسقینی ترجمہ:۔ میں اپنے رب کے پاس رات کیوقت رہتا ہوں۔ وہ مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔ اے عزیز انبیاء اور اولیاء کے کھانے پینے کو عام لوگ اپنے کھانے پینے کیطرح جانتے ہیں۔ جیسا کہ حقتعالےٰ نے فرمایا ہے۔ کہ کفار وغیرہ بے سمجھ ہمارے رسول کے حق میں کہتے ہیں۔ مال ھذا الرسول یاکل الطعام ویمشی فی الاسواق ترجمہ اِس رسول کو کیا ہے۔ جو ہماری طرح کھاتا اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے۔ اور یہ نہیں جانتے کہ یہ لوگ بشری صفتوں سے مبرا ہو کر نور بنگئے ہیں جو کچھ اُنکے ہاتھ اور تن میں پہنچے۔ سب کا سب نور ہی بنجاتا ہے۔ اے عزیز محبت کے عالم میں محبوب کا کھانا پینا عین اپنا کھانا پینا ہو جاتا ہے۔

اور یہ خطاب حضرت محب سے اپنے محبوب کیطرف ہے۔ کہ اے غوث بزرگ تیرا کھانا پینا خاص میرا کھانا اور پینا ہے جسکو وہی سمجھتا ہے جسکو کچھ اس طرف سے بہرہ ہو شہ سالت یارب من ای شیٔ خلقت الملئکۃ قال خلقت الملئکۃ من نور الانسان وخلقت الانسان من نور ذاتی ترجمہ۔ پھر میں نے سوال کیا کہ اے میرے پروردگار تو نے فرشتوں کو کس چیز سے پیدا کیا ہے حقتعالی نے فرمایا کہ انسان کے نور سے میں نے فرشتوں کو بنایا اور انسان کو اپنی ذات کے نور سے پیدا کیا ہے۔

اے عزیز حضرت سلطان الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان انہیں معنوں پر دلالت کر رہا ہے کہ اَوَّلَ ماخلق اللہ نوری وعقلی وخلقنی من نور اللہ والمومنون من نوری ترجمہ۔ سب سے اول جو حقتعالی نے پیدا کیا ہے۔ میرا نور اور روح اور عقل اور خلقت ہے میں اللہ کے نور سے ہوں اور تمام مومن میرے نور سے اور بعض جگہ والخلق منی ترجمہ۔ اور خلقت میرے نور سے وارد ہے۔ اے عزیز سب سے پہلے جو محیط دریا نے سر نکالا وہ نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا یہی نور ہمہ مخلوق کی پیدائش کا موجب ہے لولاک لما خلقت الافلاک ترجمہ اگر تو نہ ہوتا میں آسمانوں کو ہرگز پیدا نہ کرتا۔ اسی سے مراد ہے اگر تو نہ ہوتا تو کوئی چیز موجود نہ ہوتی لولاک لما خلقت الکونین۔ ترجمہ۔ اگر تو نہ ہوتا تو میں دونوں جہانوں کو پیدا نہ کرتا جو کچھ موجود ہے سب تیرے وجود کے نور سے ہے۔ بلکہ میری خدائی کا ظہور بھی تیرے نور سے ہے کہ لولاک لما اظہرت الربوبیۃ ترجمہ۔ اگر تو نہ ہوتا تو میں ربوبیت کو ظاہر نہ کرتا۔ اسی طرف اشارہ ہے۔ یعنی جمیع موجودات تیرے وجود سے ظاہر ہوئی ہیں۔ اگر تو ظاہر نہ ہوتا۔ تو کوئی چیز نہ ہوتی کوئی شخص خدا کو خدا کہنے والا نہ ہوتا اور کسی پر خدائی ظاہر نہ ہوتی۔

اے عزیز جبکہ تنزل ہوا تو احمد بلا میم ہوا جسمیں مرتبہ حقیقت کیطرف اشارہ ہے پس انسان کامل حضرت احمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ سب کے سب موجودات فرشتہ وغیرہ اسی سے ظاہر ہوئے چنانچہ بزرگوں نے نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تفسیر کی ہے اور سب موجودات کو اسی کے نور سے بیان فرمایا ہے۔ یہ محبوب کیطرف اشارہ ہے جو ظاہر با ہر نور آل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے قال اللہ لی جعلت الانسان مطیعی وجعلت سائر الاکوان مطیعۃ الانسان ترجمہ حقتعالی نے فرمایا ہے کہ اے غوث بزرگ میں نے انسان کو اپنا فرمانبردار اور باقی چیزوں کو انسان کا فرمانبردار بنا دیا ہے یعنی انسان کامل

اور محکوم میرا ہے۔ اور سب جہان انسان کا مامور اور محکوم انسان امیر ہے اور باقی سب چیزیں مامور انسان حاکم ہے باقی محکوم۔ لسان الامین لسان اللہ والانسان ظل اللہ فی الارض ترجمہ امیر کی زبان اللہ کی زبان ہے اور انسان زمین میں خدا کا سایہ ہے اور حقتعالیٰ کا خلیفہ جسکو حقتعالیٰ نے اس آیت انی جاعل فی الارض خلیفۃ۔ ترجمہ تحقیق میں زمین میں خلیفہ بنانیوالا ہوں۔ میں خلافت سے موصوف کیا ہے۔ یہی ہے ؎

فرشتو نکا نہ تھا مسجود آدم	تھا بلکہ نور حضرت اسمیں مغم	اگر یہ جانتا تحفہ عزازیل	ہزاروں سجدے کرتا وہ دائم

اے عزیز عالم کبریٰ میں حقتعالیٰ کی ذات شخص کی مثال پر ہے اور انسان مثل سایہ کی جیسے کہ جنبش اور قرار قیام وقعود سایہ کیلئے اپنا کچھ بھی نہیں۔ ایسا ہی انسان کی حرکت اور قرار قیام قعود وغیرہ حقتعالیٰ کے سوا نہیں ہے **ھو الحی القیوم لا تحرک شیٔ الا باذنہ** کے یہی معنے ہیں۔ وہ زندہ قائم ہے۔ کوئی چیز خدا کے اذن کے سوا حرکت نہیں کر سکتی ؎

جبکہ تو سمجھے کہ سایہ کس کا ہے ملکیا تجھ کو وہ طالب جس کا ہے

اے عزیز فرمانبردار و تجھکو کسی چیز میں اپنے متبوع سے مخالف نہ ہونا چاہیئے۔ جیسے کہ سایہ سب طرح سے فرمانبردار اور مطیع ہے۔ کسیوجہ سے مخالف نہیں ایسا ہی تجھ کو سب طرح سے فرمانبردار اور مطیع حق سبحانہ کا ہونا اور رہنا ضروری ہے۔ اے عزیز یہ خطاب حضرت محب یا محبوب سے ہے۔ کہ تو کامل انسان ہے۔ قیام اور قعود حرکت وسکون وغیرہ جو تیری ذات سے سرزد ہوں وہ سب کے سب میری طرف سے ہیں۔ تو کسی وجہ سے میرا مخالف نہیں نہ کلام میں اور نہ کردار اور نہ احوال میں تیرا حکم عین میرا حکم ہے اور تیرا کیا ہوا خاص میرا کیا ہوا ہے۔ جہان تیرا فرمانبردار ہے ؎

جیسے تیرے غلاموں سے کوئی جو ہو اُسپر ہے جان فدا ہو گئی

یا غوث الاعظم نعم الطالب ونعم المطلوب الانسان ونعم الراکب الانسان والمرکوب لہ سائر الاکوان۔ ترجمہ اے غوث بزرگ میں بہت عمدہ طالب ہوں اور بہت عمدہ مطلوب انسان ہے۔ اور بہت عمدہ سوار انسان ہے۔ اور بہت عمدہ سواری بھی انسان ہے جسکے تمام جہان ہے۔ اے عزیز کیا ناز اور کیا زجر اور توبیخ اور کیا فرمان وغیرہ جو درمیان میں واقع ہوتا ہے۔ اسکو کچھ حساب میں نہ لا اسلئے کہ بہت عمدہ طالب میں ہوں اور مطلوب انسان اے عزیز جبکہ حقتعالیٰ

صورت محمدی اور انوار احمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر عاشق ہوا۔ تو یہ فرمان درمیان رکھدیا یحبہم ویحبونہ حق تعالیٰ انکو دوست رکھتا ہے اور وہ اسکو اور تابعداران کو بھی فرما دیا۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ کہو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کو دوست رکھنا چاہتے ہو تو میری تابعداری کرو حقتعالیٰ تم کو دوست رکھیگا۔ اے عزیز یہ خطاب محبوب کو ہے کہ بہت عمدہ میں طالب ہوں۔ اور بہت عمدہ تو مطلوب ہے یعنی اے انسان کامل عمدہ مطلوب تیرے تابعدار بھی تیری طفیل سے ہیں۔ اسلئے کہ محبوب کے محبوب بھی محبوب ہی ہوا کرتے ہیں ؎

ہیں بہت مشتاق عاشق دلبراں — لیک ہیں دلبر بھی عاشق عاشقاں
حسن سے ہے عشق اُس سے ناز ہے — عاشق و معشوق کا اک راز ہے

مگر سبقت اصل ہے ہی اگر غور سے دیکھا جائے تو طالب اور مطلوب اور عاشق و معشوق سب کا سب ہے تو خود بخود ہے نہ غیر۔ اور اپنے حسن کا خود آپ ہی عاشق ہے اور خود ہی وہ بے نظیر اپنے حسن کا تماشا کر رہا ہے۔ قال لی یاغوث الاعظم الانسان سرّی وانا سرّہٗ لو عرف الانسان منزلتہٗ عندی لیقول فی کل نفس من الانفاس انا الملک لا ملک الا لی۔ ترجمہ حقتعالیٰ نے مجھے فرمایا کہ اے غوث بزرگ انسان میرا بھید ہے۔ اور میں اسکا انسان۔ اگر اپنے مرتبہ کو جو میرے نزدیک ہے اگر پہچانتا۔ تو ہر وقت کہتا کہ میں ہی مالک ہوں اور میری ہی بادشاہی ہے میرے سوا کسی کا ملک نہیں یعنی انسان میرا بھید ہے اور میرے ہی سے اسکا وجود ہوتا ہے۔ اور میرا ہی ہمدم اور ہمساز ہے اے عزیز کہ محبوب کیساتھ کیا بھید اور معاملہ رکھا گیا ہے۔ کہ اے محبوب تیرے ظہور سے پہلے میں ظاہر اور چھپا ہوا تھا اب تا ابد میں چھپا ہوا اور تو ظاہر ہے۔ یہاں بہت بلند اور عالی سخن ہے۔ یعنی میں تو اور تو میں ہوں دوئی کا یہاں کچھ دخل نہیں۔ عارف جیسا اس مقام میں پہنچتا ہے اور یہ معرفت حاصل کر لیتا ہے تو ہر وقت کہتا ہے کہ جمیع ملک خاص میرا ہی ہے۔ اور یہ مقام اور مرتبہ بجز اتباع محبوب کے حاصل نہیں ہو سکتا اور یہ خطاب بھی مطلوبوں کو ہے۔ اسکو وہی سمجھتا ہے جسکو اسطرف کی سمجھ ہو۔ قال لی یاغوث الاعظم ما اکل الانسان شیئًا وما شرب وما قعد وما قام وما نطق وما صمت وما فعل وما سکن وما توجہ بشیٔ وما غاب عن شیٔ الا انا فیہ ساکن فیہ ومتحرک فیہ۔ ترجمہ مجھے حقتعالیٰ نے فرمایا کہ اے غوث الاعظم انسان کوئی چیز نہیں کھاتا اور پیتا اور نہیں بیٹھتا

اور اُٹھتا اور نہیں بولتا اور چپ ہوتا۔ اور نہیں کچھ کام کرتا اور نہیں ٹھیرتا اور نہیں کسی کی طرف متوجہ ہوتا اور نہ کسی شئے سے غائب ہوتا ہے۔ مگر کہ میں اسمیں ٹھیرنیوالا اور حرکت کرنیوالا ہوتا ہوں اے عزیز انسان کے تمام کام میری قدرت سے ہیں۔ اور اسکے جمیع امور میں میں حاضر اور ناظر اور قادر اور ظاہر ہوں۔ یعنی انسان میرا خلیفہ ہے اور میں اسکا جو حکم کہ خلیفہ کرنیوالا ہوتا ہے۔ وہی خلیفہ ہوتا ہے اے محبوب تو کہ کامل انسان ہے تیری ذات اور صفات میں میں ظاہر ہوں تیرا کھانا اور پینا اور کلام کرنا سننا کھڑا ہونا بیٹھنا میرے ساتھ ہے اسلئے کہ محبت کے عالم میں محب اور محبوب کی ایک ہی ذات ہے جیسے کہ کلام قدسی اسی کیطرف مشعر ہے۔ فاذا احببتُ عبدی کنتُ لہٗ سمعًا ولسانًا وبصرًا ویدًا یسمع بی وینظر بی فہم من فہم جبکہ میں کسی بندہ کو دوست رکھتا ہوں تو اُس کے کان آنکھ۔ زبان۔ ہاتھ میرے کان۔ آنکھ۔ زبان اور ہاتھ ہو جاتے ہیں میرے ساتھ ہی سنتا ہے اور میرے ساتھ ہی کام کرتا ہے۔ اسکو وہی سمجھتا ہے۔ جو سمجھ رکھے جب مجنوں لیلیٰ کی محبت میں محو ہوا تو اپنے وجود کو تمام لیلیٰ ہی لیلیٰ پایا۔ اور کہنے لگا انا لیلیٰ ولیلیٰ انا میں لیلیٰ اور لیلیٰ میں ہوں جب کہ محبت مجازی نے یہ اثر پیدا کیا۔ تو حقیقی محبت میں کسقدر تاثیریں ہونگی قال لی یا غوث الاعظم خمیر الانسان ونفسہ وروحہ وسمعہ وبصرہ ولسانہ ورجلہ کل ذلک اظہرت النفس بنفسی لا ھو الا انا ولا انا غیرہ۔ ترجمہ۔ اے غوث الاعظم انسان کا تن اور نفس اور روح اور سننا اور دیکھنا اور زبان اور ہاتھ اور پاؤں سب کو میں نے از روئے ذات کے ظاہر کیا نہ میں وہ ہوں اور نہ غیر اسکا یعنی انسان بھی میرا نام ہے۔ یعنی میری ذات اور صفات اور اسماء افعال اُسمیں ظاہر ہیں اسمیں یہ نکتہ ہے۔ کہ کوئی اسماء کو اسماء الٰہی پر نہ رکھنا چاہیئے۔ اور نہ اسماء الٰہی کو اسماء کونی پر یعنی نہ مطلق کو مقید اور نہ مقید کو مطلق کہنا درست ہے اگرچہ مقید حقیقت میں مطلق ہی ہے۔ ارباب کمال کے مشرب میں حفظ مراتب شرط ہے ؎

مرتبوں کا لحاظ ہے لازم ہے وہ بیدین جو نہ اسکو رکھے

اے عزیز یہ اُس محبوب کیساتھ راز ہے جو انسان اکمل ہے جسنے جمیع مراتب کو طے کر کے مقید سے مطلق اور مطلق سے مقید ہو رہا اور قطرہ دریا میں ملکر نور مطلق بنگیا۔ اگر محب کو ڈھونڈیں تو محبوب کو پائیں۔ محبوب کو ڈھونڈیں تو محب کو پائیں۔ قال لی یا غوث الاعظم اذا رایت

المخلوق بنار الفقر والمنکسر بکسر الفاقۃ تقرب الیہ فانہ لا حجاب بینی وبینہ
خداوند تعالےٰ نے مجھکو کہا کہ اے غوث الاعظم جب تو کسیکو فقر کی آگ سے جلا ہوا اور کثرت فاقہ سے
شکستہ اور گلا ہوا دیکھے تو اُسکی طرف تقرب کر۔ اسلئے کہ میرے اور اُسکے درمیان کوئی حجاب نہیں
اے عزیز اس طائفہ کی صطلاح میں فقر اور فاقہ سے خودی اور ہستی کا فنا ہو جانا مراد ہے جسکی طرف
اذا تم الفقر فھو اللہ مشعر ہے جب کہ فقر ہو جائے۔ تو وہی خدا ہے یعنی صفات عبودیت اور
ہستی صفات ربوبیت سے ہے واللہ الغنی وانتم الفقراء میں بھی یہی معنی مراد ہے اللہ تعالےٰ
غنی ہے۔ اور تم محتاج۔ جبکہ تو نیست مطلق ہو کر ربوبیت کی صفات میں جا ملا تو جان لے کہ ہست
مطلق ہو گیا جب درویش نے اپنے نفس کو فاقہ کی آگ سے جلا دیا تو بس نور ہو گیا۔ اور آلائش دوئی
اور خودی کی فقر کی آگ سے جل گئی خالص نور ہی نور باقی رہ گیا۔ اور کوئی حجاب درمیان اُسکے
اور حقتعالیٰ کے حاجز نہ رہا۔ کیونکہ یہی خودی اور دوئی کی آلائش درمیان میں باعث بیگانگی
اور بعد تھی جب یہ مندفع ہو گئی۔ تو یگانگی اور قرب حقیقی نے منہ دکھلا دیا جس کو وہی شخص سمجھ سکتا
ہے جس کو اس کی سمجھ اور مذاق ہو:۔
اے عزیز جان کہ یہ محبوب کیساتھ راز ہے یعنی تیرا تقرب عین میرا تقرب ہے اور تیری
خدمت اور عبودیت، خدمت اور عبودیت میری ہے اور تیرا عصیان اور بعد خاص میرا عصیان
اور بعد ہے یعنی تو میں اور میں تو ہے لا حجاب بینی وبینہ۔ میرے اور بندے کے
درمیان میں کوئی حجاب نہیں جیسا کہ لوہے کو آگ میں ڈالنے سے آگ ہی کی صورت اور رنگت
میں ہو جاتا ہے۔ اور اُن میں کوئی فرق نہیں رہتا۔ ایسا ہی جب انسان محبت باری تعالےٰ
کی آگ میں جل جائے تو لا فراق بینی وبینہ۔ میرے اور بندے میں کچھ فرق نہیں ہے
کا معنی پورے طور سے ظاہر ہو جاتا ہے۔ مگر اسکو وہی سمجھتا ہے۔ جو اس طرف سے خبردار
ہو۔ اے عزیز یہ وہ فقر ہے۔ کہ جسکے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فخر اور ناز کیا کرتے اور
فرماتے۔ الفقر فخری فقر میرا فخر ہے۔ یہ فقر جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہے
جسکے باعث آپ نے سب نبیوں پر فخر پایا۔ جیسا کہ آپ نے ارشاد فرمایا ہے لکل نبی خرقتہ و
لی خرقتان الفقر والجھاد ہر ایک نبی کے لئے ایک نہ ایک کسب ہے۔ اور میرے لئے

دو کسب ہیں ایک فقر دوسرا جہاد۔ اے عزیز فقر کے مراتب سب سے اعلےٰ اور نشان ہیں۔ جو بموجب قول اذا تم الفقر فھو اللہ من لم یذق لم یدر جس شخص نے اس لذت کو نہ چکھا ہو۔ اسکو کچھ بھی اسکی خبر نہیں ہوتی۔ ترجمہ۔ جب کہ فقر پورا ہو جائے تو وہی اللہ ہے جو شخص کہ اسکی لذت کو نہ چکھے وہ نہیں سمجھ سکتا۔ قال لی یا غوث الاعظم لا تأکل طعاما ولا تشرب شرابا ولا تنم نومۃ الا بقلب حاضر وعین ناظر عند ربی ترجمہ حقتعالےٰ نے مجھے فرمایا کہ اے غوث الاعظم طعام کو نہ کھا۔ اور پانی کو نہ پی۔ اور ہرگز خواب میں نہ سو مگر میرے نزدیک آپ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے ایسا ہی کیا یعنے نہ طعام کھایا اور نہ پانی پیا اور نہ خواب کی مگر ساتھ دل حاضر اور آنکھ ایسی کی۔ جو پروردگار اپنے کی طرف دیکھنے والی ہے۔ انبیاء اور اولیاؤں کا کھانا پینا اسی بات پر دلالت کرتا ہے یہی لوگ بیچ تقرب حق تعالےٰ کے خاص اور مخلص ہیں۔ انکا کھانا پینا دوسروں کی طرح نہیں۔ ابیتُ عند ربی دھو یطعمنی و یسقینی بھی اسکا مشعر ہے۔ ترجمہ میں اپنے رب کے پاس رات گذارتا ہوں اور وہی مجھکو کھلاتا پلاتا ہے۔ انکا کھانا اور سونا خدا کا ذوق اور شوق ہے ؎

میں ہوا جب کہ خواب میں واصل　　جاگنے سے میں جانا خواب کو بہتر

اے عزیز یہ طعام اور شراب اور خواب کچھ اور ہی ہے۔ اگر تجھکو اس طعام سے ایک ذرہ یا اس شراب سے ایک قطرہ بھی ملجائے تو ایک آنکھ کے پلک میں تجھے یہ خواب نصیب ہو جائے پھر تو تیری نظر دونوں جہاں سے بے پرواہ ہو جائے۔ حور قصور وغیرہ پر بھی نہ کھولے اور نہ پرواہ کرے مازاغ البصر وما طغی تیرے وقت کا نقد ہو۔ ترجمہ نظر نے نہ تو کجی کی ہے اور نہ زیادہ پڑھ گئی۔ پھر تو تجھے دونو جہان کے طعام اور شراب کی لذت زہر قاتل کیطرح نظر آنے لگ پڑے۔ جیسا کہ آیا ہے۔ انّ للہ جنّۃ لیس فیھا حور قصور ولا لبن ولا عسل ولکن یتجلّی ربنا ضاحکا۔ ترجمہ تحقیق پروردگار کیلئے ایک ایسا جنّت ہے۔ کہ نہ اسمیں کوئی حور ہے نہ قصور نہ دودھ نہ شہد۔ ہاں مگر پروردگار ہمارا بڑی خوشی سے ہنستا ہوا تجلی کرتا ہے۔ اے عزیز یہ طعام اور شراب اور خواب انبیاء اور اولیاء ہی مختص ہے بعضوں کو سالمیں بعض کو مہینے میں بعض کو ہفتہ میں اور ہزاروں سے کسیکو ہر روز یہ نعمت نصیب ہے۔ حضرت غوث الثقلین کو ہمیشہ یہ نعمت نصیب تھی۔ اسی

طعام اور شراب سے انکی زندگی اور اسی شراب اور خواب سے ان کی راحت تھی۔ قال لی یا غوث الاعظم من حرم عن سفر الباطن ابتلی بالسفر الظاهر ولم یزدمنی الا بعدا فی السفر الظاهر ترجمہ۔ خداوند تعالےٰ نے مجھے کہا کہ اے غوث الاعظم جو شخص باطن کے سفر یعنے سلوک کے رستے سے محروم رہا۔ وہ ظاہر کے سفر میں مبتلا کیا جاتا ہے۔ اور ہمارے سے اسکو بجز دوری ہماری کے ظاہر سفر میں اور کچھ نہیں بڑھتا۔ غفلت اور نسیان کا معلوب ہو کر حضوری کے حصے سے رہجاتا ہے۔ باطن کے شوق اور معنوی قرب اور مکاشفہ اور مشاہدہ اور معائنہ سے بے نصیب اور محروم رہ جاتا ہے۔ سفر ظاہر سے جہان میں سیر کرنا اور باطنی سے اپنے محبوب کیطرف قصد اور توجہ کرنا مراد ہے جس کی طرف انی ذاهب الی ربی شعر ہے ترجمہ تحقیق میں اپنے رب کیطرف جانیوالا ہوں۔ ظاہری سفر میں عبادت کی فرصت نہیں ملسکتی جیسی روزہ کا افطار کرنا مباح اور نماز چہارگانی اور دوگانی پڑھنے کا حکم نفل وغیرہ معاف ہیں۔ جو شخص اس سفر میں مبتلا کیا جائے۔ سفر آخرت یا قیامت کے ثواب سے محروم رہجاتا ہے۔ اسلئے کہ یہ ہر چیز میں محتاج الی الغیر ہے جو شخص کہ خود محتاج اور کسی کا مطیع ہو۔ وہ دوسرے کو کسطرح نفع پہنچا سکے جیسی وہ بہت سے ثوابوں سے محروم رہتا ہے۔ دوسرے یہ کہ جو درویش اپنے خالق سے بذریعۂ مرشد فیض حاصل کر کے مجذوب ہو گیا ہو اسنے اپنے باطن سفر کو طے کر لیا۔ اور محبوب کے سوا غیروں سے مخالطت وغیرہ موقوف کر دی اور جو صرف نماز روزہ وغیرہ احکام پر قایم ہو کر اپنے عمل لوگوں کو دکھانے لگ پڑا۔ وہ متکبر اور فاسر ہوا۔ اسی خودبینی اور خودپرستی کو اہل معرفت اور عشاق سفر ظاہری کہتے ہیں۔ پس وہ سفر باطنی یعنی حضوری اور سروری اور جمعیت مشاہدہ مکاشفہ معائنہ وغیرہ جسکو صوفیائے کرام کی اصطلاح میں سفر باطن کہتے ہیں۔ محروم ہوا۔ اسلئے کہ ظاہری اعمال خلقت کو منظور ہیں۔ اور باطنی خدا کو۔ پھر یہ دونوں کیسے برابر ہوں گے۔ ان اللہ لا ینظر الی صورکم ولا الی اعمالکم ولکن ینظر الی قلوبکم ونیاتکم ترجمہ تحقیق حقتعالےٰ تمہاری صورتوں اور عملوں کو نہیں دیکھتا۔ بلکہ تمہارے دلوں اور ارادوں کو دیکھتا ہے۔ معلوم ہوا کہ ظاہر سفر صرف تن کا آراستہ کرنا ہے۔ اور باطنی دل کا آراستہ کرنا جس کی طرف حقتعالےٰ کی نظر ہے۔ انہیں معنوں میں بزرگوں نے کہا ہے۔ کہ خدا کا رستہ نہ تو زمین میں ہے۔ نہ آسمان میں بلکہ تیرے وجود یعنے دل میں ہے۔ جو شخص اس رستے چلا اس

نے خدا کو پالیا جسنے اُسکو گم کیا وہ گمراہ ہوا۔ اے عزیز القلب بیتُ اللہ الاعظم۔ ترجمہ دِل خداوند تعالےٰ کا مکان ہے۔ اِسکو چاہیئے رجس و خارِ غیریت سے پاک صاف رکھے۔ نیز القلب حرمُ اللہ وحرام علی حرم اللہ ان یلج فیہ غیر اللہ۔ ترجمہ دِل خدا کا حرم ہے۔ اور خدا کے حرم میں اُسکے سوا کسی اور کو داخل ہونا یا کرنا حرام ہے ؎

لا کے جھاڑو سے جب تلک یہ راہ　　پاک اُسکو تو نہ کرے واللہ

لاکھ منت کرے اگر پھر بھی　　حرم حق سے نہ تجھ کو بہرہ

سفر ظاہر عابدوں اور زاہدوں کا کام ہے۔ اور باطن عاشقوں کا شکار یونے سفر ظاہر سے تزکیہ نفس مراد رکھی ہے۔ اور باطن سے تصفیہ دِل اور تخلیہ سر۔ مسافر ظاہری صنعت کا مشاہدہ کرتا ہے اور باطنی صانع کا۔ بعضوں نے کہا ہے۔ کہ سفر ظاہر خدا کیطرف سیر کرتا ہے۔ اور باطن خدا کی ذات میں سیر کرنا۔ چنانچہ رابعہ بصری سے منقول ہے۔ کہ نو بہار کے موسم میں اُنکے دوستوں نے آکر کہا کہ اے رابعہ باہر نکلکر خدا کی صفت کا مشاہدہ کرو کہ کیا کیا بہار دکھلا رہی ہے۔ رابعہ نے آہ سرد بھر کر کہا کہ اے بیعقلو اندر داخل ہو جاؤ تاکہ صانع کو دیکھ لو۔ معلوم ہوا کہ صفت کا دیکھنا ظاہری سفر اور صانع کا دیکھنا باطنی سفر ہے جو شخص ظاہر عبادت میں مبتلا کیا گیا ہو۔ وہ حضوری سے محروم رہجاتا ہے اور جو تزکیہ نفس میں مشغول ہوا وہ تجلیہ اور تصفیہ دِل و روح اور سر سے بے نصیب رہا۔ نیز اے عزیز سفر ظاہر سے سلوک مراد ہے اور سفر باطن سے جذبہ چاہیئے۔ کہ سفر باطن میں جہانتک ہو سکے مرشد کی امداد سے کوشش کرے اُمید ہے کہ عنقریب ہی مقصود کو پالیگا۔ بہتوں نے ظاہری سفر میں اپنی عمر و نکو ضائع کر دیا اور فاسد خیال میں پڑھکر بجز ارشاد مرشد کے عبادت ظاہری اور خود نمازمیں قدم رکھکر مشغول ہوئے۔ اور سمجھ رکھا کہ ہم اپنے مقصود کو پہنچ چکے ہیں حالانکہ وہ کسی جگہ تک نہیں پہنچے۔ اُس کی مثال ایسی ہے۔ جیسے کہ کسی شخص نے کسی بادشاہ عالی جاہ کی ضیافت کی اور اپنے مکان کے دروازے اور باہر مکان کو خوب اچھی طرح سے جھاڑو دلواکر صاف کیا اور قسم قسم کی زینتوں سے آراستہ کیا۔ مگر بادشاہ کے بیٹھنے کی جگہ مثل سابقہ خراب کی خراب ہی رہنے دی۔ جب حضرت بادشاہ نے اِسکے مکان میں آکر اپنے بیٹھنے کی جگہ کو دیکھا۔ تو بجائے خوشی کے اور پھر ناراضگی ظاہر کی اور اِس کی تمام خدمات کو مکروہ جانکر اُسیوقت سے چلدیا۔

قال لی یا غوث الاعظم الاتحاد حال لا یعبر بلسان المقال فمن اٰمن به قبل۔ ومن ردّ الاتحاد وردّ الحال ومن ردّ الحال فقد کفر وارادالعبادة بعد الوصول فقد اشرک باللہ العظیم۔ ترجمہ۔ حق تعالےٰ نے مجھے فرمایا کہ اے غوث الاعظم اتحاد ایک ایسا حال ہے جس سے زبان مقال کیساتھ تعبیر نہیں کیجاتی جو اسحال اور اتحاد کیساتھ ایمان لایا وہ مقبول ہوا۔ اور جسے اتحاد اور حال کو رد کیا۔ وہ کافر ہوا۔ اور جسے واصل ہوجانیکے بعد عبادت کا ارادہ کیا۔ اُس نے خداوند بزرگ کیساتھ شرک کیا۔ اسکی شرح بہت نازک ہے۔ صاحب حال کے سوا دوسرے کی سمجھ میں آنا محال ہے۔ حلول کے معنے کسی چیز میں داخل ہونا اور اتحاد کے دو یا زیادہ چیزوں کا ایک ہوجانا ہے۔ ذات باری ان ہر دو سے پاک اور منزہ ہے جیسا اہل سنت والجماعت کے نزدیک حلول اور اتحاد ممنوع اور باطل ہے اے عزیز اتحاد حال ہے جسکا بیان بطور عقل صاحب عقل پر راست نہیں آتا اسلیئے کہ شریعت اقوال ہی اقوال ہے۔ صاحب حال کو شریعت میں سے کوئی حجت نہیں پہنچ سکتی کیونکہ وہ دیوانہ ہوتا ہے۔ اور ان اللہ لا یوخذ العشاق بما صدر منھم ترجمہ تحقیق حق تعالےٰ عاشقوں کو اُن باتوں میں جو اُن سے صادر ہوں۔ ہرگز نہیں پکڑتا۔ ؎

جو کہ دیوانوں سے ظاہر ہوتا ہے　　عفو کرتے ہیں وہ ظاہر ہوتا ہے

مملوک کی زبان شرع ہے۔ اور دل سرحق پس چاہیئے کہ زبان کو خلقت کیساتھ اور دل کو خدا کیساتھ رکھے تاکہ نفع بردار ہوجائے۔ اے عزیز یہاں پر حلول اور اتحاد سے صوری اور ظاہری مراد نہیں۔ تعالیٰ عن ذٰلک علوًّا کبیرا۔ ترجمہ۔ خداوند تعالیٰ اس سے پاک اور عالی ہے۔ بلکہ یہ وہ اتحاد اور حلول ہے۔ کہ جو اہل قبول کا سرمایہ اور پیوستگی باطنی اور معنوی ہے۔ اگر تیرے وجود میں اس سے ایک ذرہ آجائے تو تجھے تیرے وجود سے باہر نکالکر اتحاد اور یگانگی معنوی پیدا کردے جس سے ہمیشہ کیلئے ہمنشینی حاصل ہوجائے حضرت عین القضاۃ ہمدانی رح فرماتے ہیں۔ علماء ظاہر جسے حلول و اتحاد گمان کرکے برائی سے یاد کرتے ہیں میں اُس پر اپنی جان کو قربان کروں یہ حلول تو وہ ہے۔ جسکے انبیاء اور اولیاء خواہاں ہوکر فائز باللقاء ہوئے اور میں اُسکی مثال بیان کرتا ہوں خیال کرو کہ سورج اور چاند کی شکل آئینہ میں کسطرح سے

نظر آتی ہے۔ حالانکہ سورج اور چاند اپنی جگہ میں بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں اور بعینہٖ اُسی صورت یہاں آئینے میں دکھائی دے رہی ہے۔ آئینہ میں ایک نسبت اُنکی پیدا ہوا کرتی ہے جس سے وہ دونوں اسمیں اپنا چہرہ دکھلا رہی ہیں۔ ایسا ہی جب عارف عاشق اپنے دل کو آئینہ کی طرح صاف کرتا ہے۔ اسمیں بھی جمال معنوی جلوہ دکھا کر محو اور مست کر دیتا ہے جس سے کہہ دینا پڑتا ہے کہ ذات حق تعالےٰ کی دل میں آگئی۔ وتعالیٰ اللہ عن ذٰلک علوًا کبیرًا ترجمہ حالانکہ حقتعالےٰ اِس آنے اور جانے تنزل وغیرہ سے بالکل پاک اور بلند ہے ؎

آئینہ کر صاف پردہ کچھ نہیں — دیکھ لے محبوب اپنا ہے یہیں
زنگ ہو جس آئینہ پر اے اخی — ہے نظر آتا نہیں اسمیں کبھی

جو شخص اتحاد و حلول سے انکار کرے کافر ہو جاتا ہے۔ کیونکہ یہ خاصہ انبیاء اور اولیاء کا ہے۔ اور اِن کے حال سے انکار کرنا صاف کفر ہے۔ من اراد العبادۃ بعد الوصول فقد اشرک باللہ العظیم ترجمہ۔ جس شخص نے واصل باللہ ہو جانیکے بعد عبادت کا ارادہ کیا اُسنے خداوند تعالیٰ بزرگ کیساتھ شرک کیا۔ کے بھی یہی معنے اور مراد ہے۔ کیونکہ عبادت میں دوئی لحاظ ہے۔ اور واصول میں نہیں بلکہ اُس سے محویت حاصل ہو کر اتحاد اور یگانگت پیدا ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ آیا ہے۔ اذا تجلی خضع لہٗ ترجمہ جبکہ دوست کا تجلی ہو جائے تو تمام وجود اسکے آگے مطیع اور نرم ہو جاتا ہے ؎

جسجگہ ہو خیمہ شاہ کا عام کا غوغا نہیں — ہوش میں آ ناشکر ہے کبر کی پھر جا نہیں
ساتھ بدلوں کے وہاں جانا محال — غیر کا نہ دخل واں نہ قیل و قال

اپنی خودی کو کم کر دے۔ تو پھر کمالیت حاصل ہو گی۔ شعور سے گذر تا کہ وصال تک پہنچ جائے۔ اور جبکہ اپنے آپ اور شعور سے گذر چکا۔ تو اب عبادت کسی اور کسکے لئے کرے اگر غیر کا خیال کر کے کریگا۔ تو مشرک ہو جائے گا۔ اِسلئے کہ یہ تو اب خدا سے واصل ہو چکا ہے۔ اب کسی عبادت کرے۔ اگر کہا جائے کہ انبیاء اور اولیاء بھی تو عبادت کرتے رہے ہیں۔ اور اُن سے کوئی بڑھکر تو خدا کا واصل نہیں۔ اسکا جواب یہ ہے۔ کہ حضرت سلطان الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ

ملك مقرب ولا نبی مرسل ترجمہ میرے لئے خدا کے پاس ایک ایسا وقت ہے۔ کہ اُسمیں کوئی فرشتہ مقرب اور نبی مرسل میں گنجائش کر سکتا گویا یہ وقت وصال کا ہے جسمیں عبادت وغیرہ کیطرف توجہ کرنا اور عبادت کرنا شرک ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر جب یہ وقت ہوتا تو جبرائیل جو ہمیشہ اُنکے رفیق تھے۔ غیر وقت کی طرح ہو جاتے جب جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوتے۔ اور ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رض بھی پاس ہوتیں۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے۔ من انت من انت ترجمہ۔ تو کون ہے تو کون ہے۔ مگر اُسکو وہی سمجھتا ہے جسکو اس طرف کی سمجھ ہو۔ وصول کے بعد انکی عبادت دوسرے وقت کی طرح نہیں اس مقام میں عابد اپنے آپ اور شعور وغیرہ سے غائب ہو جاتا ہے۔ اب اگر عبادت کو اپنے آپ سے جانے یا اجرت یا نجات کا طالب یا اپنے آپ کو ہی دیکھے۔ تو مشرک ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ایک وقت میں شیخ شبلی فرمایا کرتے ان صلیت فاشرکت وان لم اصل فقد کفرت ترجمہ اگر میں نماز پڑھوں تو بھی شرک ہے۔ اور نہ پڑھوں تو کفر ہے۔ معلوم ہوا کہ ایسے وقت میں انکے ساتھ بھی حال واقع ہوتا تھا جیسی اس قسم کے سخن کہا کرتے تھے۔ وہ یہ نماز ہے جو جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قاب قوسین کے مقام میں پہنچے تو اندھوا۔ قف فان اللہ یصلی ترجمہ۔ اے محمد یہاں کھڑا رہ تحقیق حقتعالیٰ نماز پڑھ رہا ہے۔ اس سے زیادہ تصریح نہیں کیجا سکتی۔ قال یا غوث الاعظم من سعد بسعادۃ الازلی فطوبی لہ ومن لم یکن مخذولا ابدا بعد ذالک ومن شقی بالشقاوۃ الازلی فویل لہ ومن لم یکن مقبولا ابدا بعد ذلک۔ ترجمہ خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ اے غوث الاعظم جو شخص کہ ازلی نیک بختی کے ساتھ نیک بخت ہے اُسکے لئے خوشخبری ہے۔ کہ وہ اُسکے بعد کبھی ذلیل نہ ہوگا۔ اور جو شخص کہ ازلی بدبختی کے ساتھ بدبخت ہوا اُسکے لئے ایسی ہلاکت ہے۔ کہ اُسکے بعد کبھی مقبول نہ ہوگا۔ اس میں نہ نکتہ ہے کہ کسی شخص کو اپنی طاعت پر ناز کرنا نہیں پہنچتا۔ اسلئے کہ ایمان اور قبولیت قلم ازلی پر منحصر ہے۔ اور وہ غیر معلوم ہے۔ ارادت کی قلم اگر سعادت پر چلگئی ہو۔ تو بہر صورت نیک ہو رہیگا اور اگر شقاوت پر ہے۔ تو بد ہوگا۔ اور نجات دہندہ اور ہلاک کنندہ بجز ذات حق کوئی نہیں۔ مومن موحد وہی ہے۔ جو اپنی نجات یا ہلاکت کو حق تعالےٰ

کے سوا کسی دوسرے سے نہ سمجھے اور اپنے افعال نیک یا بد پر اعتماد نہ کرے اسلئے کہ سعادت اور شقاوت اُسوقت سے ہے۔ جبکہ گناہ وغیرہ کا نام نشان تک بھی نہ تھا ؎

ہے زہد عبث اُسکا جو ہے راندہ درگاہی　　کفر سے بھی نہ ہو زیاں اُنکو جو نیک ہوئے بھائی

اے عزیز خداوند تعالیٰ کے کام کسی علت کیساتھ معلول نہیں۔ وہ جسکو چاہے بجز علت کے بولائے۔ یاد و رکاوے۔ وہ جو کچھ چاہے کرتا ہے۔ کسی چیز کا محتاج نہیں اور نہ کسی سے اندیشہ رکھتا ہے۔ بے نیاز مطلق ہے۔ ماضی مستقبل حال اور استقبال ازل اور ابد اسکے نزدیک برابر ہیں۔ اُس نے جو کچھ چاہا کیا۔ اور جو چاہے کرتا ہے اور کریگا۔ یفعل اللہ ما یشاء ویحکم ما یرید ما شاء اللہ کان ومالم یشأ لم یکن اُسیکا جلوہ ہے۔ ترجمہ حقتعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا اور جس چیز کا ارادہ کرتا ہے حکم کرتا ہے۔ اُسنے جو کچھ چاہا ہوا۔ جو نہ چاہا نہ ہوا ؎

دوستوں کو چاہیئے گر دشمن کرے　　سر پہ دشمن تاج خلعت کا دھرے

عقل کا اس جا نہ ہرگز دخل ہے　　خود وہ چاہے جو کرے یہ اصل ہے

عزازیل نے ستر لاکھ سال تک عبادت کی اپنی درگاہ سے اُسکو دور کردیا۔ بلعم باعور اور برصیصا زاہد وغیرہ نے عبادت کے حجروں سے شقاوت کی۔ ویرانہ اور بتخانونمیں ڈالکر ہمیشہ کے لئے محروم کردیا۔ ابوبکر عثمان علی رضوان اللہ علیہم اجمعین کو تبکدہ سے نکالکر اولیاؤں اور اصفیاؤں کا سردار کردیا۔ ابلیس کی گردن میں جو شقاوت ازلی کا زنجیر پڑا ہوا تھا۔ اُسکو ظاہری عبادت نے کچھ بھی کام نہ دیا اور صحابہ کرام کی گردنونمیں جو رشتہ سعادت کا پڑا ہوا تھا ظاہری کفر وغیرہ نے انکو کچھ نقصان نہ کیا قال لی یا غوث الاعظم جعلت الفقر والفاقۃ مرکبین للانسان من رکبہما فقد بلغ المنزل قبل ان یقطع المفازات والبوادی۔ ترجمہ پروردگار میرے نے مجھکو کہا کہ اے غوث الاعظم میں نے فقر اور فاقہ کو انسان کیلئے دو مرکب یعنی سواریاں بنادیں ہیں جو شخص ان دونوں پر سوار ہوا۔ وہ اپنی منزل اور مقصود کو بدوں قطع کرتے جنگل اور بیابانوں کے پہنچگیا اے عزیز اگر پائے۔ کہ اس دریائے عمیق اور بیابان مہلک سے سلامت گذر کر مراد کے کنارے پر پہنچے تو چاہیئے۔ فقر اور فاقہ کی کشتی اور مرکب پر سوار ہو۔ اس لئے قطع منازل کیلئے اس مرکب کے سوا کوئی اور دوسرا مرکب نہیں۔ اس راہ یعنی سلوک

کے درمیان جس قدر کہ تعلقات ہیں سب کے سب مانع اور حاجب ہیں۔ جبتک ان سب کو قطع نہ کیا جائے۔ منزل تک پہنچنا غیر ممکن ہے ؎

تعلق حجاب اور بے حاصلی ہے　　اگر یہ اُٹھے پھر وصل ہی خوشی ہے

تعلق اور پیوند بجز فقر اور فاقہ کے دور نہیں ہو سکتے اسلئے کہ ہستی سے گزرنے کو فقر اور شہوتونکے توڑ دینے کو فاقہ کہتے ہیں۔ جبتک نفسانی شہوتونکو توڑا نہ جائے دوست تک رسائی نہیں ہو سکتی اسیواسطے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بجوع توانی اور بایزید کو دع لنفسک کا حکم ہوا ترجمہ بھوکا ہو۔ مجھے دیکھ۔ نفس اپنے کو چھوڑ دے اور حضرت سلطان الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسیواسطے یوں ارشاد فرمایا ہے۔ اجیعوا بطونکم وعروا اجسادکم واکمشوا اکبادکم لعلکم ترون اللہ جھرۃ ترجمہ۔ اپنے پیٹوں کو بھوکا اور بدنوں کو ننگا اور جگرونکو بھوکا رکھو تاکہ تم حقتعالیٰ کو ظاہر باہر دیکھ لو۔ اے عزیز حصول مقصود اور وصول الی المحبوب کیلئے فقر اور فاقہ کا زاد وراحلہ تیار کرتا کہ جاری سے پہلے اپنی منزل کو پہنچ جائے جو شخص کہ وہاں پہنچا ہے اسی زاد وراحلہ سے پہنچا ہے کیونکہ ابتدا میں تجرید اور انتہا میں تفرید ہے۔ جو بجز فاقہ اور فقر کے حاصل نہیں ہوتا بعض کے نزدیک نیستی اور فنا اور محویت فقر سے مراد ہے۔ اور فاقہ سے امساک خودی اور گمان دوئی وغیرہ جبتک حاصل نہ ہوں۔ فقیر نہیں ہو سکتا۔ ابیت عند ربی وھو یطعمنی ویسقینی میں بھی یہی مراد ہے ترجمہ۔ میں اپنے رب کے پاس رات گذارتا ہوں۔ وہ مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے شہوات اور لذات جسمانی ونفسانی اور امساک عن الغیر روزہ سے مراد ہے اور ساتھ ذوق اور شوق کے مشاہدہ محبوب میں واصل ہو جانے کا نام افطار ہے۔ الصوم لی وانا اجزی بہ میں بھی اسی کی طرف اشارہ ہے۔ ترجمہ روزہ خاص میرے لیے ہی ہے اور میں ہی اسکی جزا ہوں جس شخص نے میرے لئے میرے غیر اور لذات نفسانی سے امساک رکھا۔ اسکا مشاہدہ عین میرا مشاہدہ ہے۔ معلوم ہوا کہ روزہ سے اصلی غرض اتصال بحق ہے۔ نہ غیر مگر اسکو وہی سمجھتا ہے۔ جو اس طرف کی سمجھ رکھے قال لی یاغوث الاعظم لو علم الانسان ما کان لہ بعد الموت ما تمنی الحیوۃ فی الدنیا ویقول بین یدی اللہ کل لحظۃ یا رب امتنی امتنی ترجمہ مجھے حق تعالیٰ نے فرمایا۔

کہ اے غوث الاعظم اگر انسان اس چیز کو جانتا۔ جو اُس کو مرنے کے بعد حاصل ہوتی ہے۔ تو کبھی دنیا پر زندہ رہنے کی آرزو نہ کرتا۔ اور حق تعالےٰ کے روبرو ہر لحظہ یہی کہتا رہتا۔ کہ اے میرے پروردگار مجھے فوت کر۔ مجھے فوت کر۔ یہ دنیا مومنوں کا بندیخانہ ہے۔ جیسا کہ آیا ہے۔ الدنیا سجن المؤمن وجنۃ الکافر ترجمہ مومن کے لئے دنیا بندیخانہ ہے۔ اور کافر کیلئے بہشت۔ قید خانہ میں کبھی راحت اور آرام نہیں ہوتا۔ ایسا ہی دنیا میں مومنوں کو آرام نصیب نہیں۔ جیسا کہ دوسری جگہ آیا ہے۔ الدنیا واھیۃ لیس فیھا راحۃ ترجمہ دنیا ایک واہی چیز ہے۔ اسمیں راحت وغیرہ کچھ نہیں۔ عاقبت کی راحتوں اور آسایشوں کو اگر خیال کیا جاوے تو یہانکی راحتیں اور آسایشیں اُس کے مقابلہ میں کیا کچھ قدر رکھتی ہیں۔ ہرگز نہیں۔ میری جگہ بُرے لوگ ہی قرار پکڑتے ہیں۔ جیسے کہ کیڑے بلید کو پلیدی کے سوا کوئی جگہ خوش نہیں لگتی ایسا ہی بُرو نکو دنیا پسند آتی ہے۔ مومن بجز پاک مقام کہ وہ جنت ہے۔ ہرگز آرام نہیں کرتا اور نہ کسی دوسری جگہ کو کسی حساب میں لاتا ہے۔ راحت اور رحمت اگر دنیا میں ہوتی تو کوئی نبی اور ولی دنیا سے رحلت نہ کرتا۔ حقتعالےٰ کے دنیا کا وعدہ بھی اسی دنیا میں ہوتا اور الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب کی بھی کچھ حاجت نہ رہی۔ ترجمہ موت ایک ایسا پُل ہے جو دوست کو اپنے دوست کی طرف بلا دیتا ہے۔ جبتک اس پُل پر سواری نہ کیجائے۔ دوست تک رسائی نہیں۔ موت دو قسم پر ہے۔ ایک صوری یا ظاہری۔ دوسری معنوی یا باطنی۔ معنوی وہ جو اختیار کے ساتھ ظاہری موت سے پہلے واقعہ ہو۔ جسکی طرف رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں اشارہ کرکے فرمایا ہے۔ مُوتُوا قَبْلَ اَنْ تَمُوتُوا ترجمہ مرنے سے پہلے مرجاؤ۔ جو شخص اس موت کے ساتھ مرتا ہے۔ اپنے مقصود اور محبوب موعود تک پہنچ جاتا ہے۔ اسیواسطے کہتے ہیں کہ جو شخص عشق میں مرگیا۔ وہ سب کا سب محبوب ہی محبوب بن گیا مصراع

"زندگی میں جان دی جسنے وہ جانان بن گیا"

اے عزیز اختیار کیساتھ مرنا ہے کہ شیطانی اور نفسانی لذتوں سے اگرچہ وہ مباح ہوں یا غیر مباح۔ سب سے پاک اور نیک اور بُری صفتوں میں سے کسی کی طرف راغب نہ ہووے۔ مردہ کیطرح کوئی حرکت اور سکون اپنے اختیار میں نہ رکھے۔ اِسی کو معنوی موت لکھتے ہیں۔ جو انبیاء اور اولیاؤں کے سوا کسی کو میسّر نہیں۔ لو علم الانسان لقال فی کل ساعۃ امتنی یا ربّ! ترجمہ اگر انسان اسکو جان لے تو ہر ساعت میں کہے۔ کہ اے پروردگار مجھے اِس موت معنوی کیساتھ فوت کر اس لئے کہ اس موت سے مرنا مردوں کا کام ہے۔ جو شخص ساتھ اِس موت کے مرا مقصود کو پہنچ گیا۔

جان دے معشوق کو ورنہ اجل لیجائیگی گر تو خود انصاف بہتر یہ ہے یا وہ ہے اخی

یہ وہ موت ہے۔ کہ جسکی طرف حق سبحانہٗ وتعالےٰ نے اِس آیت میں۔ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ترجمہ پس موت کی آرزو کرو اگر تم سچے ہو۔ اشارت فرما کر بتا دیا ہے۔ کہ اسکی خواہش بجز ہمارے دوستوں کے اور کوئی نہیں کرتا۔ موت ظاہری کی آرزو منع ہے نہ معنوی کی بلکہ معنوی کی خواہش بموجب حکم آیۃ مذکورہ کے فرض ہے۔ گویا کہ مرتبہ عالیہ کو حقتعالےٰ نے موت مذکورہ کے پردہ میں رکھدیا ہے جسکو وہی حاصل کرتے ہیں جو اُسکو طے کر جائیں۔ اور جو اُس سے ورلی طرف ہیں۔ اُنکو پردہ کے اندر سے کیا خبر ہے۔ قال لی یا غوث الاعظم حجۃ الخلایق یوم القیامۃ الصم والبکم والعمی فہم تحرّوا والبکاء القبر کذالک ترجمہ مجھے حقتعالےٰ نے فرمایا۔ کہ اے غوث الاعظم گونگا پن اور بہرہ پن اور اندھا پن قیامت کے دن خلقت کیلئے عشق کی دلیل ہوگی جس سے سب لوگ حیران رہجائینگے اسی طرح قبر میں گریہ وزاری کا حال بھی قیاس کر لو۔ قیامت کے دن جبکہ ہر ایک نعمت سے سوال کیا جائیگا تو شنوائی اور بینائی سے بھی سوال ہوگا کہ یہ دونوں تیرے لئے جو ایک بڑی بھاری نعمتیں تھیں انکو کہاں خرچ کیا ہے۔ یہ دونوں نعمتیں ایسی ہیں۔ کہ انسان نے سب چیزوں پر انہیں دونوں سے شرف حاصل کیا ہے۔ اگر کہا جائے کہ یہ نعمت تو تمام حیوانات میں پائی جاتی ہے پھر انسان کو کیسے فضیلت ہوئی تو ہم کہینگے کہ یہ گویائی اور شنوائی اور بینائی

اِس طاہری گویائی اور شنوائی بینائی کے علاوہ اور ہے۔ جو روح اضافی سے متعلق ہے روح اضافی وہ ہے جسکی طرف پروردگار نے اپنے روح کو مضاف کیا۔ جیسا کہ کہا ہے۔ ونفختُ فیہ من روحی۔ ترجمہ۔ میں نے اِنسان میں اپنے روح کو پھونک دیا ہے اور اگر شنوائی اور گویائی اور بینائی انسان کی دوسرے حیوانوں کے ساتھ برابر ہوتی تو چاہیئے تھا کہ اِنسان کی طرح دوسرے حیوانوں سے بھی پرستش کیجاتی پس حقیقت میں سامع (سننے والا) وہی ہے۔ جو حقتعالیٰ کی کلام سنے اور بصیر (دیکھنے والا) وہ جو خدا کے جمال کی طرف دیکھے اب پھر ہم مقصود کیطرف رجوع کرتے ہیں۔ قیامت کے دِن وہ لوگ جو اِن نعمتوں سے محروم رہے۔ نہایت افسوس کرینگے اور پچھتائینگے۔ اور گریہ وزاری کرینگے۔ کہ ہمنے کیسلئے اِن نعمتوں کی قدر نہ کی اور اُن کے شکریہ میں کسی لے مشغول نہ ہوئے۔ قال لی غوث الاعظم المحبّ حجابٌ بین المحبّ والمحبوب فاذا فنی المحبّ عن المحبّ فقد وصل الی المحبوب ترجمہ۔ محب اور محبوب کے درمیان میں محبت بھی ایک پردہ ہے۔ محب (دوست) جب محبت سے فناہ ہوجائے۔ تب محبوب کو پہنچ جاتا ہے۔

محب اور محبوب کو ایک دائرہ فرض کرو۔ اور محبت کو خط میانہ جو ان دونوں کے درمیان میں ہوتا ہے۔ خط میانہ کو جب نکالدیا جائے۔ تو دائرہ کی صورت جیسے کہ پہلے تھی ویسے ہی رہجائیگی۔

معلوم ہوا کہ ظہور اسم محب اور محبوب کا محبت ہی سے ہے۔ جب یہ اُٹھ گیا۔ تو محب محبوب ہوا چنانچہ ایک دائرہ جو میانہ خط کے ساتھ دو قوس ہوجاتی ہیں جیسے کہ اس شکل سے ظاہر ہے ⓪ اسی سے ایک کو محب دوسرے کو محبوب سمجھو۔ جب کہ میانہ خط بیچ میں سے نکلجائے۔ تو محب محبوب اور محبوب محب میں کوئی فرق نہیں رہتا۔ دونوں ایک ہی ہو جاتے ہیں۔ اَے محبوب اِسمیں اچھی طرح غور کر۔ محب اور محبوب کو حقیقت میں ایک ہی جان اور اپنی خودی کو درمیان سے نکال۔ تا کہ مثل انا لیلیٰ ولیلیٰ انا ترجمہ میں ہوں لیلیٰ میں ہوں لیلیٰ کے سب ایک ہی ایک ہوجائے۔ قال لی یا غوث الاعظم رایت الاولیاء کلّھا یرقصون فی قوالیھم بعد الستّ بربّکمْ الی یوم القیٰمۃ ترجمہ۔ مجھے حق تعالےٰ نے فرمایا۔ کہ اے غوث الاعظم میں نے تمام

عاشقوں کے روحوں کو دیکھا کہ اَلَسْت بربکم ترجمہ۔ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں کے فرمان کے بعد اپنے جسدوں میں خوشی سے رقص کرتے ہیں۔ اور قیامت تک ایسے ہی رہینگے اَے عزیز عاشقوں کے روح ہمیشہ رقص میں سکون اور قرار ان پر حرام ہے۔ اگر کہا جائے کہ ازل کے روز اَلَسْت بربکم کا سوال تو یکدفعہ ہی ہوا تھا۔ اور اُنکی روح ابتک کسطرح رقص میں ہیں۔ تو کہا جائے گا۔ کہ محبوب کی کلام ایسی لذیذ اور لطیف ہے۔ کہ جب وہ اُنکے کانوں میں پہنچی ایسے لذت یاب ہوئے کہ تا ابدالآباد اُنکی لذت سے رقص میں ہیں۔ جس سے اِنکو ایسی راحت اور خوشی حاصل ہے۔ کہ گویا ابھی تک اُنکی سماع میں ہیں اور وہ آواز الست اُنکے کانوں میں پہنچ رہا ہے۔ یا یوں کہا جائیگا کہ جیسے کہ حضرت محبوب کی ذات کی کوئی حد اور نہایت نہیں۔ ایسا ہی اُنکی کلام کی خدا اور انقطاع نہیں جبھی عاشقوں ارواحونکو سکون اور قرار نہیں اور جنکے روحونے الست بربکم کا آواز سُنکر لذت حاصل کی اور رقص کرنے لگے وہ اب بھی حقتعالےٰ کی کلام سننے کیوقت اِسیطرح لذت اُٹھاتے اور رقص کرتے ہیں اور جن ارواحونے اسوقت میں کچھ بھی لذت نہیں اٹھائی۔ انکو اب بھی کوئی اثر نہیں گویا کہ یہ اِس نعمت عظمےٰ سے ہمیشہ کیلئے محروم اور بے نصیب ہیں۔ معنوی حرکت کا نتیجہ حرکت ظاہری ہے یعنی بدن کی حرکت روح کی حرکت کی نشانی ہے۔ اور روح کی حرکت اُس ذوق اور شوق کی علامت ہے۔ جو الست بربکم سے حاصل ہوا تھا۔

یعنے روح کی لذت جب دِل پر اثر کرتی ہے۔ تو پھر بدن کی طرف سرایت کرکے کل اعضاؤں میں تاثیر ڈالکر اُنکو حرکت میں لاتی ہے۔ یہانتک کہ مرغ روح چاہیئے لگجاتا ہے کہ قفس تن سے پرواز کرکے اپنے اصلی وطن کو چلا جائے۔ پھر تو قفس تن وغیرہ بھی متحرک اور گردش میں آجاتا ہے۔ رزقنا اللہ وایاکم قال لی یا غوث الاعظم من سئل عن الرؤیۃ بعد العلم فھو محجوبٌ بعد الرؤیۃ ومن ظنّ ان الرؤیۃ غیر العلم فھو مغرور برؤیۃ الربّ تعالیٰ۔ ترجمہ۔ مجھے حق تعالےٰ نے فرمایا۔ کہ اَے غوث الاعظم جو شخص کہ علم کے بعد مجھسے رویت (ذات باری کا دیکھنا) کا سوال کرے وہ محجوب (پردہ میں کیا گیا) ہے۔ اور جو شخص کہ بدوں علم کے رؤیت

کا گمان کرے وہ خدا کی روائیت سے مغرور ہے جو شخص کہ اچھی طرح سے ایک چیز کو مکمل جان لے وہ ایسا ہی جیسے کہ اُس چیز کے دیکھنے والا اسلئے کہ ایسا جاننا بیچ حکم دیکھنے کے بلکہ عین دیکھنا ہی ہے ؎

سب جہان صورت ہے معنی یار ہے　　معنے گر دیکھے وہی دلدار ہے۔

اب اگر سوال کرے تو کس سے دوئی میں خودی چھپی ہوئی ہے جسکے دُور کرنے کا نام دیکھنا ہے پس معلوم کرکہ بحکم لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ترجمہ۔ ذات حقتعالیٰ کو آنکھیں نہیں پاسکتیں اور وہ آنکھونکو پاتا ہے۔ کیا فرمان عالیشان ہے کہ خدا کا دیکھنا علم کے سوا ممکن نہیں ہے۔ اسلئے کہ فہم مخلوق اور درک انسانی ایک نہ ایک حد تک محدود ہے۔ اور ذی رنگ اور صورت کو دیکھ سکتا ہے۔ اور ذات حق سبحانہٗ وتعالیٰ کیلئے نہ کوئی حد معین ہے۔ اور نہ رنگ اور صورت وغیرہ بلکہ ان چیزوں سے ہر ایک طرح سے پاک ہے جیسی خدا کا دیکھنا علم کے سوا نہیں ہوتا۔ اے عزیز حقتعالیٰ کو حق ہی کیساتھ پہچانا اور پایا جاتا ہے۔ جیسا کہ آیا ہے۔ عرفتُ ربّی بربّی ترجمہ۔ میں نے اپنے رب کو رب ہی کیساتھ پہچانا ہے اے عزیز ذات حقتعالیٰ کی معنی ہے۔ اور اسکی صفتیں صورت اور صفتیں معنی اور اسماء صورت اور اُسماء معنی اور افعال صورت ہے۔ یعنی لاہوت معنی اور جبروت صورت اور جبروت معنی اور ملکوت صورت اور ملکوت معنی اور ناسوت صورت ہے۔ یہ دیکھنے اور جاننے کا طریقہ ہے اے عزیز ہوش کے کانوں سے سُن کہ معنی کے دیکھنے کیلئے آنکھیں بھی معنوی درکار ہیں۔ ان ظاہر آنکھوں سے وہ نظر نہیں آسکتے ؎

دیکھنے تیرے لئے آنکھیں بھی چاہئیں اوروں　　ظاہری آنکھونکا ہی کچھ اور رتبہ طور ہی

ذات کو صفتونکی آنکھوں اور صفتونکو اسماء کی آنکھوں اور اسماء کو افعال کی آنکھوں سے دیکھا جاسکتا ہے۔ جو کچھ کہ جہان میں ظاہر ہے۔ اسکو ظاہری آنکھونسے دیکھا جاتا ہے۔ اس سے آگے جوں جوں قوت بڑھتی جاتی ہے۔ خدا تعالیٰ کے دیکھنے تک بھی نوبت پہنچ جاتی ہے۔ یعنی روح کی آنکھوں سے ملک ظاہر اور دلی آنکھونسے ملکوت اور ملکوت کی آنکھونسے جبروت اور سر کی آنکھونسے لاہوت پس ظاہر کی آنکھیں افعال اور باطن کی اسماء اور

روح کی صفتیں اور سر کی ذات حقتعالےٰ کو دیکھ سکتی ہیں جس سے معلوم ہوا کہ ذات کے دیکھنے کیلئے صفتوں کی آنکھیں درکار ہیں۔

قال لی یا غوث الاعظم من رانی استغنی من السوال فی کل حال ومن لم یرانی فلا ینفعہ السوال فھو محجوب عنہ بالمقال۔ ترجمہ مجھے حقتعالےٰ نے فرمایا کہ اے غوث الاعظم جس شخص نے مجھے دیکھ لیا وہ ہر ایک وقت میں سوال کرنیسے بے پرواہ ہوگیا ہے۔ اور جس نے نہیں دیکھا اُسکو سوال کرنا بھی کچھ نفع نہیں دیتا وہ گفتگو ہی کے ساتھ اس دیکھنے سے محجوب ہے۔ اِس حکم کے کئی معنی ہیں۔ مگر ہم بقدر فہم کچھ تھوڑا سا تحریر کرتے ہیں سا اور وہ یہ ہے۔ کہ جس شخص نے مجھے دیکھ لیا اُسنے مجھے پالیا ہے جس سے کوئی بہتر اور فاضلہ نعمت اُسکے لئے باقی نہیں رہی تو اب اگر سوال کرے تو کس سے کرے اِسلئے کہ اب سوال کرنیسے اعلیٰ کیطرف سے ادنیٰ کیطرف تنزّل لازم آتا ہے جو بالاتفاق ممنوع ہے دوسرے یہ کہ جسنے مجھے دیکھا۔ اُس نے مجھے پالیا اور جسنے مجھے پالیا اُسنے سب کچھ پالیا اور سب اُسی کی مِلک میں ہوگیا۔ جیساکہ آیا ہے۔ من لہ المولیٰ فلہ الکل ترجمہ جس شخص کا مولیٰ ہوجائے سب کچھ اُسی لئے ہوجاتا ہے پس اب کیا چاہیئے اور کِس سے چاہیئے ؎

جس کو دیوانہ کرے تو بخشے اُسکو دو جہاں تیرا دیوانہ کرے کیا یہ جہاں اور وہ جہاں۔

تیسرے یہ کہ جس شخص نے حقتعالیٰ کو دیکھا اور پہچان لیا۔ وہ خودی کے طمع سے پاک ہوکر محو مطلق کے درجہ میں پہنچگیا۔ اب وہ کیا اور کس کیلئے کچھ چاہیئے۔ چوتھے یہ کہ جس شخص نے حقتعالیٰ کو دیکھا اور معرفت حاصل کی وہ جمیعت کے مقام میں پہنچ چکا ہے جس سے خودی کی طرف آنا اور سوال کرنا تفرقہ موجب شرک اور نقصان کمال ہے۔ ایسا ہی جس شخص نے اُسکو دیکھ لیا۔ اُسکو سوال کرنا کچھ بھی نفع نہیں کرتا۔ اِسلئے کہ وہ محجوب (پردہ میں کیا گیا) جس شخص نے حقتعالیٰ کو نہ دیکھا اور نہ جانا اُسکے لئے سوال کرنیسے کیا نفع کرسکتا ہے۔ اِسلئے کہ جب خدا کے دیکھنے سے محجوب ہوا تو حقتعالیٰ کے دریافت کرنیسے محروم اور بے نصیب ہوا تمام سعادتوں کا سردار اور نعمتوں کا اصل حقتعالیٰ کا دیکھنا اور پہچاننا ہے۔ جس شخص نے خدا کو نہ دیکھا اور نہ پایا اُسنے کچھ بھی نہیں دیکھا اور پایا ہے۔ جیساکہ آیا ہے ؎

گر نہ ہو وصل یار کا ہم کو　　دو جہاں بھی نہ کچھ حساب میں ہوں

یار کے دیکھنے کو آنکھیں ہیں۔ ورنہ یہ معرض عتاب میں ہیں۔ یعنے اہل عرفان کے نزدیک بجز حق تعالیٰ کے اور کسی چیز کا سوال بطالت اور ضلالت ہے۔ اسلئے کہ بجز حقعالے کے جمال اور کمال کہ جسکے عاشقان آلہی طالب ہیں کب میسّر ہو سکتا ہے چنانچہ آیا ہے ؎

ہر کوئی مانگے تیرے سے حاجتیں　　میں ترے سے تجھی کو چاہوں سدا

جس شخص کو اُسکے حضور میں کچھ بھی دسترس نہ ہو اُسکا سوال کرنا بھی عبث ہے اگر وہ کسیوقت کرے بھی تو معرض قبول میں نہیں آتا۔ بخلاف صاحب عرفان کہ مستجاب الدعوات ہے۔ نیز جس شخص نے مجھے دیکھا اور پہچان لیا۔ وہ ہر ایک احتیاج سے بے پرواہ اور قیود سے گونگا اور گفتگو سے فارغ اور۔ من عرف اللہ کلّ لسانہ ترجمہ جسنے خدا کو پہچان لیا اُسکی زبان گونگی ہوگئی۔ اُسکا نقد وقت ہوگیا۔ ؎

بلبل کی پھول دیکھکے گویائی بڑھتی ہے　　مجھکو تیرے جمال نے گویائی سے رکھا

قال لی یا غوث الاعظم لیس الفقیر عندی من لیس لہ شئ بل الفقیر الذی لہ امر فی کلّ شئ اذ قال لشئ کن فیکون ترجمہ مجھے حقعالی نے فرمایا کہ اے غوث الاعظم میرے نزدیک وہ شخص فقیر نہیں جسکے پاس کوئی چیز بھی موجود نہ ہو بلکہ وہ ہے جو ہر ایک چیز میں صاحب حکم ہو جب کسی چیز کو کہے کہ ہو وہ اُسیوقت ہو جائے انہیں معنوں میں ہے۔ اذا تم الفقیر فرہو اللہ یکون عیشہ کعیشہ ترجمہ جبکہ فقیر پورا ہو جائے تو خدا ہی ہو جاتا ہے۔ اور اُسکی گذران خدا کیطرح ہو جاتی ہے فقیر حقیقی وہ ہے جو بحکم تخلقوا باخلاق اللہ ترجمہ خدا کی صفتوں کی طرح تم بھی صفتیں حاصل کرو۔ اللہ کی صفتوں سے موصوف ہو اور صوفی وہ ہے۔ جو بحکم اتصفوا باوصاف اللہ ترجمہ اللہ کی صفتوں کے مثل تم بھی اپنے وجود میں صفتیں پیدا کرو۔ صفات بشریت سے نکلکر خدا کی صفتوں سے متصف ہو۔ اے محبوب ہر ایک فقیر نیستی اور فناہ کے مقام میں صفات بشریت اور احتیاج الی الغیر سے خارج ہیں۔ اور تو وہ فقیر ہے جو بقا اور ہستی کے مقام میں پہنچا ہوا۔ صفات ربوبیت سے متصف ہو چکا ہے جیسے کہ میرے حکم سے موجود معدوم اور معدوم موجود ہو جاتا ہے ایسا ہی

حکم سے موجود ناپیدا اور ناپیدا وجود میں آتا ہے۔ اسکی شرح اوپر گذر چکی ہے۔ قال لی یا غوث الاعظم لا الفت ولا نعمۃ فی الجنان بعد ظہوری بھا ولا وحشۃ ولا حرقۃ فی النار بعد خطابی لاھلھا ترجمہ مجھے حقتعالی نے فرمایا کہ اے غوث الاعظم بہشت میں میرے ظہور کے بعد نہ تو کسیکو کسیکے ساتھ الفت اور محبت ہوگی اور نہ اہل نعمت کو کسی نعمت کی لذت اور نہ میرے خطاب کے بعد جو دوزخیوں کیلئے ہوگا کوئی وحشت کسی طرح کی باقی رہیگی۔ اور نہ سوزش ؎

شاہ لگائے خیمہ جس جا شور پڑ جائے تمام جس جگہ سورج ہو واں کیا ہیں ستارے خاص و عام

اذا تجلی خضع لہ کل شئ ترجمہ جب کہ ذات حق کا تجلی ہو۔ سب چیز وہاں اپنے آپکو جھکا دیتی ہے۔ پس وہاں تو بہشت جیسے عالیشان نعمت بھی محو ہو جاتی ہے اور مکان لا مکان ہو جاتا ہے۔ اور یہ نہیں کہ حقتعالی کی ذات ایک جگہ خاص میں محدود ہو۔ کیونکہ حقتعالے اختصاص مکان اور محدودیت سے بالاتفاق منزہ ہے۔ بلکہ اُسکے نور کا تجلی ہی وہاں پر اسبات کا مقتضی ہو جاتا ہے۔ کہ ہر ایک چیز موجود وہاں پر اپنی اپنی اگر دنو کو جھکا کر عجز و انکساری کو دکھلائے۔ اگر کہا جائے کہ بہشت جو ہمیشہ رہنے کی جگہ تا ابد آباد باقی ہے اسکا محو ہونا کسیطرح سے مانا جائے۔ تو ہم کہینگے کہ اسکی نعمتونکا بھی محو ہونا ثابت ہے۔ حالانکہ وہ بھی باقی ہیں پس جیسے اُسکا محو ہونا مانا جاتا ہے ایسا ہی اُسکا۔ دوسرے یہ کہ تجلی ذات میں تو نہ اسم ہے۔ نہ رسم نہ فعل نہ اثر اور جمال محبوب مجازی میں جو عاشق مجازی کا حال دیکھ رہی ہو کہ کسطرح سے ہمہ تن محو اور بے شعور ہو جاتا ہے تو جمال حقیقی ہے جو کمال اولی ہے کیونکر محویت نہ عارض ہوگی۔ اے عزیز جیسے کہ ایسا دریا جو لاحد کے درجہ پر پہنچا ہوا ہو۔ اگر کسی ایسے مقید حوض پر غلبہ کر جائے جو کسی حد تک محدود اور کسی شرط کے ساتھ مقید ہے۔ تو اسکی حد اور مکان کو جان لیتا۔ اور قید تقید سے نکال کر اطلاق میں اور محدودیت سے غیر محدودیت میں لے آتا ہے۔ ایسا ہی ذات حق سبحانہ وتعالی شانہ کو جان کہ نامحدود اور غیر متناہی ہے جس چیز محدود اور مقید پر غالب ہوگی۔ اُسکو نامحدود اور اُس مکان کو لامکان کے درجہ میں لاویگی مگر اسکو وہی سمجھتا ہے جسکو اس طرف کی کچھ سمجھ ہو نہ وہ کہ جسنے اسطرف کی لذت نہیں پائی۔ قال

لی یا غوث الاعظم انا اکرم من کل کریم وانا ارحم من کل رحیم وقال انی انا الکریم الرحیم ترجمہ مجھے حقتعالےٰ نے فرمایا کہ اے غوث الاعظم میں تمام کریموں سے بڑا کریم اور سب رحیموں سے بڑا رحیم ہوں اور فرمایا کہ میں ہی کریم اور رحیم ہوں کریم اُسکو کہتے ہیں کہ اگر کوئی ہزار بلکہ لاکھ گناہ کرے، سب کو بخشکر اُسکے نامۂ اعمال میں اسیقدر نیکی ثابت کردے۔ زیادہ تر بخشش کرنیوالے کو رحیم کہتے ہیں۔ اُسی کا یہ خاصہ ہے کہ سب کے عذرونکو قبول کرے کسی سے بدلہ نہ چاہے۔ یعنی عذاب نہ کرے۔ اسقدر بخشش جسکا کوئی حساب اور شمار نہ ہو باوجود اُسکے اسقدر بے نیاز ہو۔ کہ اگر کسی کافر کو تمام دنیا کی بادشاہت عطا کردے۔ تو اُسکی درگاہ میں کچھ بھی مقدار نہ رکھے۔ اور اگر کسی مومن کو تمام نعمت جنت کی عطا کردے تو اُسکی درگاہ میں کچھ قیمت نہ ہو۔ کثیر الغفران کے یہ معنی ہیں۔ کہ ازل سے ابد تک بخشش ہی بخشش ہو۔ پھر بھی جو کچھ بخشش کرے اُسکا نزدیک کچھ قیمت نہ رکھے۔ اے عزیز حقتعالیٰ نے تاکید کیساتھ بیان کرکے بتلادیا ہے۔ کہ اے میرے طلب کرنیوالو عاشقو اور اے اعمال صالح بجالانیوالونکو کارو بجز شک اور جھوٹ کے اچھی طرح سے یقین کیساتھ جان لو کہ میں کریم اور رحیم ہوں۔ دنیا میں مومنوں اور کافروں کیلئے اور قیامت میں نیکوکاروں اور فاجرونکے لئے۔ قال لی یا غوث الاعظم نم عندی لاکنوم العوام ترانی قلتُ یاربّ الاعظم کیف النوم عندک قال بخمود الجسم عن اللذّات وخمود النفس عن الشھوات وخمود القلب عن الخطوات وفناء ذاتک فی الذّات ترجمہ مجھے حقتعالیٰ نے فرمایا کہ اے غوث الاعظم میرے پاس ہو مگر نہ مانند عاموں کے سونیکے تو مجھے دیکھ لیگا میں نے عرض کی کہ اے میرے پروردگار بزرگ تیرے نزدیک میں کسطرح سوؤں تو فرمایا کہ ساتھ بے نیاز ہوجانے تن کی لذتوں اور نفس کی شہوتوں اور دل کے خطروں سے اور ذات میں ذات کے فناہ ہوجانیکے عام لوگونکا سونا ساتھ آرام بدن اور خواہش نفس وغیرہ کے ہوا کرتا ہے جبھی اُنکے دلوں میں کینہ اور حسد اور حرص وغیرہ مہلکات دین بھری ہوئی روح گناہوں اور پراگندہ خوابوں سے خراب ہوتا رہتا ہے۔ تو اسطرح کی خواب مت کر۔ بلکہ ساتھ ترکیہ نفس اور صفائی دل اور روح اور تجلیات سر کے سوتا کہ میری ذات کو بالمشاہدہ دیکھے اسلئے

کہ جو شخص اسطرح کی خواب کرتا ہے۔ وہ بجز ذات حق سبحانہ کے اور کوئی چیز نہیں دیکھتا عام لوگوں کی خواب بے شعوری اور غفلت اور بموجب قول النوم اخت الموت ترجمہ نیند موت کی بہن ہے۔ اسلئے کہ کبر کینہ حسد وغیرہ دل میں رکھکر سوتے ہیں۔ جیسے کہ جاگتے ہوئے کرتے تھے۔ ویسے ہی خواب میں بھی ظاہر رہتا ہے۔ اور مردوں کی طرح پڑے رہتے ہیں خاص لوگوں کی خواب دلکی صفائی اور تجلیہ سر اور مشاہدہ حق اور خواہش وصال میں ہوا کرتی ہے یہ لوگ دوئی کے وہم وغیرہ سے بے شعور اور غافل ہو جاتے ہیں انہیں کو فناء ذات فی الذات کا مرتبہ حاصل ہے۔ انکو جیسا کا خیال اور الفت جو بیداری میں ہے۔ وہی خواب میں یہ فرمان گویا کہ غوث الاعظم رہ کے معراج شریف کیطرف جو اولیاء کرام کو خواب میں ہوا کرتا ہے۔ دلالت کرتا ہے جب ان کو باطنی عروج حاصل ہوتا ہے۔ تو یہ ظاہری شعور سے بیخبر ہو جاتے ہیں حضرت حق سبحانہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھنے میں بزرگان اہل سنت والجماعت سے دو طرح پر مروی ہے۔ اگر بطور عقل اور شعور کے ہو تو شرک ہے اور اگر بطور عشق اور بیخودی اور بے شعوری کے یہ حالت حاصل ہو تو کچھ مجال نہیں۔ جائز الوقوع ہے۔ جیسا کہ آیا ہے۔ کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کیطرف وحی آتا۔ تو آپکا چہرہ مبارک سرخ ہو جاتا اور تمام اعضا جنبش میں آجاتے اور شعور وغیرہ کل دور ہو جاتا ہے عنبر اور کستوری وغیرہ کی خوشبو ظاہر ہونے لگجاتی تب حق سبحانہ تعالیٰ انکے ساتھ بیواسطہ اور بدون دوئی موجود رہنے کے کلام کرلے۔ صحابہ کرام ادب کی جہت سے اپنی آنکھیں نیچے کر لیتے۔ علماء ظاہر نے اسحالت کا نام خواب اور جنون اور بے شعوری رکھدیا اور اہل باطن نے بے شعوری اور بے خودی اور معراج جمع الجمع اور جو کچھ آپ نے اسحالت میں دیکھا یا سنا اسکا کوئی بھی منکر نہیں اور انبیاء اور اولیاء پر اس حالت کا طاری ہونا محالات سے نہیں دونو فریق (اہل ظاہر و باطن) اسپر ایمان رکھتے ہیں۔ قال لی یا غوث الاعظم قل لاصحابک واحبابک من ارادمنکم صحبتی فعلیہ اختیار الفقر ثم الفقر ثم الفقر فلا ھو الا انا۔ ترجمہ مجھے حقتعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اے غوث الاعظم اپنے اصحابوں اور دوستوں کو کہدو کہ جو شخص تم سے میری صحبت کا خواہاں ہے۔ اسکو لازم ہے کہ فقر کو اختیار کرے پس فقر میں سے

نہایت فقر یہ ہے کہ جب تمام ہو تو یہ لوگ نہ رہیں۔ مگر میری صفتوں سے موصوف فقیر انبیاؤں کا لباس اور اولیاؤں کی زینت اور تاج ہے جو شخص اس سے ممتاز کیا جائے وہ بمقام قاب قوسین پہنچ جاتا اور مستحق ندا۔ اذا تم الفقر فھو اللہ ویکون عیشہ کعیش اللہ ہو جاتا ہے ترجمہ جب کہ فقر پورا ہو جائے تو وہی اللہ ہے۔ اسکا عیش خدا کے عیش کیطرح ہی ہو جاتا ہے۔ فقراء لوگ اپنی ہمت کو حوریں اور قصور میں پر نہیں ڈالتے۔ سالک جب دنیاوی لذتوں اور نفسانی خواہشوں سے دست بردار ہو جائے اور اپنی ہستی کو نظر میں نہ لائے اپنے آپ سے نیست ہو کر خدا کیساتھ ہست ہو جاتا ہے۔ بندہ اور خدا میں چار حجاب ہیں۔ پہلا حجاب جو سب سے سخت ہے دنیا اور اُسکی لذتیں ہیں۔ دوسرے دین اور اُسکی لذتیں تیسرے حجاب آخرت اور اُسکی کرامتیں۔ چوتھے شعور جب فقر کی آگ سے اِن چاروں حجابوں کو جلا دیا جائے تو پھر نور ہی نور باقی رہ جاتا ہے۔ اذا تم الفقر فھو اللہ۔ ترجمہ جب فقر تمام ہو تو بس وہی اللہ ہے۔ اسوقت اچھی طرح سے حاصل ہوتا ہے۔ قال لی یا غوث الاعظم جعلت فی النفس طریق الزاھدین وجعلت فی القلب طریق العارفین وجعلت فی الاروام طریق العاشقین وجعلت فی الراس محل الاسرار ترجمہ مجھے حق تعالےٰ نے فرمایا کہ اے غوث اعظم میں نے نفس میں زاہدوں کا رستہ اور دل میں عارفوں کا اور روح میں عاشقوں کا اور سر کو اپنے اسرار کا محل بنایا ہے۔ یعنی زاہدوں کو چاہیئے۔ کہ تزکیہ نفس میں کوشش کریں۔ اپنے تن کو حدث اور نجاست سے بچائیں۔ زبان کو غیبت اور فحش اور جھوٹ وغیرہ سے پاک کریں۔ ہاتھوں کو بے جا نہ ہلائیں۔ پاؤں کو بے جا نہ لیجائیں۔ طہارت ظاہری میں سعی اور کوشش بلیغ کو کام میں لائیں اور عارف دل کے تصفیہ میں کوشش کریں اپنے باطن کو بری صفتوں حسد حرص کبر کینہ وغیرہ سے پاک رکھیں اور تمام حرکات سکنات خلقت کو خالق سے جانیں جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ واللہ خلقکم وما تعملون۔ ترجمہ اور خدا نے تم کو اور اُسکو جو تم عمل کرتے ہو پیدا کیا ہے۔ اور عاشق اپنے روحوں کی صفائی میں کوشش کریں یعنی اپنے روحوں کو غیر کی محبت سے پاک اور مصفا رکھیں۔ اِنکا روح ہمیشہ دیدار کا مشتاق دوست کے ذوق شوق میں رہتا۔ غیروں سے بیزاری چاہتا رہتا ہے۔ اور خطاب یحبھم ویحبونہ ترجمہ

(حقتعالےٰ اُن کو دوست رکھتا اور وہ اُسکو دوست رکھتے ہیں) سے برخوردار رہتے ہیں اور میں نے اُنکے سر کو اسرار کا محل بنا دیا ہے۔ یعنے اُن کے سر میں ایک ایسا بھید ہے۔ کہ اِس کا کشف جائز نہیں اور وہ بے شبہ اور بے نمونہ معبود کی صورت میں ہے جسکا بیان کسی وجہ سے ممکن نہیں۔ قال لی یا غوث الاعظم طوبیٰ لک ان کنت غفورا رحیما علی خلقی ترجمہ مجھے حقتعالےٰ نے فرمایا کہ اے غوث الاعظم اگر تو میری خلقت پر مہربان اور بخشش کرنیوالا ہو جائے تو تجھے ہر طرح کی خوشی ہے۔ قال لی یا غوث الاعظم کل شئی مسکنہ و مظہرہ انا والیّ المصیر۔ ترجمہ مجھے حقتعالیٰ نے فرمایا کہ اے غوث الاعظم ہر چیز کا مسکن (ٹھہرنیکی جگہ) اور مظہر (ظاہر ہونیکی جگہ) میں ہوں اور ہر چیز کی بازگشت میری ہی طرف ہے اگر واجب الوجود نہ ہوتا۔ تو ممکن الوجود (خلقت) کہاں سے وجود میں آ سکتا تھا ہر ایک نے حقتعالےٰ کے وجود سے اپنا وجود حاصل کیا ہے۔ کیا عرش علی اور کیا ذرہ حقیر خواجہ حسین منصور نے کیا خوب کہا ہے:۔ اللہ مصدر الموجودات ای مظہر الموجودات والیہ المصیر۔ ترجمہ حقتعالیٰ ہی تمام موجودات کے ظاہر ہونیکی جگہ ہے۔ اور اسی کی طرف سبکی بازگشت ہے۔ منہ بدء والیہ یعود۔ ترجمہ اسی سے شروع ہے اور اسی کی طرف رجوع کریگی (ہر چیز) اسی کی شاہد حال ہے۔ کل شئی یرجع الیٰ اصلہ ترجمہ ہر ایک چیز اپنے اصل کیطرف رجوع کرتی ہے۔ یہی اسی پر دلالت کر رہا ہے مادی اور مسکن اور مظہر ے ظرف اور مظروف علول اور اتحاد مراد نہیں ہے۔ بلکہ ہر ایک چیز حقتعالےٰ کی بقا ہی سے باقی ہے۔ اور ہر ایک نے اِسی کے امر سے سکون اور قرار اور اُسکے ظہور سے ظہور ہونا ہے۔ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ لَهُ الْحَمْدُ وَإِلَيْهِ يُرْجَعُونَ ترجمہ ہر ایک چیز ہلاک ہونیوالی ہے۔ مگر اُسکی ذات پاک اُسکی ملک ہے اور اُسی کے لئے سب حمد ہے۔ اور اسی کیطرف سب کے سب رجوع کرینگے معلوم ہوا کہ ہر ایک چیز اپنی ذات میں معرض ہلاک اور عدم محض میں ہے۔ مگر اُسکی ذات کہ اُسکو کسی وقت میں کسی وجہ کا کوئی بھی نقصان نہیں۔ قال لی یا غوث الاعظم اعصم لی فی دعوۃ الفقراء فانہم عندی وانا عندھم ترجمہ مجھے حقتعالیٰ نے فرمایا کہ اے غوث الاعظم اپنے دوستونکو

کہدو۔ کہ فقیروں کی دعاؤں میں میری ذات کے ساتھ پنجہ لگائیں۔ تحقیق یہ لوگ میرے نزدیک ہیں۔ اور میں انکی حاصل یہ کہ فقر اخدا کے مقبول اور محبوبان بارگاہ الٰہی میں جو شخص محبوبان کی پناہ میں آجائے ہر ایک طرح کے خوف اور قہر سے محفوظ اور مامون ہو جاتا ہے۔ اور جو شخص محبوبونکا بھروسہ چاہے سب جہان سے بے نیاز ہوجاتا ہے جو شخص محبوبونکی دعا کی طرف رجوع کرے۔ تمام قسم کی مرادیں اُسکی پوری ہوجاتی ہیں۔ قال لی یا غوث الاعظم لا ینظر الی الجنۃ وما فیہا ولا تنظر الی النار وما فیہا حتی تری ایلا وواسطۃ ترجمہ مجھے حقتعالیٰ نے فرمایا کہ اے غوث الاعظم تو ہرگز بہشت اور اس چیز کی طرف جو اسمیں ہے نظر نہ کر اور نہ طرف آگ اور اُسکی طرف جو اسمیں ہے۔ تاکہ مجھے بدوں واسطہ کے دیکھے یعنی حور اور قصور جنت یا خوف عذاب دوزخ کیلئے عبادت نہ کر محض توجہ اللہ میری ہی خوشنودی کیلئے لا تاکہ بدوں واسطہ مجھے دیکھے قیامت کے دن اُن لوگوں کو جو حصول جنت اور خوف دوزخ کیلئے عبادت کرتے ہیں آواز ہوگا۔ کہ اے کم ہمتو اگر میں دوزخ اور بہشت کو پیدا نہ کرتا جسکی خاطر تم عمل بجالائے ہو۔ تو پھلو تم عبادت وغیرہ ہرگز بجا نہ لاتے تم نے تو منعم (نعمت دینوالا) کو جو مقصود اصلی تھا چھوڑکر نعمت کیطرف رغبت کرنیوالے ہوئے۔ پس ہر ایک نعمت تو میری طرف سے ہے۔ جو بدوں ہمارے رسائیکے میسر نہیں ہوتی عارفونکے نزدیک جو شخص عبادت سے نجات اور گناہ سے ہلاکت سمجھے وہ مشرک ہے نہ موحد اسلیئے کہ اُسنے نجات دینوالا اور ہلاک کرنے والا خدا کے غیر کو جانا۔ جو خلاف توحید ہے۔ موحد (خدا کو ایک جاننے والا) وہ ہے جو نجات اور ہلاکت خدا کے سوا کسی چیز میں نہ دیکھے نافع (نفع دینوالا) ضار (ضرر دینیوالا) بجز صانع مطلق کے کسی دوسرے کو نہ سمجھے۔ جبتک ان حجابوں سے باہر نہ نکلے۔ خدا تک پہنچنا محال ہے یعنے اے محبوب ہر ایک اُن دو حجاب سے بہشت و دوزخ دین دنیا نیکی بدی۔ قہر اور لطف قرب اور بعد خوف اور اُمید نور اور اندھیرا۔ عبادت اور گناہ میں محجوب (پردہ میں کیا گیا) ہے تو اُن سے اپنی نظر کو اُٹھا تاکہ میرے جمال باکمال سے نفع اُٹھائے۔ قال لی یا غوث الاعظم من شغل نفسہ لم یکن مصاحبہ نار یوم القیامۃ واھل الجنۃ یتعوذون من النعیم کاھل النار الذین

یتعوذون عن الجحیم۔ ترجمہ۔ مجھے حق تعالےٰ نے فرمایا کہ اے غوث الاعظم جو شخص کہ میرے سوا کسی اور چیز میں مشغول ہوا۔ قیامت کے دن اُسکا مصاحب یا رفیق آگ ہی آگ ہوگی۔ اور جنت کے رہنے والے جبکہ میرے حسن اور جمال میں مشغول ہونگے تو پھر بہشت کیطرف ہرگز رجوع کرنا نہ چاہینگے۔ بلکہ انکی نعمتوں سے پناہ چاہینگے۔ جیسے کہ دوزخی لوگ دوزخ سے پناہ چاہتے ہیں سچے عاشقوں کے نزدیک بجز دوست کے اور کسی چیز میں کچھ بھی جمال اور کمال نہیں اور نہ اسکی ملاقات کے سوا کہیں راست جیسا کہ آیا ہے لا راحۃ للمؤمنین بدون لقاء اللہ ترجمہ ایمان والونکو خدا کی ملاقات کے سوا کہیں کچھ بھی راحت اور آرام نہیں کسی شاعر نے کیا خواب کہا ہے ؎

حور کی صحبت نہ چاہوں میں کہیں　　تیرے بن کچھ بھی ہو بھاتا ہی نہیں

اے عزیز محب اور محبوب کے درمیان کیا راز ہے کہ جو شخص میرے سوا کسی اور چیز میں مشغول ہے۔ اُسکا رفیق آگ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ میرے سوا جو کچھ بھی ہے۔ سب آگ ہی آگ ہے۔ اگرچہ بھری ہوئی نعمتوں کا بہشت ہو ؎

میں نہ چاہوں جنتوں کو بن ترے دلدار کے　　ہے عبث فردوس بھی ہووے اگر بن یار کے

لکھا ہے کہ قیامت کے دن مجنونی آزمائش کیلئے لیلےٰ کو دوزخ میں بھیجا جائیگا تا کہ دیکھیں کہ یہ اپنے محبوب کے شوق میں جلتی آگ میں جاتا ہے۔ یا نہیں مجنوں دیکھتے ہی بڑے شوق اور ذوق سے اچھلتا ہوا لیلےٰ کے پیچھے دوزخ میں چلا جائیگا۔ سبحان اللہ محبت اسی کا نام ہے۔ کہ جان تک بھی کچھ دریغ نہیں۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

بال تیری زلف کے لیکر اگر　　اہل دوزخ کے اگر باندھیں کمر

پڑھ نماز اپنی کو عاشق ہیں جو وہ　　چاہیں دوزخ کو سدا ایسمیں

دوست کی صحبت اگرچہ قید خانہ میں ہو۔ باغ اور بہشت کی مثل ہے اور بجز دوست کے اگرچہ کیسا ہی باغ و بہار ہو۔ سب کا سب موجب لعنت اور اضطراب (بیقراری) ہی ہیں معرفت کے نزدیک بحکم۔ ما شغلک عن الحق فھو صنمک وطاغوتک جو چیز کہ تجھ کو حق تعالےٰ سے روگرداں کردے وہی تیرا بت اور معبود ہے۔ بجز خدا کے کوئی بھی چیز ہو۔

اُسکی طرف متوجہ ہونا شرک موجب دخول نار ہے۔ مقربان الٰہی جب کہ معنوی قرب (نزدیکی) میں پہنچتے ہیں۔ تو صفائی اور افعالی قرب (نزدیکی) سے فریاد کرکے پناہ چاہتے ہیں یعنی پھر اُن کو یہ قرب بمنزلہ بُعد (دوری) کے نظر آنے لگتا ہے۔ موحد (خدا کو ایک ماننے والا) جب کہ ذات کے دریا میں غوطہ لگاتا ہے۔ تو اپنی ہستی کے شعور سے بے شعور ہو جاتا ہے جب اُس سے آگے تجاوز کرکے معنوی قریب میں پہنچتا ہے تو پہلے قرب سے فریاد کرنے لگتا ہے معلوم ہوا کہ ذات کے مرتبہ میں ہی آرام و آسائش ہے جسکو مقام تمکین (ایکجگہ ٹھیرنا) سے تعبیر کرتے ہیں جسکے آگے بعد اور قرب مقام تلوین میں ہیں قرب اور بعد یہ دونوں حجاب ہیں۔ جب اُنسے گذر جائے۔ تو حقتعالیٰ سے اتصال ہو جاتا ہے مگر ہر ایک کی فریاد اپنے اپنے مرتبہ میں ہے۔ حسنات الابرار سیئات المقربین وسیئات المخلصین علی خطر عظیم ترجمہ نیکوکار کی نیکیاں مقربوں اور مخلصوں کی برائیاں ہیں اسی کے شاہد حال ہے ؎

دوزخ طرح ہے اعراف جنت کی حور کو ۔۔۔ دوزخ کے رہنے والو نسے پوچھو کہ اعراف ہے بہشت

اِسبات کے سمجھنے کا ہر کسی کو درک نہیں جیسا کہ عام لوگوں کے حق میں کہا گیا ہے ؎

کفر کے کاف سے جب جز نہ ہو ۔۔۔ تو ایمان کی حقیقت کیسے جانے

کثافت اور لطافت کے دو مرتبے ہیں۔ اور ہر ایک چیز شکر کا نیشکر تری نبات مصری اپنے اپنے مرتبہ میں ہیں۔ غرضیکہ جب شعور اور خودی چلی جائے فریاد بھی چلی جاتی ہے۔

قال لی یا غوث الاعظم ان لی عبادا سوی الانبیاء والمرسلین لا یطلع علی احوالہم احد من اھل الدنیا ولا احد من اھل الاخرۃ ولا احد من اھل الجنۃ ولا احد من اھل النار وما خلقتہم للجنۃ ولا المثواب ولا للعقاب ولا للحور ولا للقصور فطوبی لمن اٰمن بہم وان لم یعرفہم یا غوث انت منہم ومن علامتہم فی الدنیا ان اجسامہم محرقۃ من قلۃ الطعام ونفوسہم محرقۃ من الشہوت وقلوبہم محرقۃ عن الخطرات وازواجہم محرقۃ عن الخطیئات وہم اصحابہم محرقۃ المحترقون بنور اللقاء ؛ ترجمہ مجھے حق تعالےٰ نے فرمایا۔ کہ

اَے غوث الاعظم انبیاء اور مرسلوں کے سوا میرے ایسے بڑے بھی ہیں کہ دنیا اور آخرت والوں اور نہ جنت اور دوزخ والوں سے اُنکے حالات پر کسی کو خبر ہے۔ اور میں نے اُنکو نہ تو جنت کیلئے پیدا کیا ہے اور نہ ثواب اور عذاب اور حور قصور کیلئے اِس شخص کو خوشی ہے جو اُن پر ایمان لاوے اگرچہ اُنکی پہچان تک بھی نہ ہو۔ اَے غوث الاعظم تو انہیں بندوں سے ہے۔ اور دنیا میں اُنکی علامتوں سے یہ ہے کہ کمی طعام کیوجہ سے اُنکے بدن جلے ہوئے اور نفس خواہشوں اور دِل خطروں اور روح گناہوں سے جلے ہوئے ہیں یہی لوگ بقاء ربانی کے نور سے جلے ہوئے ہیں اور ہمیشہ رہنے والے ہیں :-

اَے عزیز جان کہ غیرت محبت کیوجہ سے کوئی شخص اِن لوگوں کو نہیں پہچان سکتا۔ اِس لئے کہ یہ خدا کے محبوب ہیں جیسا کہ آیا ہے۔ اولیائی تحت قبائی لا یعرفھم غیری ترجمہ میرے دوست میری چادر کے نیچے ہیں میرے سوا کوئی بھی اُنکو نہیں پہچان سکتا۔ یہی لوگ ہمیشہ عظمت کے نور اور قبہ میں رہنے والے ہیں یہ جو کہا ہے کہ میرے سوا کوئی بھی اُن کو نہیں پہچانتا یہ اِسلئے ہے کہ یہ لوگ خدا کے محبوب ہیں اور محبوب کیطرف غیر کے دیکھنے سے ہر ایک رشک کھاتا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ قاب قوسین او ادنیٰ او فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر ترجمہ (بقدر دو کمان کے یا اُس سے بھی زیادہ ہوا۔ بیچ مقام اُسی کے نزدیک بادشاہ قدر والے کے مقام میں پہنچے۔ وہاں یہ دیکھا کہ ایک شخص نے سر سے پاؤں تک گودڑی پہنی ہوئی اور وہاں پر پڑا ہوا ہے۔ آپکو دیکھتے ہی غیرت ہوئی کہ ایسے ادب کی جگہ میں بے ادب اور عجز و نیاز کی جگہ میں ناز کیساتھ کون ہے۔ حکم ہوا کہ یہ حضرت ادریس قرقی ہیں حضرت نے سُنتے ہی التماس کی کہ اَے پروردگار۔ مجھے بڑا شوق ہے کہ میں اُسکی ملاقات حاصل کروں کہ میں اُسکو اُٹھانا نہیں چاہتا۔ ستر سال کے بعد اِس نے اب تھوڑا سا آرام لینا چاہا ہے اور میرے ساتھ عہد کیا ہے۔ کہ میں اُسکو دونوں میں پردہ میں رکھوں اور کسی کو اُسکے حال پر واقف نہ کروں اور میں نے بھی اُس سے عہد کیا ہے کہ تجھے اور تیری مثل جو ہو کسی پر واقف اور آشنا نہ کروں اِن لی عبادا الخ میں کیا اضافت ہے جس سے اُنکا خاص بلکہ اخص الخاص

ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ اسکو اگر ظاہر کیا جائے۔ تو تمام نیچے سے اوپر اور اوپر سے نیچے ہو جائے جیسی کہا گیا ہے۔ کہ الولایۃ افضل من النبوۃ ترجمہ ولایت نبوت سے بھی افضل ہے۔ اور کسی بزرگ نے بھی انہیں معنوں میں کیا ہے ؎

صوفی کی گودڑی میں مرسل کی بھی نہ جا ہے معنی کے تنگ کوچہ میں صورت کا دخل کیا ہے

ہر چند کہ میں نے اس حدیث مذکور کے معنو نکو بیان کرنا چاہا مگر اسلئے ان اسرار و نکے اٹھانے میں غیر و نکو طاقت نہیں دل سے رخصت نہ پائی اسیواسطے یہ مقولہ مشہور لائق تسلیم ہے۔ کہ۔ سر الربوبیۃ کفر۔ ترجمہ ربوبیت کا بھید ظاہر کرنا کفر ہے جیسی میں نے اسکی بیان اور اظہار سے سکوت کو اختیار کیا۔ لا یطلع علی احوالہم احد ترجمہ اُنکے حال سے کوئی بھی واقف نہیں اگرچہ خاص ہو یا عام کیونکہ یہ خدا کے محبوب اور معشوق ہیں جنکی ذات کے ظاہر کرنیسے ظہور ذات کبریائی نمودار ہے۔ یہی لوگ ہیں جو نہ بہشت سے خوش ہوتے ہیں نہ حور وغیرہ نعمائی سے اور ایسے بہشت میں ہوتے ہیں جہاں دوسرے لوگونکا کوئی دخل نہیں۔ جیسا کہ لکھا ہے۔ ان للہ جنۃ لیس فیہا حور و قصور ولا لبن ولا عسل ولکن تجلی ربنا ضاحکا ترجمہ تحقیق خدا کیلئے ایک ایسا جنت ہے۔ کہ اس میں نہ کوئی حور اور قصور ہے۔ نہ دودھ نہ شہد۔ مگر ہمارا رب ہنستا ہوا اُسمیں تجلّی کریگا یہ اسلئے ہے کہ اُنکے حال پر کوئی شخص خبردار نہ ہو جائے اُنکا وجود تو محض واسطے معرفت ذات حقتعالےٰ اور اُنکی محبت کے پیدا کیا گیا ہے۔ نہ واسطے بہشت اور حور قصور وغیرہ کے حقتعالےٰ نے آنکھونکو اپنے جمال کمال اور زبان کو اپنی کلام اور دلکو اپنی محبت ہی کیلئے بنایا ہے جیسی عاشقونکو نظر بجز جمال محبوب اور کان بجز اسلام محبوب کے کسی دوسری جگہ نہیں صرف ہوتے اسیواسطے سلطان المحبوبین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہمیشہ حقتعالیٰ سے دعا مانگتے رہے اللہم اجعل فی بصری نورًا و فی سمعی نورًا و فی قلبی نورًا و فی لسانی نورًا واجعلنی نورًا ترجمہ اے میرے پروردگار میری آنکھوں اور کانوں اور دل اور زبان میں نور ہی کر دے اور مجھے بھی نور ہی بنا دے سبحان اللہ وہ سراپا نور جیسی نور ہی ہو گئے اور جو آپکے تابعدار ہیں۔ وہ بھی اطاعت کے سبب محبوبیت کے درجہ

میں پہنچ کر سب کے سب نور بنگئے۔ انہیں کے حق میں کہا گیا ہے۔ ھم اصحاب البقاء المحترقون بنور اللقاء ترجمہ یہی لوگ ہمیشہ باقی رہنے والے خدا کے دیدار اور نور کے جلے ہوئے ہیں۔ یہ اپنی خودی سے فناہ ہو کر خداوند تعالیٰ کیساتھ جو ہمیشہ باقی ہے۔ یہ بھی باقی ہو گئے اور پروانہ کیطرح نور کی ملاقات سے جلکر کہ نور بن چکے جسکی طرف اللھم اجعلنی نورا ترجمہ یا اللہ مجھے نور کردے) دلالت اور اشارہ کر رہا ہے۔ جبکہ ظاہری آگ ہر ایک چیز کو جو اسمیں پڑجائے اپنے ہمرنگ اور ہم صفت کر دیتی ہے تو خدا کا نور جسپر غلبہ کرے اسکو اپنے ہمرنگ کیونکر نہ کرے گا بلکہ ضرور ہی یہ بھی اتحاد کو پیدا کریگا۔ جبھی یہ لوگ نہ جنت اور حور قصور وغیرہ کیلئے پیدا کئے گئے ہیں اور نہ طالب ثواب اور خوف عذاب کیلئے کیونکہ یہ لوگ صفت اور تصرف حقتعالیٰ کا رکھتے اور اسکی صفتوں سے بہ حکم اتصفوا باوصاف اللہ وتخلقوا باخلاق اللہ ترجمہ خدا کی صفتوں اور عادتوں کیساتھ موصوف اور متخلق ہو جاؤ متصف ہیں۔ اور یہ جو فرمایا ہے کہ ای غوث الاعظم تو بھی ایک ان بندوں سے ہے۔ اسکے یہ معنے ہیں کہ تیری بھی کمال کو میرے نزدیک ہے۔ میری ذات کے سوا کسی نے بھی نہیں پہچانا۔ فطوبی لمن امن بہم وان لم یعرفھم ترجمہ خوشی ہے اسکے لئے جو انپر ایمان لائے۔ اگرچہ انکی معرفت سے بیخبر ہو اگر کہا جائے کہ معرفت کے سوا ایمان کسطرح لایا جائے۔ ایمان لانے کیلئے تو معرفت ضروری ہے جس شئے کو جانتا ہے۔ اسپر ایمان کیسے لائیگا۔ تو ہم کہینگے کہ معرفت تین قسم پر ہے۔ ایک تقلیدی جو کسی کے پیچھے لگ کر کیجائے۔ دوسری استدلالی جو دلیل سے ثابت کر کے لایا جائے تیسری تشہدی جو ایک چیز کو ظاہر دیکھکر مانا جائے اور ایمان بھی تین طرح سے ہوتا ہے۔ ایک شریعتی جو بموجب شریعت ظاہر ہو۔ دوسرے طریقی جو طریقت کے طور پر ہو۔ تیسرا سری یا روحی یہاں پر ایمان سے مراد ظاہری ایمان ہے۔ جو ایک چیز کے ظاہر پر بدون دریافت حقیقت اسکی کے لایا جاتا ہے۔ یعنی انکے ظاہری پر ایمان لائے اور حقیقت حال کو حوالے بخدا کرے کیونکہ اسکی سے کوئی بھی واقف نہیں چنانچہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل ترجمہ میرے لئے خدا کیساتھ ایک ایسا وقت ہے کہ اسمیں کوئی بھی فرشتہ نزدیکی اور نہ نبی مرسل گنجایش کر سکتا) معلوم ہوا کہ ایسے لوگوں کے رتبہ اور حال سے

کسی کو خبر تک بھی نہیں۔ اے عزیز اور محبوب تمام جہان والونسے کسیکو بھی تیرے حقیقی مرتبہ کی خبر نہیں۔ جیسے کہ لکھا ہے۔ کہ شیخ المشایخ حضرت میراں محی الدین قدس سرہ العزیز کے مُرید ونسے ایک شخص کسی شہر میں پہنچکر ایک ولی اللہ کی ملاقات کیلئے جو قبطی کیطرف منسوب تھا اِسکی خدمت میں حاضر ہوکر اپنا حال اور پیر صاحب کا تعلق جو اِسکے ساتھ ظاہر کیا گیا انہوننے کہا کہ مجھے بھی حقتعالی نے ایسا درجہ عنایت کیا ہے۔ کہ اُس بارگاہ میں حاضر رہا کرتا ہوں کبھی غیر حاضری نہیں ہوئی لیکن میں تعجب کرتا ہوں کہ تمہارے اس پیر کو کہ جسکی تم ظاہر کررہے ہو (یعنی میراں محی الدین) میں نے وہاں کبھی نہیں دیکھا۔ یا تو وہ اس رتبہ کے نہیں یا مجھ اُنکے درجہ سے خبر نہیں کہ وہ کہاں ہوتے ہیں۔ غرضیکہ وہ مرید یہ سُنکر چپکا ہوگیا۔ اور جب واپس آیا۔ تو اپنی درگاہ میں تمام واقعہ بیان کرکے اسبات کا خواہاں ہوا۔ کہ آپ اِسکو بیان کردیں کہ حقتعالی کی بارگاہ میں آپکو کہاں تک رسائی ہے۔ اور اِس حضوری ولی اللہ کو کیوں نہیں نظر آتے تو آپ نے فرمایا کہ وہ شخص ابھی دروازہ تک پہنچا ہے۔ اِسکو اندر کی کچھ بھی خبر نہیں اور مجھے حقتعالی نے اپنے کرم وفضل سے بالکل اپنے پاس جگہ دی ہے۔ وہ شخص اسبات میں سچا ہے۔ جو اِسنے کہا ہے کہ میں نے کبھی پیر صاحب کو وہاں نہیں دیکھا اِسلئے کہ اندر کے حالات سے دروازہ پر رہنے والونکو کیا خبر ہے خدا کے محبوب پردہ عصمت اور عزت میں ہوا کرتے ہیں۔ اولیائی تحت قبائی لا یعرفھم غیری ترجمہ میرے دوست میری چادر کے نیچے ہیں میرے سوا کوئی بھی اِنکو نہیں پہچان سکتا کے بھی یہی معنے ہیں۔ قال لی یا غوث الاعظم اذا جاءک العطشان فی یوم شدید الحر وانت صاحب الماء البارد لیس لک حاجۃ بالماء فلو کنت تمنعہ فکنت ابخل البخلین فکیف امنعھم رحمتی وانا شاھد علی نفسی بانی ارحم الرحمین ترجمہ۔ مجھے پروردگار نے فرمایا کہ اے غوث الاعظم جب کوئی پیاسا گرمی کے دنونمیں تیرے پاس آجائے اور تو ٹھنڈے پانی کا مالک پانی کی کچھ ضرورت نہیں رکھتا اُسکو اگر پانی سے منع کرے تو تمام بخیلوں سے بڑا بخیل ہوگا۔ اِسمیں اپنی رحمت کو اُن سے (یعنی بندوں سے) کیسے منع کروں۔ اِسحال میں کہ میں اپنے نفس پر اسبات کا خود گواہ ہوں کہ میں سب رحم کرنیوالوں سے زیادہ رحم کرنیوالا ہوں یعنی میں کسی چیز کا محتاج نہیں ہر ایک چیز میرے پاس

اور میرے ملک اور تصرف میں ہے۔ کسی شخص سے نہ دریغ کرتا ہوں اور نہ کچھ طاعت یا گناہ وغیرہ سے اپنی عطا سے دیا اور آخرت میں کمی یا زیادتی کرتا ہوں جو کچھ کہ میں نے کیا ہے اپنے بندوں ہی کیلئے کیا ہے۔ بعضے تو دنیا میں امیر اور قیامت میں فقیر ہیں بعضے دنیا میں فقیر اور قیامت میں امیر بعضے دونوں جہانوں میں امیر اور بعضے فقیر (دونوں جہانوں میں) ہر ایک کو اپنی عطاؤں سے جسقدر کہ وہ محتاج اور حاجتمند ہے۔ پہنچاتا ہوں کسی پر کسی چیز کا دریغ نہیں اے میرے محبوب تو بھی ایک سمت کا دریا ہے کسی چیز کی احتیاج نہیں رکھتا محبت کا پیاسا اور فراق کا جلا ہوا جو سچے دل سے تیری طرف رجوع ہے اسکو محبت کے شراب سے سیراب اور میرے جمال کمال تک پہنچا دے اسلئے کہ تیری ذات میری صفتوں سے موصوف ہے جیسے کہ میں ارحم الراحمین ہوں تو بھی میرے بندوں اور اپنے سچے طالبوں پر ہو۔ قال لی یا غوث الاعظم ما بعد منی احد من المعاصی وما قرب احد من الطاعات الا بعد الانکار

ترجمہ مجھے خداوند تعالیٰ نے فرمایا کہ اے غوث الاعظم کوئی شخص گناہ کے سبب میرے دور اور عبادت کے سبب میرے نزدیک نہیں ہو سکتا۔ مگر ان دونوں کے انکار کے بعد یعنی قرب فضل سے اور بعد (دوری) قہر سے ہے۔ نہ عبادت اور گناہ سے یہ دونوں ایک سبب ہیں عبادت فضل کا سبب اور گناہ قہر کا اور سبب بجز مسبب (جسکا سبب ہو) کچھ کام نہیں نہ تو قبولیت کے سوا عبادت ہی موجب شکر ہے۔ اور نہ بدوں قہر گناہ موجب دوری بہتوں نے گناہ سے قرب حاصل کئے چنانچہ حبیب عجمی نے کہ سود کھانیوالے اور بشر حافی جو شراب پینے والے اور فضیل جو راہزنی کرنیوالے تھے۔ اور بہتوں نے عبادت الٰہی کر کے خدا سے دوری حاصل کی چنانچہ بلعم اور برصیصا اور ابلیس وغیرہ معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ کے کام کسی علت اور سبب سے معلول اور منحصر نہیں۔ جو قبول کیا وہ بلا کسی باعث اور سبب کے قبول کیا گیا اور جو رد کیا گیا وہ بھی بلا علت اور سبب کے رد کیا گیا اسی پر اہلسنت والجماعت کا اجماع ہے۔ اور باقی بہتر فرقے اسکے مخالف ہیں الا بعد الانکار۔ ترجمہ (مگر ان دونوں کے انکار کے بعد) کے یہی معنی ہیں کہ یہ دونو عبادت اور گناہ خدا کی درگاہ میں حجاب ہیں۔ ان دونوں سے دل اٹھا کر ہمارے فضل اور قہر کی طرف دیکھ۔ قال لی یا غوث الاعظم لو قرب منی احد لکان من اهل المعاصی لا تهم

من اصحاب الندم والعجز ترجمہ۔ مجھے خداوند تعالےٰ نے فرمایا کہ اے غوث الاعظم اگر کوئی میرا نزدیکی ہوتا۔ تو گناہ گاروں ہی سے ہوتا۔ اسلئے کہ یہ لوگ ندامت اور عاجزی کرنے والے بنے ہیں۔ معلوم ہوا کہ جو لوگ عاجز ہیں۔ وہی خدا کی رحمت کے قریب اور مستحق ہیں۔ بخشش کے طالب گنہگار اور رحمت کے پیاسے پشیمان ہونیوالے قدرت کے منتظر عاجزی کرنیوالے ہیں۔ اے عزیز عاشق سے بڑھکر کوئی دوسرا پشیمان اور بہت سا عاجز نہیں نہ تو اپنے قیام اور چلنے اور پیوندی الفت توڑنیکی طاقت رکھتے ہیں۔ اور نہ وصل ہی نصیب ہے۔ جو فائز بالمراد ہوکر آرام سے بیٹھیں جیسا کہ لکھا ہے ؎

نہ یہ قسمت کہ بیٹھوں پاس تیرے　　نہ قوت صبر ہے دلدار میرے

پس عاشق سے بڑھکر کوئی گنہگار اور بہت سا عاجز اور پشیمان نہیں۔ اسی لئے یہی سزا قرب الٰہی اور رحمت غیر متناہی ہے۔ اگر کہا جائے کہ عاشق کس طرح سے گنہگار ہے تو کہا جائیگا کہ وہ غلبہ محبت کی وجہ سے کسی کو بھی نہیں جانتا اور جو شخص ہر ایک چیز سے بیخبر ہو وہ اہل شرع کے نزدیک گنہگار نہیں تو اور کیا ہے۔

قال لی یا غوث الاعظم اھل المعاصی محجوبون بالعصیان واھل الطاعۃ محجوبون بالطاعۃ ولی ورائھم قوم اٰخرون لیس لھم غم المعصیۃ ولا لھم غم الطاعات وھم العارفون ترجمہ مجھے حق تعالےٰ نے فرمایا کہ اے غوث الاعظم گنہگار گناہوں اور عبادت کرنیوالے عبادت کے ساتھ محجوب (پردہ میں کئے گئے) ہیں۔ اور ان کے سوا ایک ایسی قوم ہے جنکے لئے نہ تو گناہ کا ڈر ہے۔ اور نہ عبادت کا اور وہی عارف ہیں۔ گنہگار لوگ خدا کی جناب سے محجوب ہیں اس لئے کہ یہ لوگ خدا کی مغفرت سے ناامید ہوکر اپنے آپ کو دوزخیوں اور رحمت سے دور جان کر گناہوں کو موجب عذاب کا سمجھتے ہیں ایسا ہی عبادت کرنیوالے بھی محجوب ہیں اسلئے کہ انہوں نے دوزخ سے نجات اور جنت کا حاصل کرنا نیک عمل سمجھا ہے طاعت ہی کے وسیلے سے اپنے آپکو موجب ثواب کا دیکھ کر حق تعالیٰ سے بیغم ہو رہے ہیں اے عزیز بعضے تو ظلمانی حجاب میں اور بعضے نورانی حجاب میں محجوب ہیں کئی دنیا کی جہت سے کئی قیامت کی جہت سے

پردہ میں کئے گئے ہیں۔ مگر ان کے سوا ایک ایسے لوگ بھی ہیں جنہوں نے دونوں جہان سے اپنا تعلق قطع کر کے ہلاک کرنیوالا اور نجات دینے والا صرف ذات حقتعالیٰ کو جان رکھا ہے۔ تو اب عذاب بھی اسی کی طرف سے سمجھکر ہمت کی نظر کسی جہان پر نہیں ڈالی مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ وَلَا تَحَرُّکَ شَیْءٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ۔ ترجمہ نہ تو بینائی نے کجی کی ہے اور نہ گمراہ ہوا ہے۔ اور میری توفیق بجز خدا کے کسی اور سے نہیں۔ اور کوئی ذرہ خدا کے اذن سوا حرکت نہیں کرتا۔ انہیں کے مطابق شاہد حال ہے۔ انکی ہمت صرف عبادت پر نہیں۔ اور نہ یہ گناہوں کا خطرہ اپنے دلیل لاتے اور نہ حور و قصور کیطرف رغبت اور عذاب اور قہر وغیرہ سے خوف رکھتے ہیں بلکہ انہوں نے ہر ایک چیز کو خدا سے جانکر فارغ البال آرام سے بیٹھ رہے ہیں۔ قال لی یا غوث الاعظم بشر المذنبین بالفضل والکرم وبشر المعجبین بالعدل والنقم ترجمہ مجھے حقتعالیٰ نے فرمایا کہ اے غوث اعظم گناہوں کو فضل اور بخشش اور تکبر کرنیوالوں کو عدل اور انتقام کیساتھ خوشخبری سناؤ نیکوکار عبادت پر بھروسا کرتے ہیں۔ اور بدکار خدا کے فضل اور کرم پر۔ بادشاہوں کو عادت ہے کہ متکبر اور معجب تکبر کرنیوالے اور عجب کرنیوالے سے خوش نہیں ہوتے اور حقیقت میں دیکھا جائے تو یہی معاملہ حقتعالیٰ کا بھی ہے۔ یہاں بھی متکبر لوگ ہرگز منظوری اور دخل نہیں پا سکتے خدا کے خزانوں میں تو سب چیز پائی جاتی ہے۔ ہاں مگر گناہ اور عاجزی اور پشیمانی کہ یہ سب کے سب گنہگاروں میں پائے جاتے۔ حضرت خداوند تعالیٰ کو خدائی اور پورا تصرف درکار ہے۔ جو گنہگار بندے پر کرے اور اسکی رحمت کا اظہار بجز فاسق عاجز کے اور کہیں نہیں ہو سکتا اور کمال رحم بجز گنہگار کے اور کسی جگہ مناسب نہیں اسلئے کہ فضل اور کرم کی روشنائی کیلئے گناہوں کی تاریکی اور انہیں کیلئے ہدایت کا نور چاہیئے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

طالب عاصی عفو کو دیکھ کر — معصیت پر باندھی میں نے کمر
جب تجھے ستار میں جانا یقین — وہ کیا جو مجھکو لائق تھا نہیں

یہ حقتعالیٰ کا اپنے محبوب کیساتھ ایک بھید ہے جس سے آپ کے عروج کمال اور جاہ و جلال کی ایک آفتاب کیطرح چمکتی ہوئی دلیل ہے۔ گویا کہ حق تعالےٰ نے آپکو

فرمایا کہ اے میرے محبوب تو میری صفتوں سے موصوف ہے۔ تجھے چاہیئے گنہگاروں اور عاجزوں اور نادانوں سے شفقت اور فضل وکرم اور متکبروں فخر کرنے والوں سے بے نیازی کو کام میں لائے کیونکہ التکبر مع المتکبرین عبادۃ ترجمہ (تکبر کرنے والوں سے تکبر کرنا بھی عبادت ہے) اے عزیز بادشاہوں کا بھی یہی طریقہ ہے۔ کہ رعیت میں سے متکبروں کو تنبیہ اور عاجزوں سے سلوک اور شفقت کیا کرتے ہیں۔ اگرچہ بعض نادان حاکم یا امراء متکبروں کی عزت اور عاجزوں کی ذلت کے خواہاں ہیں۔ مگر داناؤں کا یہی طریقہ ہے جو بیان کیا گیا۔ تو بھی اسیطرح سے میری مخلوق سے معاملہ رکھ۔ جو تم کو سمجھایا گیا ہے قال لی یاغوث الاعظم اھل الطاعۃ یذکرون النعیم واھل العصیان یذکرون الرحیم ترجمہ مجھے حقتعالیٰ نے فرمایا کہ اے غوث الاعظم اہل طاعت تو جنت کو اور گنہگار خدا وند رحیم کو یاد کرتے ہیں۔ یعنی اہل طاعت اپنے عمل پر نظر اور جنت کی نعمتوں کا فکر اور خیال رکھتے اور گنہگار خدا کے لطف اور کرم پر نظر اور غفور الرحیم ہی کا فکر اور خیال رکھتے ہیں بہشت جو نیکوکاروں کا مقام ہے۔ جبھی اُس کے ذکر کیوقت خوش ہوتے (یعنے نیکوکار) اور اپنے آپ کو مستحق جنت کی نعمتوں کا جانتے اور گنہگار ہمیشہ شرمسار اور خدا کے فضل اور رحمت کی اُمیدواری میں رہتے ہیں۔ ابوالبشر آدم صلوات اللہ علیہ نے گناہ کیا اور شرمسار اور عاجز ہو کر (ربنا ظلمنا الایۃ۔ ترجمہ اے پروردگار ہمارے ہمنے ظلم کیا ہے) کی گویا ہوئی۔ اور اس کمال تک پہنچے۔ کہ جس کی کوئی نہایت نہیں اور ابلیس جو فرشتوں کا اُستاد تھا۔ ستر لاکھ سال عبادت کر کے آخر بوقت حکم سجدہ آدم کے اَنَا خَیْرٌ مِّنْہُ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَہٗ مِنْ طِیْنٍ ہ ترجمہ۔ میں اس (یعنے آدم) سے بہتر ہوں۔ تو نے مجھے آگ سے اور اُسے مٹی سے پیدا کیا ہے) تکبر کر کے منکر فرمان الٰہی ہو کر اس ذلت میں پہنچا اور خوار ہوا۔ کہ جس کی کوئی نہایت نہیں۔ عارفوں کے نزدیک نیکیاں گناہ کبیرہ اور گناہ عبادت ہے۔ یعنی اگر طاعت سے مغروری اور تکبر ہو۔ تو اس سے وہ گناہ اچھا ہے۔ جسکے بعد عاجزی اور پشیمانی لاحق ہو۔ کاملوں کے نزدیک تو ہستی اور خودی بھی کبیرہ گناہ بلکہ

شرک ہے۔ جو کمال ایمان کا منافی اور موجب قہر ذوالجلال ہے۔ جبھی بڑے بڑے بزرگوں نے اس ہستی اور خودی کے دور کرنے اور اسی معنے کے حاصل کرنے کیلئے کئی طرح کی کوششیں اور تکلیفیں اور ملامتوں کے بعد ہو کر اعلےٰ مرتبہ کو پہنچے بعضے تو زنار پہن کر ہنود کی شکل میں متشکل ہوئے۔ بعضے بتخانہ میں چلے گئے۔ کسی صوفی نے کیا خوب کہا ہے۔ کہ ان فی الخمر معنی لیس فی العنب۔ ترجمہ۔ تحقیق شراب میں ایک ایسے معنے ہیں جو انگور میں نہیں۔ ؎

پاس رندوں کے اگر دلدار ہے	زاہدوں سے دل بہت بیزار ہے
گر ہے اس کا ذکر بت خانوں کے بیچ	پھر طواف کعبہ کب درکار ہے
اسکی الفت کے سوا کعبہ ہمیں	دہر مسالہ کی طرح بیکار ہے
وصل کی خوشبو اگر دے دہر مسال	پس وہ کعبہ اور مونس یار ہے

قال لی یا غوث الاعظم انا قریب من العاصی اذا فرغ من العصیان و بعید من المطیع اذا فرغ من الطاعۃ۔ ترجمہ۔ مجھے حقتعالیٰ نے فرمایا۔ کہ اے غوث الاعظم میں گنہگار سے جبکہ وہ گناہ سے فارغ ہوتا ہے۔ قریب ہوں اور تابعدار سے جبکہ وہ طاعت سے فارغ ہوتا ہے۔ بعید ہوں۔ مومن جبکہ گناہ کر کے پشیمان، شرمندہ، عاجز اور خائف (خدا کے عذاب سے ڈرنیوالا) ہو کر ہزار عجز و زاری ہاتھ اٹھا کر کہتا ہے۔ اے بادشاہوں کے بادشاہ، عاجزوں کے دستگیر۔ گنہگاروں کے بخشنیوالے اور توقبول کرنیوالے جو کچھ میں نے کیا ہے بہت برا کیا ہے۔ میں اپنے کئے سے پشیمان ہوں۔ میرے خطا اور بھولجانا اور تیرے سے عطا اور بخش دینا ہے۔

کر کر گناہ الٰہی آتا ہوں بار بار	بخشش کا تو ہے مالک ہم سب ہیں عیبدار
کوئی نہ مجھکو ڈر ہے تیری ڈر کے الٰہ	جاؤں تو کدھر جاؤں لیکر یہ انبار
آخر میں روسیاہی کو لیکر کے میرے مولےٰ	آیا ہوں بخش میرے جو عیب ہیں ہزار

توبہ کے قبول کرنیوالا اور عذر خواہوں کے عذر ماننے والا تو ہی ہے۔ تو ایسے شخص کے کل عیب اور گناہ بخشدیتا ہے جیسا کہ آیا ہے۔ من اذنب ذنبا و یعلم ان ربنا غفور غفر اللہ لہ قبل ان یستغفر اللہ۔ ترجمہ۔ جو شخص کہ گناہ کرے اس حالمیں کہ جانتا ہو کہ ہمارا رب بخشنیوالا ہے حقتعالیٰ اسکو اسکے استغفار

کرنیسے پہلے ہی بخشدیتا ہے۔ مومن جب طاعت کرکے خوش حال اور خواہاں آخرت اور طالب حور و قصور ہوتا اور گمان کرتا ہے۔ کہ میں نے وہ کام کیا ہے۔ جو کسی نے نہ کیا ہو۔ اُسکے عوض میں جو چاہوں لے رہونگا۔ کیونکہ میری طاعت کی مزدوری حقتعالیٰ پر لازم اور واجب ہے۔ مجھے بہشت بلکہ سب کی سب میری مراد حاصل ہو گی اسی پردہ فخر اور تکبر کرتا میری رحمت اور خوشنودی سے دور ہو جاتا ہے۔ قال لی یاغوث الاعظم خلقت العوام فلم یطیقوا نوری بھائی فجعلت بینی وبینھم حجاب من الظلمۃ وخلقت الخواص فلم یطیقوا القربی فجعلت بینی وبینھم حجاب من النور ترجمہ مجھے حقتعالیٰ نے فرمایا کہ اے غوث الاعظم میں نے عام لوگوں کو پیدا کیا مگر اُنہوں نے میرے نور بہار کی طاقت نہ پائی تو اپنے اور اُنکے درمیان اندھیرے کا حجاب کردیا۔ اور خاصوں کو پیدا کیا۔ تو اُنہوں نے میری نزدیکی کی طاقت نہ پائی پس میں نے اپنے اور اُنکے درمیان نور سے پردہ کردیا۔ یعنی میں نے جب عام لوگوں کے دلوں کو طالب اور محبت کے لائق پایا تو اُنکو محبت دنیاوی اور عز و شان دنیا میں مبتلا اور حرص دنیا اور فخر و تکبر اور جمعیت مال اور اولاد وغیرہ سے آلودہ کردیا چنانچہ حقتعالےٰ عزاسمہٗ وجل قدرہٗ نے ایسے لوگوں کے حق میں فرمایا ہے زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ط ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ۝ ترجمہ زینت دیگئی واسطے لوگوں کے محبت خواہشوں کی عورتوں سے اور بیٹوں سے اور خزانے اکٹھے کئے گئے سونے سے اور چاندی سے اور گھوڑے نشانی کئے ہوئے اور چارپائے اور کھیتی۔ یہ فائدہ ہے زندگانی دنیا کا اور اللہ نزدیک اُسکے ہے اچھی جگہ پھر جانے کی اور بعض لوگوں سے جب میں نے دیکھا کہ اُن کے دل ہمارے قرب کے سزاوار اور وصل کے پورے پورے طالب نہیں تو اُنکو نماز روزہ وغیرہ کی محبت میں ڈال کر اپنی طرف سے محجوب کردیئے۔ یہی لوگ ہیں جو قیامت کے نفع و دخول جنت و حور قصور وغیرہ کے مالک اور مستحق ہیں۔ اور خاص الخاصوں کو جب پیدا کیا اور اُن کے دلوں کو محبت دنیا اور آخرت اور زن فرزند۔ حور قصور وغیرہ

سے خالی اور سوز عشق اور طلب ہماری میں عالی درجہ کے جوانمرد دیکھے۔ تو اُن کے درمیان سے سب کے سب حجابوں کو اُٹھا کر اپنے وصل اور کرم میں شامل کر لئے۔ اللھم اجعلنا منھم ترجمہ اے میرے پروردگار ہم کو بھی انہیں سے کر۔ قال لی یا غوث الاعظم قل لاصحابک من اراد منکم ان یصل الیّ فعلیہ الخروج من کلّ شیٔ سوائی۔ ترجمہ مجھے حق تعالےٰ نے فرمایا کہ اے غوث الاعظم اپنے دوستوں کو کہدو۔ کہ تم میں سے جو شخص میرے وصل کا خواہاں ہو اُس کو لازم ہے۔ کہ میری ذات کے سوا ہر ایک چیز سے دست بردار ہو جائے۔ جیسا کہ حقتعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے قل اللہ ثم ذرھم ترجمہ تو اللہ کہہ اور سب جہان کو چھوڑ دے ؎

اگر ہے یار تیرا قل ہو اللہ ۔۔۔ تو کر دے خط بگرد ما سوی اللہ

اِنہیں معنوں میں ہے کہ من انس باللہ استوحش من غیر اللہ۔ ترجمہ جس شخص نے خدا سے محبت پیدا کر لی۔ وہ خدا کے سوا سب چیزوں سے متنفر ہو گیا اور من طلب الکلّ فات الکلّ ترجمہ جو شخص کل کی طلب کرے وہ کل ہی کو فوت کر دیتا ہے۔ ابھی اُسی کی طرف مشعر ہے۔ مقصود اور مراد کلی محض ذات حق سبحانہ وتعالےٰ ہے۔ نہ غیر۔ سالک جب تک دینی اور دنیاوی مرادوں سے دست بردار نہ ہو۔ اُس کی مرادیں اور مقصود حاصل نہیں ہو سکتے اور جب خدا کے سوا سب سے روگرداں ہو جاتے ہیں۔ تو بکم من لہ المولی فلہ الکل۔ ترجمہ جس شخص کا مولےٰ بن جائے سب کچھ اُسی کا ہو جاتا ہے) سب چیز اُن کے ملک ہو جاتی ہے۔ ؎

دیکھا ہے تجھ کو ایک دفعہ بھی جسنے یار	وہ ہو گیا ہے تیرا ہی سب سے ہو برکنار
جو لوگ تجھکو چھوڑ کے اِدھر اُدھر ہوئے	کوتہ نظر ہیں احمق وہ نادان بیشمار

اے عزیز تجھ کو چاہیئے کہ جسمانی اور نفسانی لذتوں اور دو جہان کی مرادوں اور نورانی اور ظلماتی پردوں سے باہر نکل تاکہ میرے وصل سے ہمیشہ کے لئے سکون اور آرام پائے۔ جیسا کہ کہا ہے ؎

ہمارے بن نہ ہو طالب کسی کے ۔۔۔ رہو پابند اس فرمان جلی کے

اَے محبوب بجز معنونکے سب چیز حجاب ہی حجاب ہے۔ طالب اپنے مقصود تک بدوں دفع ماسوی اللہ اور سرمہ ما زاغ البصر وما طغیٰ ہ ترجمہ نظر نے نہ تو کجی کی اور نہ گمراہ ہوئی) کو آنکھوں میں کئے کے کبھی نہیں پہنچ سکتا اسیواسطے کہا گیا ہے لا راحۃ للمؤمنین العاشقین بدون لقاء اللہ۔ ترجمہ ایمان والوں عاشقوں کیلئے خدا کے دیدار کے سوا کسیوقت میں بھی آرام نہیں ہے

ہم کو اگر نصیب ہوں دونوں جہاں سب	کچھ بھی نہیں ہے گر نہ ملے ہمکو وصل رب
کچھ بھی نہیں سمجھتے ہیں اپنی نظر میں ہم	ہو وصل گر تو سمجھیں کہ شاہ ہوئے ہیں اب

قال لی یا غوث الاعظم من خرج من غنیۃ الدنیا یصل بالاخرۃ ومن خرج من غنیۃ الاخرۃ یصل الیّ۔ ترجمہ مجھے حقتعالےٰ نے فرمایا کہ اے غوث الاعظم جو شخص کہ دنیا کی غنا سے نکلا۔ آخرت کی غنا کو پہنچا اور جو آخرت کی غنا سے نکلا وہ مجھ تک پہنچ گیا۔ دنیا کی لذتوں وغیرہ سے من کل الوجوہ جبتک دست برداری نہ کیجائے قیامت کی لذتوں تک پہنچنا محال ہے۔ اور جبتک قیامت کی لذتوں سے ہاتھ نہ اُٹھایا جائے حقتعالیٰ کیطرف پہنچنا کب نصیب ہو جیسا کہ کہا گیا ہے۔ الدنیا حرام علی اھل العقبی والعقبی حرام علی اھل الدنیا وھما حرامان علی اھل اللہ تعالی۔ ترجمہ عاقبت والوں پر دنیا اور دنیا والو پر عاقبت (یعنی ثواب عاقبت) حرام ہے۔ اور خدا والو پر یہ دونوں حرام ہیں یعنی عاقبت کی رحمت پر جبکی نظر پڑ گئی اسکی نظر میں کچھ نہیں آتا اور جو آنکھ دوست کے جمال سے روشن ہو چکی ہے اُسکے لئے بدوں محبوب اپنے کے سب چیز تاریک ہی تاریک ہے خدا کے جمال کا سورج جب چمکتا ہے۔ تو ثواب آخرت جو مثل ستارہ کی ہے معدوم اور نابود ہو کر اندھیرا ہو جاتا ہے۔ چنانچہ خواجہ عبد اللہ فرماتے ہیں کہ اَے پروردگار صرف تیرا جمال ہی باقی ہے اور اسکے سوا سب کچھ زبون اور نابود ہیں زاہد لوگ بہشت کے مزدور اور دنیا کے طالب اُسکی طلب میں بیمار اور لاچار اور آخرت کے طالب اُسیکی طلب میں مزدوروں کی طرح ذلیل اور اپنے مالک کے طالب خوش اور مسرور ہیں۔ قال لی یا غوث الاعظم من خرج عن الاجسام والنفوس ثم خرج عن القلب والارواح خرج عن الحکم یصل الیّ۔ ترجمہ۔ مجھے حقتعالےٰ نے فرمایا کہ اَے غوث الاعظم جو شخص کہ بدنوں اور نفوس انسانی سے باہر آجائے

اِسکے بعد دِل اور روح سے بھی نکل پڑے تو وہ حکم سے بھی باہر اگر مجھے ملجا تا اور واصل ہوجاتا ہے۔ فقیری میں بدن اور نفس کا پاک کرنا پہلا قدم اور دل کا تصفیہ دوسرا اور روحکی صفائی تیسرا سر کا روشن کرنا چوتھا قدم ہے۔ جبتک کہ انسان بدن اور نفس سے باہر نہ ہو تصفیہ دِل تک نہیں پہنچ سکتا۔ اور جبتک تصفیہ دِل سے تجاوز نکرے۔ تصفیہ روح تک اور تصفیہ روح سے تجاوز کرنیکے سوا صفائی ستک نہیں پہنچ سکتا اور جب تک ان سب سے انفصال نکرے خدا کے وصل تک نہیں جا سکتا یعنی جبتک کہ تو تن کے آرام اور نفس کی لذت سے نہ درگذر کرے دل کی صفائی اور اِس سے تجاوز کرنیکے سوا روح کے ذوق اور شوق اور انوار تجلیات میں نہیں پہنچ سکتا۔ اور جبتک نمایش اور حکم سری سے محو نہ ہو اتصال حقیقی اور ذاتی نصیب نہیں ہوتا ذات کا مرتبہ سب سے بے نشان ہے جبتک ہر ایک تعیّن اور اعتبار اور قیود اور نشان وغیرہ سے نکلکر بے نشان نہ ہولیا جائے حاصل نہیں ہوتا۔ یقول غوث الاعظم قلت لخالقی ومالکی یارب ای صلوۃ اقرب عندک قال الصلوۃ الذی لیس فیہا سوائے والمصلی غائب عنہ ترجمہ حضرت غوث الاعظم فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے خالق اور مالک کی جناب میں عرض کی کہ اے میرے پروردگار کونسی نماز تیری درگاہ میں بہت نزدیک ہے حکم ہوا۔ وہ نماز کہ جسمیں میری ذات کے سوا کوئی دوسرا نہ ہو اور پڑھنے والا یعنی نماز بھی اس نماز سے غایب ہو۔ جیسا کہ آیا ہے۔

المصلی یناجی ربہ والصلوۃ معراج المؤمنین ترجمہ نماز پڑھنے والا اپنے پروردگار کے ساتھ مناجات کرتا ہے۔ اور نماز ایمان والونکے لئے معراج ہے۔ شریعت کی نماز یہ ہے کہ نماز پڑھنے والا عجز اور نیاز سے حقتعالی کی درگاہ میں عبادت کرے اور اپنی شکستگی اور عاجزی کو درمیان میں لائے اور طریقت کی نماز یہ ہے۔ کہ اسمیں خدا کے سوا کوئی چیز نہ ہو اور نمازی بھی اپنے آپ سے غایب ہو۔ اور کچھ خبر تک نہ ہو چنانچہ حضرت علی کو جب جنگ میں نماز کیحالت میں نا گہاں تیر لگنے سے اسلئے کہ جناب اپنے آپ سے غایب اور ساتھ خدا کے قایم تھی کچھ خبر تک نہ ہوئی۔ شعر قلت یارب ای صوم افضل عندک قال الصوم الذی لیس فیہ سوای والصائم غائب ترجمہ میں نے پھر کہا کہ اے میرے پروردگار تیرے نزدیک کونسے روزے افضل ہیں۔ حکم ہوا۔ کہ وہ جن میں میری ذات کے سوا اور کچھ بھی نہ ہو۔ اور روزہ دار بھی اُس

میں غائب ہو جائے سبحان اللہ یہ روزہ کیسا بزرگ ہے کہ غیریت کو بالکل دور کرتا اور خدا ہی کو ثابت کرتا ہے۔ شریعت میں بری کلام اور دیکھنے اور سننے اور چلنے سے اپنے آپ کو بند رکھنے کا نام روزہ ہے۔ اور حقیقت میں روزہ اس چیز کا نام ہے۔ کہ دل اور روح اور سر میں بجز حقتعالےٰ کے اور کچھ نہ رہے۔ شعور سے بے شعور اور خودی سے فانی اور ساتھ حق تعالےٰ کے باقی ہو کر فائز بالمراد ہو جائے۔ جیسا کہ حدیث قدسی الصَّوْمُ لِی وَاَنَا اَجْزِی بِہٖ ترجمہ (روزہ خاص میرے لئے ہے اور میں ہی اُسکی جزا ہوں) میں بھی اسی مرتبہ کیطرف اشارہ ہے۔ ش قلت یارب ای عمل افضل عندک قال العمل الذی لیس فیہ سوائی من الجنۃ والنار وصاحبہ غائب ترجمہ پھر میں نے کہا اے میرے پروردگار تیرے نزدیک کونسا عمل بہت فضیلت رکھتا ہے۔ حکم ہوا وہ کہ جسمیں میری ذات کے سوا کوئی چیز بھی بہشت اور دوزخ وغیرہ سے ملحوظ نہ ہو اور اس عمل کا صاحب (یعنی کرنیوالا) بھی اس سے غایب ہو یعنی محض اللہ ہی کی رضا کیلئے ہو نہ واسطے حصول جنت یا خوف دوزخ وغیرہ اور توفیق وغیرہ سامان اسکے بھی حقتعالےٰ سے جانے جائیں۔ وما توفیقی الا باللہ ولا تحرک شئی الا باذن اللہ ترجمہ خدا کے سوا مجھے اور کسی سے بھی توفیق نہیں اور نہ اسکے اذن کے سوا کوئی چیز حرکت کر سکتی ہے) اور فمن کان یرجو لقاء ربہ فلیعمل عملا صالحا ولا یشرک بعبادۃ ربہ احدا ترجمہ جو شخص کہ اپنے پروردگار کی ملاقات کی اُمید رکھتا ہے۔ اُسکو چاہیئے۔ کہ عمل نیک کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے) کا مضمون پیش نظر رکھکر اُسی پر عمل درآمد کیا جائے۔ پس جو شخص کہ حقتعالےٰ کے دیدار کی خواہش رکھتا ہے۔ اُسکو چاہیئے کہ خاص اُسی کے لئے عمل کرے۔ نہ واسطے حصول جنت یا نجات دوزخ یا حصول نفع یا دفع ضرر یا مرتبہ دنیاوی وغیرہ کے ولا یشرک۔ ترجمہ اور شرک نہ کرے) کے یہ معنی ہیں۔ کہ دل اور سر میں بجز حق تعالیٰ کے جگہ نہ رہے۔ اور نجات دینے والا اور ہلاک کرنیوالا نفع اور نقصان وغیرہ کا مالک خدا کے سوا کسی کو نہ سمجھے۔ بلکہ شعور اور ہستی اپنی کو بھی دل میں نہ رکھا جائے۔ عامل اور مالک متصرف وغیرہ ظاہر اور باطن میں محض حق تعالےٰ کو ہی جانے۔ ش سالت یارب ای بکاء افضل عندک

قال بکاء الضاحکین ثم قلت یارب ای ضحک افضل عندک قال ضحک الباکین۔
ترجمہ پھر میں نے سوال کیا کہ اے میرے پروردگار تیرے نزدیک کونسا رونا افضل ہے حکم ہوا کہ
ہنسنے والونکا پھر میں نے عرض کی کہ اے میرے رب تیرے نزدیک کونسی ہنسی افضل ہے حکم ہوا کہ رونے
والونکی عاشقوں اور مشتاقوں کو مشاہدہ کیوقت جمال حقتعالی کے ذوق اور شوق میں رونا اور
عارفونکو وصال کیوقت خوشی سے رونا ہے چنانچہ دستور ہے کہ کمال خوشی کیوقت انسان کی آنکھونسے بے اختیار
آنسو جاری ہوجاتے ہیں۔ ناز کا اثر ہنسی اور نیاز کا غمی اور جمال کا نہایت درجہ کی ہنسی ہے دوست
اور عاشق غم سے ملے ہوئے ہمیشہ ہنسی میں نہیں رہتے کامل محقق کو فراق کیوقت وصال کی طرح
کے رونا اور رونیکے ہنسی ہوتی ہے وصل بھی ایسی کیہوا کرتا ہے جسے فراق ہو جبتک فراق کی تکلیف نہ
اٹھائی جائے وصل کی لذت نہیں آتی اور جبتک وصال کی لذت حاصل نہ ہو فراق کی سختی نہیں
اسکتی جس شخص نے لذت وصل اور تکلیف فراق نہ دیکھی ہو اسکو نہ وصل میں مزا اور نہ فراق سے وصل
کی امید ہے میں نے بہت بزرگونکو دیکھا کہ اپنے محبوب کی کلام سننے کیوقت رونا اور ہنسی جو دونوں ایسے
وقت کے سوا اور کبھی نہیں جمع ہوتے دونونکو بے اختیار کرنے لگجاتے ہیں (رزقنا وایاکم حلاوۃ
السعادۃ) ترجمہ پروردگار ہمکو اور تمکو سعادت نصیب کرے حقتعالی کا حکم مذکور اس بات پر دلالت
کر رہا ہے کہ خوف کرنیوالے جب ہنستے ہیں تو اسکو خوش لگتے ہیں اور جب گنہگار روتے ہیں تو اسکو پسند
لگتے ہیں چنانچہ حدیث میں آیا ہے۔ کہ جب عارف ہنستے ہیں اُنکے گناہ ایسے گر جاتے ہیں جیسے خزاں میں درختونکے پتے
خوف کرنیوالا مومن بجز کرم اور لطف حقتعالی کے کبھی نہیں ہنستا بلکہ ہنسی کیوقت میں بھی قہاری و جباری
خداوند تعالی کو خیال میں لاتا اور روتا ہے ہاں مگر رونے کیوقت کرم اور لطف کو خیال میں لاکر ہنستا ہے (الایمان بین
الخوف والرجاء) ترجمہ خوف اور اُمید کے درمیان میں ایمان ہے کہ گویا اسنے کمال درجہ تک پہنچا دیا ہے۔
قلت یارب ای توبۃ افضل عندک قال توبۃ المعصومین۔ ترجمہ میں نے کہا کہ اے
میرے پروردگار تیرے نزدیک کونسی توبہ افضل ہے حکم ہوا کہ پاک لوگونکی توبہ تین قسم کی ہے توبہ خاص اور
توبہ عام اور توبہ خاص الخاص عام لوگونکی توبہ تو کفر اور شرک اور باقی گناہوں سے ہوا کرتی ہے اور خاصوں
کی طلب ثواب اور خوف عذاب وغیرہ سے اور خاص الخاصونکی طلب سعادت اور دفع شقاوت
اور بجا آوری احکام اور اجتناب منہیات اور عادت کے اطمینان اور صلاحیت کے تکیہ سے

مومن وہ ہے جو خدا کے حکم کو بجالائے۔ مگر نجات کو صرف حقتعالیٰ سے سمجھے نہ عمل وغیرہ سے اور گناہوں سے پرہیز کرے۔ اگر ہو جائیں تو خدا سے ڈرے اور اسی کو ہلاک کرنے والا جانے نہ گناہ اور بے فرمانی کو پس خاصوں کو چاہیئے کہ عبادت کی غرورت اور ہلاکت گناہ سے تائب ہے۔ اور حکم السعید من سعد فی بطن امہ والشقی من شقی فی بطن امہ۔ ترجمہ نیکوکار وہ ہے جو اپنی مائی کے پیٹ میں نیک ہو۔ اور بدبخت بھی وہی ہے جو اپنی ماں کے پیٹ ہی میں بدبخت ہو۔ سعادت اور شقاوت ہلاکت نجات کو محض اسی کی طرف سے سمجھ کر خدا ہی کے علم اور ارادے پر بھروسہ کرکے اپنی خودی اور ہستی سے تائب ہو اگر کبھی ان خطروں سے کوئی خطرہ دل میں آجائے تو فوراً توبہ کرکے پکا مومن ہو جائے مگر یہ نبیوں اور ولیوں کا خاصہ ہے قلت یا ربّ ای عصمۃ افضل عندک قال عصمۃ التائبین ترجمہ میں نے عرض کی کہ اے میرے پروردگار تیرے نزدیک کونسی پناہ افضل ہے حکم ہوا کہ تائبوں (توبہ کرنیوالوں) خدا کے سوا سب چیز سے رجوع کرآنیکا نام توبہ ہے۔ جیسا کہ آیا ہے۔ التوبۃ الرجوع من کل شئ سوی اللہ تعالیٰ ترجمہ توبہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ کے سوا سب چیز سے رجوع کیا جائے یعنی ہر ایک اسباب اور نیکی بدی سے حق تعالیٰ کیطرف رجوع کرے اور دل اور سر اپنے کو ہر ایک وسیلہ سے دور ہٹالے اور کسی چیز کے ساتھ خداوند تعالیٰ کا شرک نہ کرے اسی کا نام پناہ ہے۔ اور یہی خدا کے نزدیک افضل ہے یا یہ معنے سمجھ لو کہ خداوند تعالیٰ کے نزدیک سب پناہوں سے توبہ کرنیوالوں کی پناہ یعنی ندامت اور عجز حیرانی وغیرہ جو اپنے کئے سے نادم ہو کر تمام حیلوں اور دروازوں سے منہ موڑ کر خدا کی درگاہ میں پہنچتے ہیں بہتر اور افضل اور مقبول اور پسندیدہ درگاہ الٰہی ہے۔ رزقنا اللہ وایاکم ھذہ النعمۃ بمنہ وکرمہ ترجمہ پروردگار اپنے احسان اور کرم سے اس نعمت کو ہمارے بھی نصیب کرے آمین۔

قال لی یا غوث الاعظم لیس لصاحب العلم عندی سبیل مع العلم الا بعد الانکار والا نزلوہ ترک العلم صار شیطانا ترجمہ مجھے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے غوث اعظم میرے نزدیک کسی علم والے کا علم کے ساتھ کوئی بھی رستہ (یعنے رتبہ) نہیں مگر انکار کے بعد اسلئے کہ اگر علم کو ترک کردے۔ تو شیطان ہو جاتا ہے

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول کیا ٹھیک ہے۔ کہ آپ نے فرمایا۔ العلم حجاب اللہ الاکبر۔ ترجمہ خداوند تعالےٰ کے مابین میں علم ایک بڑا بھاری پردہ ہے۔ اِس لئے کہ صاحب علم اپنے علم کیساتھ مغرور ہوتا ہے۔ اور مغرور کو حق تعالیٰ کی طرف کوئی رستہ نہیں۔ ابلیس کو دیکھو کہ غرورت کے سبب اُسکا کام کہانتک پہنچا۔ کہ ہمیشہ کے لئے خدا کی رحمت سے محروم اور لعنت کا محل بموجب اِس حکم باری کے ہوگیا۔ ان علیك لعنتی الی یوم الدین۔ ترجمہ تحقیق تجھ پر قیامت تک میری لعنت ہے۔ اور بصیصا جو چار سو صندوق کتابوں کے یاد رکھتا تھا۔ آخر غرورت سے برباد ہوا سب کچھ تباہ کر دیا۔ دوسرے صاحب علم ہمیشہ قیل و قال وغیرہ میں لگا رہتا ہے۔ اور اپنے حال سے بیخبر اور علم صفات کا مرتبہ ہے۔ جبتک کہ صفات سے نہ گذرے ذات کے مرتبہ میں نہیں پہنچ سکتا۔ اور یہ بھی ہے۔ کہ اگر علم کی صفت ظاہر نہ ہوتی تو کوئی مخلوق میں سے ظاہر نہ ہوتا۔ اِن معنونیں علم کو حجاب اکبر کہا گیا ہے۔ اور یہ جو فرمایا گیا ہے۔ کہ اگر علم کی ترک کرے تو شیطان ہوجاتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ علم کے سوا حضرت حقتعالیٰ کیطرف کسی کو رستہ نہیں ملسکتا۔ بلکہ اُن کے سوا شیطان ہوجاتا ہے۔ اور پہلے ذکر کیا گیا ہے کہ علم ایک حجاب اکبر ہے۔ اِن دونوں کلاموں میں تناقض پیدا ہوگیا جس کا جواب ہم بقدر فہم خاص و عام کے لکھا جاتا ہے۔ العلم حسن والجہل قبیح ترجمہ علم اچھا اور جہل بُرا ہے۔ مگر غرورت اور تکبر علم والے کیلئے بہت بُرا اور خدا کی طرف سے مانع ہے۔ اِسلئے کہ مغرور محجوب اور متکبر مردود اور راہ حق سے دور ہے۔ اگر علم کو ترک کرے اور اس پر عامل بھی نہ ہو تو جاہل اور کافر ہے۔ شیطان بھی پہلے علم رکھتا تھا پھر اُس نے ترک کر دیا اور نہ اِس پر عامل رہا جبھی شیطان ہوگیا اب بھی جو اسی کی تابعداری کرتے ہیں۔ مرتبہ صفات سے نہیں گذرتے اور نہ ذات کے مرتبہ تک پہنچتے ہیں علم کے اچھا ہونے کا فرمان اِنہیں کے حق میں ہے۔ جو تابعداری کرنیوالے اور علم پر چلنے والے ہیں اور جہالت کا بُرا ہونا یا ابلیس اور اُسکے تابعداروں کیلئے ہے۔ جنہوں نے علم کو ترک کرکے عمل نہ کیا اور ابی واستکبر ترجمہ متکبر ہوا اور اُسنے تکبر کیا اسکے عامل ہوکر شیطان کے بھائی بند بنگئے

اَلعیاد باالله ترجمہ۔ صاحب علم اگر اپنے آپ کو عالم جان کر اپنی ہستی پر بدستور بلکہ آگے سے زیادہ مغرور ہو تو راہ حق پر دور اور منزل مقصود تک پہنچنے سے محروم رہتا ہے جیسا کہ کہا گیا ہے ؎

دوئی کا راہ نہیں یاں ایک ہو جا　　دوئی کو چھوڑ کر کے یاں جلد آ

اہل عرفان کے مذہب میں شیطان وہی ہے جو دوئی کو ترک نہ کرے۔ جیسے کہ متقدمین سے منقول ہے۔ کہ مرید کو چاہیئے کہ شیطان نہ بنے اور پیر کو چاہیئے کہ منافق نہ ہو۔ یعنی ظاہر باہر اپنے مرید و نے یکساں رہے۔ اور مرید کو چاہیئے کہ ساتھ صفت عاشق کے موصوف ہو کر دونوں جہان کی ملامتیں اُٹھائے۔ مگر غیر کی طرف متوجہ نہ ہو جیسے کہ شیطان کا حال ہے کہ اگرچہ ملعون اور راندہ گیا۔ اور دونوں جہان کی ملامتیں سر پر اُٹھائیں مگر غیر خدا کو سجدہ کر نیپر راضی نہ ہوا۔

قاضی القضاۃ ہمدانی سے منقول ہے کہ یہاں دنیا میں اس قسم کے دو ہی جوانمرد ہمت والے آئے ہیں ایک تو جناب سرور کائنات محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوسرے ابلیس مردود علیہ اللعنۃ ؎

یار کے سر کی دو زلفیں کیا عجب ہیں نازدار　　جو کہ ہم کو شوخی اپنی سے وہ مارین بار بار

عین القضاۃ فرماتے ہیں کہ اے شخص جسکو تو ابلیس کہتا ہے۔ اگر اسکا رتبہ اور ناز عالم خدائی میں دیکھے تو جانے کہ کیا کہتا ہے فبعزتک لاغوینّھم اجمعین۔ ترجمہ مجھے تیری عزت کی قسم ہے۔ کہ میں ان سب کو گمراہ کردونگا۔ سلطان العارفین بایزید بسطامی فرماتے ہیں کہ ابلیس کے مردود کرنیمیں یہ حکمت ہے کہ اُسکی پیدائش آگ سے تھی اسکو آگ ہی میں قرار کمال حاصل ہوتا تھا۔ اسلئے اُسکو مستحق آگ کرکے اپنے دربار رحمت سے نکالدیا گویا کہ حقیقت میں عاشقی اسی پر منحصر ہے باقی سب اُسی کے تابع ہیں اور معشوق صرف جناب سرور کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور سب کے سب بطور بہانہ اسیواسطے امام المسلمین خواجہ حسن بصری نے فرمایا ہے کہ ابلیس مردود اس راہ کیلئے گھسوٹی ہے۔ جو سچے اور جھوٹے کو جدا کرتی اور سچوں کو انکے مقصود کی طرف رہنمائی کرتی رہتی ہے۔ قال لی یاغوث الاعظم رأیت الربّ تعالیٰ وسالت عنہ معنی العشق قال عش لی وقتی قلیلک عن لوائی۔ ترجمہ جناب غوث الاعظم نے فرمایا کہ میں نے اپنے پروردگار کو دیکھکر اس سے عشق کے معنوں کا سوال کیا۔ تو حکم ہوا کہ میری ساتھ عیش کر اور اپنے دل پر کو میرے سوا کل چیز وں سے بچا رکھ۔ یہ معنے عشق کے ہیں:۔

سچا دوست اور پکا یار وہی ہوتا ہے۔ جو صرف اپنے یار سے ہی خوش ہو۔ اور غیر سے بیزاری حاصل کرے۔ اسیواسطے عشق کی تعریف میں کہا گیا ہے کہ العشق نار یقع فی القلب ویحرق ما سوی المحبوب ترجمہ عشق ایک ایسی آگ ہے جو دل میں واقع ہوتی اور بجز محبوب کے سب چیز کو جلا دیتی ہے یعنے دوست کی غذا محبوب اپنے کا ذکر اور اسکا فکر عیش اور جمال قرار ہوتا ہے قال لی یا غوث الاعظم اذا عرفت ظاہر العشق فعلیک بالفناء من العشق فانہ حجاب بین العاشق والمعشوق ترجمہ مجھے حقتعالی نے فرمایا کہ اے غوث الاعظم جبکہ تو نے ظاہر عشق کو جان لیا تو تجھکو لازم ہے۔ کہ عشق سے فناہ ہوجا اسلئے کہ وہ عاشق اور معشوق کے درمیان میں ایک پردہ ہے۔ عشق سے مراد ذات ہے جسکی صفت عاشق اور معشوق ہے جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ درمیان عاشق اور معشوق کے یہی ایک واسطہ ہے جبھی ان دونوں میں اس سے اشتیاق پیدا ہوتا ہے۔ اور جب ذات فناہ ہو صفتیں بھی اٹھ جاتی ہیں۔ ایسا ہی ظہور احدیت کا وحدت سے ہے۔ جب یہ اٹھ جائے۔ تب واحد اور احدیت احدیت ہی رہجاتی ہے قال لی یا غوث الاعظم اذا اردت التوبۃ فعلیک باخراج الذی عن النفس ثم باخراج الخطرات عن القلب تصل الی ربک او اصبر والا تکون من المستہزئین ترجمہ مجھے حق تعالے نے فرمایا کہ اے غوث الاعظم جب کہ تو توبہ کا ارادہ کرے تو تجھ کو چاہیئے کہ گناہونکے غم کو نفس سے باہر کردے۔ پھر دل سے خطرونکو تو اپنے رب تک پہنچ جائیگا۔ اور صبر کر نہیں تو ٹھٹھا کرنے والوں سے ہوگا یعنے توبہ بصوح (صحیح) تبھی ہے کہ کوئی بھی بیہودہ نفسانی اور شیطانی خطروں سے دل میں نہ رہے تب حقتعالے تک رسائی ہونی ممکن ہے۔ اس لئے کہ اس رستہ میں پردہ یہی خطرہ ہے۔ جب اٹھ جائے تو خدا تک پہنچ جانا کچھ مجال نہیں۔ عاشقوں کی توبہ غیر معشوق سے ہے۔ ان کے دل میں اگر غیر معشوق کا کبھی بھی کوئی خطرہ آجائے۔ تو گنہگار ہوجاتے ہیں۔ اور عارفونکی توبہ ہستی اور دوئی اور تکبر وغیرہ سے ہوا کرتی ہے۔ یہ لوگ ہمیشہ غیر حق سے بیزار اور طالب دلدار رہا کرتے ہیں۔ جب ان کو یہ توبہ حاصل ہو۔ پھر یگانگی اور اتحاد کے درجہ میں پہنچ جاتے ہیں۔ رزقنا اللہ ھذہ ا

التوبۃ۔ ترجمہ خداوند تعالیٰ یہ توبہ ہماری بھی نصیب کرے۔ قال لی یاغوث الاعظم اذا اردت ان تدخل فی حرمی فلا تلتفت بالملک والملکوت وبالجبروت فان الملک شیطان العارفین والجبروت شیطان الواقفین فمن رضی بواحد منہا فھو عندی من المحرومین۔ ترجمہ مجھے حق تعالےٰ نے فرمایا کہ اے غوث الاعظم جب کہ تو میرے حرم میں داخل ہونا چاہے تو ملک اور ملکوت اور جبروت وغیرہ کی طرف التفات نہ کرے اس لئے کہ ملک عارفوں کا اور جبروت واقفوں کا شیطان ہے پس جو شخص کہ انمیں سے کسیکے ساتھ راضی ہو۔ وہ میرے نزدیک محروموں سے ہے۔ سلوک کے رستہ میں چار منزلیں ہیں ظاہری جہان کو تو عالم ملائیک اور باطنی کو جبروت اور جو ان دونوں سے باہر ہے۔ اسکو لاہوت کہتے ہیں۔ ملک اور ملکوت کو تو ظاہر کی آنکھیں دیکھ سکتی ہیں۔ اور جبروت کو باطن کی (آنکھیں) مگر جو ان دونوں سے باہر لاہوت ہے۔ وہ ظاہر اور باطن کی آنکھوں اور ہماری سمجھ سے باہر ہے۔ لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار ترجمہ اسکو آنکھیں نہیں پا سکتیں۔ اور وہ ان کو سمجھ سکتا اور پا سکتا ہے۔ لیس کمثلہ شئ وھو السمیع البصیر ترجمہ اسکی مثل کوئی چیز نہیں۔ اور وہ سننے دیکھنے والا ہے) اسی کی صفت ہے۔ ملک اور ملکوت اور جبروت یہ تینوں حجاب ہیں۔ جبتک ان سے نہ گذر کیجائے۔ لاہوت تک رسائی نہیں ہو سکتی عالم کا حجاب ملک اور عارف کا ملکوت واقف کا جبروت ہے جو شخص ان میں سے کسی سے بھی راضی ہو۔ وہ اسی جگہ بند رکھا جاتا ہے۔ عالم کے لئے ملک کا شیطان ہونا اسلئے ہے کہ جب عالم ظاہری نعمت پر مغرور ہو کر اس جہان کے فخر اور نمائش پر راضی اور مدہوش ہو کر جہان آخرت کو فراموش کر بیٹھا تو گویا نعمت فانی کو باقی پر ترجیح دیکر مست ہو گیا۔ اسواسطے شیطان اس کا ملک ہو گیا۔ اور عارف کا شیطان ملکوت اسلئے ہے کہ جب یہ ملکوتی تماشا میں محفوظ اور مغرور ہو کر آسمانی نعمتوں کی طرف راغب ہوا تو تب ہی سے یہ حق تعالیٰ کی جانب سے پردہ میں کیا گیا۔ اور ملکوت اس کا شیطان ہوا۔ اور واقفوں کے لئے جبروت کا شیطان ہونا اس طرح ہے۔ کہ یہ جب جبروتی انوار اور تجلیات اور روحانی تماشوں میں مقید

ہو کر اسی کو اپنا مقصود سمجھکر خوش ہوئے تو جمال لایزال محبوب اپنے سے محجوب ہوئے اُنہوں نے گویا پرتوہ کو ذات یا وزیر بادشاہ سمجھ لیا۔ اور جبروت کی نمائش میں مقید ہوئے تو یہی اُن کے لئے شیطان کے قایم مقام ہوا۔ ملک زمین کی مثال اور ملکوت صفت اور جبروت تخت کی ہے۔ یا ملک ایک گاؤں کے حاکم کی مثال اور ملکوت امراء کی اور جبروت وزیر کی ہے جیسے کہ دیہات کا حاکم۔ گویا کہ ایک پرگنہ کا مالک ہو کر راضی ہو جاتا۔ یا گاؤں کے امیروں میں سے کوئی امیر بنیں پرگنہ حاصل کر کے خوش ہو جاتا یا جو شخص کہ بادشاہ کا وزیر نایب ہو کر حاکم بنکر اُسی پر نازاں اور فخر کرنے لگ جاتا ہے۔ اور اپنا مقصود اور مطلوب اسی کو جانکر منعم کی طرف سے نعمت پر نزول کر کے نیچے ہو رہا ہے۔ حاکم اصلی نے جب اُس کے یا اُن کے حال سے خبر پائی تو اپنے اصلی ملازموں سے جو ہمیشہ اُس کی خدمت میں رہا کرتے اور اُسی کو اپنی سعادت سمجھتے ہیں بیگانہ سمجھا گویا کہ اُن کو بھی عام ہی کے کھاتہ میں داخل کر دیا۔ حاصل یہ کہ اہل بصارت کے نزدیک جو شخص کہ ترقی سے تنزل کی طرف عود کرے اُسکو زیاں کاروں سے شمار کرتے ہیں۔ قال لی یا غوث الاعظم المجاهدة بحر من بحار المشاهدة وحيطانه الواقفين فمن اراد الدخول فی بحر المشاهدة فلا سبيل له الا المشاهدة۔ ترجمہ مجھے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے غوث الاعظم مجاہدہ مشاہدہ کے دریاؤں میں سے ایک دریا ہے جسکی دیواریں واقفین لوگ ہیں۔ جو شخص کہ مشاہدہ کے دریا میں داخل ہونا چاہیے۔ اُس کیلئے مجاہدہ کے سوا اور کوئی رستہ نہیں۔ اِسیواسطے حقتعالےٰ نے فرمایا ہے۔ اَلَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا۔ ترجمہ جو لوگ کہ ہماری ذات میں مجاہدہ کرتے ہیں۔ ہم اُن کو ضرور اپنے رستوں کی ہدایت کر دیں گے۔ جہاد سے مراد جہاد اکبر ہے۔ جس کی طرف رجعنا من الجهاد الاصغر الی الجهاد الاکبر۔ ترجمہ ہم چھوٹے جہاد سے بڑے کی طرف پھرے ہیں۔ ہیں اشارہ کیا گیا ہے۔ اور جہاد اکبر نفس اور شیطان سے لڑائی کرنے کا نام ہے۔ اِسیواسطے نفس کو بڑے دشمنوں سے بڑا شمار کیا ہے جیسا کہ آیا ہے۔ اعدای عدوك نفسك التی بين جنبيك والنفس هی الصنم الاکبر۔ ترجمہ دشمنوں سے بہت بڑا دشمن تیرا وہ نفس ہے

جو درمیان دونو پہلو تیرے کے ہے۔ اور نفس ہی بڑا بت ہے جب کہ کافر کا غلبہ ہو تو وہ مال اور جان کا قصد کرتا ہے۔ اور شیطان بوقت غلبہ پنے کے ایمان اور دین کا نفس اور شیطان سے جہاد کرنا عاشقوں اور عاشقونکا کام اور کافروں سے لڑنا مومنوں کا کام ہے۔ نفس کیساتھ جہاد کرنا سب سے مشکل ہے۔ جیسا کہ کہا ہے ؎

ہو کر کے مرد پھر تو شیطان کا ہے شکاری　　کر ٹھیک نفس اپنا ہے۔ یہ لڑائی بھاری

اور یہ کہ مشاہدہ کے دریا کی دیواریں وہ لوگ ہیں۔ جو وہاں کھڑے ہوئے ہیں اس طرح ہے۔ کہ مجاہدہ بھی گویا ایک دوئی ہے جس سے وہاں کھڑا ہو گذر کر حقتعالیٰ کے وصل میں پہنچ کر بحکم الصوفی ھو اللہ۔ ترجمہ صوفی وہی خدا ہے خدا ہی ہو گیا ہے۔ جیسا کہ نزہتہ الارواح میں لکھا ہے۔ کہ صوفی وہ نہیں۔ جو مخلوق ہو۔ بلکہ غیر مخلوق سے ہے ؎

جنگل میں کوئی لچا منہ پھاڑ کر پکارے　　صوفی کا رب نہ کوئی ہے یہ الگ پیارے

اگر کہا جائے کہ مجاہدہ جبکہ دریا مشاہدہ سے ہوا تو اب اُس پر کھڑے ہونیوالی دیواریں کس طرح بنے۔ تو ہم کہینگے کہ مجاہدہ کی تین قسمیں ہیں ایک تو یہ کہ جملہ منہیات آلہی سے پرہیز کرنا بیجا کہنے سے زبان اور کرنے سے ہاتھ بچا کر حق تعالیٰ کی قہاری اور جباری سے ڈرتے رہنا اور اُسکے حکموں کی تابعداری میں ہمیشہ سرگرمی کرنا اور نفس کے پاک کرنے میں لگا رہنا۔ یہ گویا اُنکے لئے دنیا میں مشاہدہ ہے۔

دوسرے طالبوں اور عارفوں کا مجاہدہ ہے۔ جو خدا کی یاد میں ہمیشہ ہر حالت میں کھڑے بیٹھے لیٹے رہیں۔ کبھی وقت غفلت کو اپنے نزدیک راہ نہ دیں اور حق سبحانہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر ہر قسم میں اُس سے ڈرتے ہیں۔ اور غفلت ظاہری باطنی کو کفر سے شمار کریں۔ جیسا کہ کہا ہے ؎

جو غافل اُس سے ہووے ایک ساعت　　ہو کافر اس میں وہ غفلت کی شامت

مگر پوشیدہ ہے پر ہے ڈر اُس کا　　مرے دنیا سے بن ایمان سلامت

اِن لوگونکو ہمیشہ یہی ملاحظہ اور مشاہدہ دنیا میں رہا کرتا ہے۔ اور یہ ہمیشہ تصفیہ دل

میں کوشش کیا کرتے ہیں۔ تیسرے مجاہدہ عاشقوں کا ہے جو ہمیشہ بے قرار اور بجز دولت کے سب سے بیزار رہتے ہیں۔ ؎

یارب جمال اپنے سوا ہم کو تو کہیں ہرگز نہ دے قرار نہ واں اور نہ یہیں

اِنکا تن دنیا کی لذتوں سے اور دِل قیامت کی لذتوں سے بے نصیب اور روح مولےٰ کے ذِکر سے شاداب رہتا ہے۔ نہ کسی کو اُن سے اور نہ اُنکو کسی سے کچھ کام اور تعلق ہے۔ العشق نارٌ تقع فی القلب وتحرق ماسوی المحبوب ترجمہ عشق ایک ایسی آگ ہے جو دِل میں واقع ہوتی اور بجز محبوب کے سب چیز کو جلا دیتی ہے۔ اُن کا نقد وقت ہے۔ اُنکی زبان پر دوست کا نام اور دل میں اُسی کی طلب اور سر بسجود ہونکا مقام غیروں سے بیزار رہتے ہیں۔ یہی حالت اُنکے لئے دنیا میں مشاہدہ کے قایم مقام ہے اِس واسطے کہ یہ روح کی صفائی کے درپے ہیں۔ چوتھے مجاہدہ اِن لوگونکا جو اُسکے دربار میں کھڑے ہونیکے درجہ تک پہنچ چکے ہیں۔ یہ نہ تو زبان سے کہا جاتا ہے۔ اور نہ قلم سے لکھا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ دونوں جہان سے بھاگے ہوئے اپنی ہستی سے نکل کر مشاہدہ کے دریا میں مطمئن ہو رہے ہیں۔ ایک لمحہ بھی ہوش میں نہیں آتے۔ اور نہ دوست کے سوا کسی طرف آنکھونکو کھولتے ہیں۔ گویا کہ نمکدان حیرانی میں پڑکر نمک ہی ہو رہے ہیں۔ نام اور نشان اِن کا محو ہو چکا ہے۔ مگر اُسکو وہی سمجھتا ہے جو اِس طرف سے لذت یافتہ ہو۔ دوسرونکو کچھ خبر تک نہیں۔ قال لی یا غوث الاعظم من اختار المجاھدۃ لی لا لغیری فلہ مشاھدتی ان شاء او لا۔ ترجمہ مجھے حقتعالےٰ نے فرمایا کہ اے غوث الاعظم جو شخص کہ میری رضا کیلئے مجاہدہ کو اختیار کرے۔ نہ غیر کے لئے اُس کے لئے میرا مشاہدہ ہے۔ اگرچہ وہ چاہے یا نہ یعنی مجاہدہ کو مشاہدہ لازم ہے جیسا کہ آیا ہے۔ المجاھدۃ توریث المشاھدۃ ترجمہ مشاہدہ کیلئے مجاہدہ ایک وارث کے قایم مقام ہے۔ بندہ اور مولےٰ کے درمیان میں غیر کا تعلق پردہ اور محجوبی ہے دوری اور مہجوری کا باعث فخر اور تکبر ہے۔ جب یہ اُٹھ جائیں۔ تو مقصود حاصل ہو جاتا ہے۔ جیسے کہ شیشے میں حالت ہے۔ کہ اگر اس پر تیرہ بن اور سیاہی وغیرہ

ہو تو کبھی چہرہ دکھائی نہیں دیتا۔ اُور اگر صفا ہو۔ اور چہرہ دیکھنا چاہو۔ برابر نظر آنے لگتا ہے۔ قال لی یا غوث الاعظم لا بد للطالبین من المجاھدۃ کما لا بُدَّ لھم من الوصال۔ ترجمہ مجھے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے غوث الاعظم طلب کرنیوالوں کیلئے مجاہدہ کرنا نہایت ضروری ہے۔ جیسے کہ اُنکے لئے وصل ضروری ہے اور کمال جمال لایزال بجز صفائی کے ہرگز دکھائی نہیں دیتا ؎

رکھ صاف شیشہ اپنا پردہ رہے نہ کائی ۔۔۔ کچھ بھی نظر نہ آوے گر ہووے نہ صفائی

دونوں جہان کے غم کو دل سے نکال باہر ۔۔۔ بن یار اپنے کچھ بھی باقی رہے نہ رائی

دل کی سیاہی اور موٹائی کو جبتک کہ مجاہدہ کے مصقلہ اور جذلہ کے ذکر کی تابش سے اُٹھا کر دینی اور دنیاوی تعلقوں سے پاک کر کے دوئی اور خودی کو اُس کے چہرے سے نہ ہٹایا جائے تب تک صفائی اور جمال آلہی کبھی نظر نہیں آ سکتا۔ جیسے کہ عاشق کو معشوق سے چارہ نہیں۔ ایسا ہی اپنی جان قربان کرے۔ اور خون کھانے سے بھی کسی وجہ سے چارہ نہیں ہے جس شخص نے کہ اپنے سر کو قربان نہ کیا ہو۔ وہ اگرچہ کیسی ہی خواہش کیوں نہ کرے۔ کبھی اِس دربار تک نہیں پہنچ سکتا:۔

قال لی یا غوث الاعظم ان احب العباد الی اللہ العبد بھذہ المنزلۃ فھو عبدی لم یلد ولم یکن لہ کفوا احد۔ ترجمہ مجھے حق تعالےٰ نے فرمایا کہ اے غوث الاعظم تحقیق بندوں میں سے بہت محبوب وہ بندہ ہے۔ کہ اُس کے لئے ماں باپ جورو اولاد وغیرہ سب کچھ ہو۔ مگر وہ اُن کی طرف سے فارغ دل ہو رہے۔ اُن کی قوت وغیرہ کا کسی وجہ کا فکر نہ کرے۔ جب اِس مرتبہ تک پہنچتا ہے۔ تو وہ ایسا میرا بندہ ہوجاتا ہے۔ کہ گویا وہ کسی سے نہ جنا ہے۔ اور نہ کوئی اِس سے جنا۔ اور نہ کوئی اِس کی کفو ہے۔ یعنی ایسا بندہ میری صفتوں اور اخلاقوں متصف اور متخلق ہے۔ کیونکہ اِس نے ہر ایک طرح کے تعلق سے دست برداری کی۔ اور ہر ایک تفرقات سے باہر نکل آیا ہے۔ گویا اِس سے آں حضرت رضی اللہ عنہ مراد ہیں۔ کہ اے غوث الاعظم تو مجھے سب بندوں سے محبوب ہے:۔

قال لی یاغوث الاعظم من لم یذق فناء الوالدین لمحبتی ومودتی لم یجد لذۃ الوحدانیۃ والفردانیۃ - ترجمہ مجھے حق تعالےٰ نے فرمایا کہ اے غوث الاعظم جو شخص کہ میری دوستی اور محبت کے لئے اپنے والدین کے فناہ ہوجانے کی لذت نہ اٹھائے۔ وہ وحدانیت اور فردانیت کی لذت کب اٹھا سکتا ہے۔ والدین سے یا تو نام اور نشان کا دور کردیا مراد ہے۔ کہ ان میں سے کوئی چیز باقی بھی نہ رہے۔ تو تب فردانیت کی لذت آتی ہے۔ یا دین اور دنیا سے ہاتھ اٹھا دینا مراد ہے۔ شعور اور روئی میں سب طرح کی پریشانی وغیرہ ہے جب اس کو دور کردیا جائے۔ جیسا کہ خداوند تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ ویبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام - ترجمہ تیرے پروردگار کی ذات باقی رہے گی جو صاحب جلال اور بزرگی کا ہے۔) تو سب طرح کی لذت وغیرہ حاصل ہوتی ہے۔ یا یہ معنے ہیں کہ اہل تصوف کی اصطلاح میں مرتبہ غوثی اور قطبی سے واحدانیت اور فردانیت بھی ایک مرتبہ ہے۔ جو ان دونوں سے بلند اور اعلیٰ ہے۔ جب تک ان مرتبوں کو طے نہ کرے۔ یہاں تک پہنچ نہیں سکتا والدین کے فناہ کرنیکے ظاہری معنے تو وہ ہیں جو پیچھے ذکر ہوئے اور یہ بطور تاویل کے ہیں۔ قال لی یاغوث الاعظم اذا اردت ان تنظر الی فی محل فاخترقلبا فارغا عن سوائی - ترجمہ مجھے حق تعالےٰ نے فرمایا کہ اے غوث الاعظم جبکہ تو مجھے کسی مکان میں دیکھا چاہے۔ تو ایسا دل دیکھ اور اختیار کر جو میرے سوا ہر ایک چیز سے فارغ ہو۔ سچا طالب اور دوست جبکہ جمال کمال محبوب اپنے کو دیکھا چاہے تو اسکو چاہیئے۔ کہ کسی ایسے اہل دل کی تلاش کرے۔ جو دونو جہان کے عیش و آرام سے بے پرواہ اور غیرت سے ہر ایک وجہ سے بیزار اور دوست کے جمال سے بآرام ہو۔ ایسے دل میں جب دیکھے تو خدا کے سوا کوئی چیز نہ دیکھیگا۔ اسکی صحبت اور خدمت کو اختیار کرکے اسکی نظر میں منظور ہوکر اپنی ذات اس کی ذات اور صفات کو اس کی صفات میں محو کردے۔ تو اس کا دل اور سراس کا دل اور سر ہوکر دوست کا جمال۔

برابر ظہور میں آنے لگجاتا ہے۔ ثم قلت یارب ای علم العلم وما ھو الجھل عن العلم۔ ترجمہ پھر میں نے عرض کی۔ کہ اے میرے پروردگار علم کا علم کونسا ہے فرمایا کہ علم سے جہالت۔ اے عزیز دانا وہ نہیں سے بڑا دانا وہ ہے۔ جو اپنے سر کو اس کا قربان کرکے اپنے آپ کو نادان کیطرح کردے۔ جبتک کہ خود کو نادان نہ بنایا جاوے خلقت اور نفس کے ہاتھ سے رہائی نہیں ہوسکتی جیسے کہ آیا ہے لا یکمل ایمان المرء حتی لا یقولون انہ مجنون۔ ترجمہ آدمی کا ایمان کامل نہیں ہوسکتا جبتک کہ اسکو دیوانہ نہ کہیں ؎

جہانکی قید سے باہر ہو مجنونکی صفت یارل — بیابان محبت کا پکڑ راہ اور سیدھا چل
یقین سے ہو کے متوجہ غمونکے جنگلو نمیں رہ — وصل محبوب کا تجھکو ہو تب حاصل جو ہے مشکل

اور اپنے محبوب کے ذکر کے شغل اور فکر کے استغراق میں سب جہان کو فراموش کردے۔ جیسا کہ کسی بزرگ نے فرمایا ہے۔ ؎

جو کچھ پڑھا ہے مَیں وہ سب بھلا دیا — پر دوست کی باتیں ہیں بھولیں نہیں کبھی

دوست کے وصل مَیں جب حضوری اور خوشی حاصل ہو۔ تب علم بھی جہل ہوجاتا ہے العلم حجاب اللہ الاکبر۔ ترجمہ علم ایک حق تعالےٰ کی طرف سے بڑا بھاری پردہ ہے۔ یہاں سات صفتونکا نام علم ہے۔ ان میں سے چار تو واحدیت کے مرتبہ میں ظاہر ہوتی ہیں۔ جنکو علم اور کشف اور نور اور شہود سے تعبیر کیا کرتے ہیں۔ اور یہ اگرچہ لفظ تو چار ہیں۔ مگر مترادف المعنی ہیں۔ یعنی اُنکے معنے ایک ہی ہیں احدیت کے مرتبہ میں جہل مطلق تھا جسمیں ان صفتونکا کسی وجہ سے کوئی بھی ظہور نہ تھا۔ اور جب اِس سے واحدیت کے مرتبہ میں پہنچکر مظہر صفات مذکورہ ہوا۔ تو یہی صفتیں چہرہ ذات کے آگے ایک پردہ یا آڑ کی طرح ہوگئیں۔ اور اسم ذات صفات کے ساتھ متعین ہوگیا۔ اور صفات علم مقتضی معلول ہوکر جہان مَیں جو کچھ پیدا کرنا تھا۔ کیا۔ اور اسم بھی غربت سے بدل ہوا اور وہ متعین جسمیں ذرہ تک بھی دوئی وغیرہ کا نام نہ تھا۔ جب ظاہر ہوا تو ہر ایک نے اغیاروں سے ظہور کردیا۔ اسیواسطے بزرگونے

فرمایا ہے۔ الذات یحجب بالصفات والصفات یحجب بالاسماء والاسماء یحجب بالافعال۔ ترجمہ۔ ذات ساتھ صفتوں اور صفتیں ساتھ اسماء اور اسماء ساتھ فعلوں کے پردہ میں ہو جاتے ہیں۔ قال لی یا غوث الاعظم طوبی لعبد مائل قلبہ الی المجاھدۃ وویل لعبد مائل الی الشھوات۔ ترجمہ مجھے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے غوث الاعظم اس بندہ کے تئیں خوشی اور راحت ہے جس کا دل مجاہدہ کیطرف رغبت اور میلان کرنے والا ہے۔ اور ہلاکت ہے اس کو جو خواہشوں کی طرف میلان کرتا ہے۔ مجاہدہ کی تین قسمیں ہیں جنکو ہم اس سے پہلے بیان کر چکے ہیں۔ اب ہم شہوت کی تشریح کرتے ہیں۔ سو یہ ایک تو عام ہوتی ہے جو کھانے اور پینے اور کثرت مال اور اسباب اور جاہ اور فخر اور دنیاوی فایدوں کے حاصل ہونے پر ہوا کرتی ہے۔ دوسری شہوت خاص جو نماز اور روزہ اور ثواب آخرت کے فخر اور کثرت پر ہو۔ تیسرے اخص الخاص جو کشف اور کرامتوں اور علو شان اور مرتبہ غوثی یا قطبی کے حاصل ہونے پر ہوا کرتی ہے۔ اور بس خیر الکلام ما قلّ ودلّ والعاقل تکفیہ الاشارۃ۔ ترجمہ بہتر کلام موتی وہ ہے۔ جو کمتر ہو اور معنے کثیر پر دلالت کرے اور عقلمند کو اشارہ ہی کافی ہے۔ قال غوث الاعظم رایت الربّ تعالےٰ وسالت عن المعراج فقال ھو العروج من کلّ شیٔ سوائی وکمال العروج ما زاغ البصر وما طغیٰ۔ ترجمہ حضرت غوث الاعظم رض فرماتے ہیں۔ کہ میں نے پروردگار کو دیکھ کر معراج سے سوال کیا کہ کیا ہے۔ تو حق تعالےٰ نے فرمایا کہ وہ ہر ایک چیز سے جو میرے سوا ہو۔ عروج کرنا ہے۔ اور کمال عروج یہ ہے کہ جو اس ٹکڑے آیت میں مذکور ہے کہ نہ آنکھ نے کجی کی اور نہ گمراہ ہوا۔ عروج اوپر جانے کو اور نزول نیچے آنے کو کہتے ہیں۔ طالب صادق اور عاشق کامل جبتک ہر ایک چیز سے عروج نہ کرے پروردگار تک نہیں پہنچ سکتا۔ اِنِّیْ ذَاھِبٌ اِلٰی رَبِّیْ سَیَھْدِیْنِ ۝ ترجمہ میں اپنے رب کیطرف جانیوالا ہوں۔ قریب ہے۔ کہ وہ مجھے رہنمائی کرے) اسی سے مراد

ہے۔ عام لوگوں کا عروج ناسوت سے ملکوت تک اور خاصوں کا ملکوت سے جبروت تک اور خاص الخاصوں کا جبروت سے لاہوت تک ہے یعنے عاموں کا عروج تو یہ ہے۔ کہ بُری صفتوں کو چھوڑ کر صفات حمیدہ (نیک صفتوں) کی طرف آجائیں۔ اور خاصوں کا یہ کہ نیک صفتوں سے طرف نیک صفتیں اور اُن سے روحانی صفتوں کی طرف شوق اور ذوق اور محبت سے عروج کرنا ہے۔ اور خاص الخاصوں کا روحانی صفتوں سے رحمانی صفتوں تک پہنچ جانا عروج ہے۔ سب سے کمال عروج وہ ہے جسکو رب العزت نے اپنے محبوب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم کے نصیب فرمایا۔ اور اس آیت میں اس کی تعریف فرمائی۔ مازاغ البصر وما طغیٰ۔ ترجمہ۔ نہ تو آنکھ نے کجی کی اور نہ گمراہ ہوا۔ یہ ایسا عروج ہے۔ کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو عطا کیا گیا۔ تو آپ کے سامنے ہر ایک چیز کی گئی آپ نے کسی کی طرف التفات نہ کی۔ اور ایسا عروج کیا کہ اپنے شعور سے بھی گذر گئے۔ اِنَّ اِلٰی رَبِّکَ الْمُنْتَھٰی ترجمہ۔ تحقیق طرف پروردگار تیرے کے ہے۔ انتہا) میں بھی جس کیطرف اشارہ ہے۔ قال لی یاغوث الاعظم لا معراج لمن لا صلوٰۃ لہ والمحروم عن الصلوٰۃ ھو المحروم عن المعراج ترجمہ مجھے حق تعالےٰ نے فرمایا۔ کہ اے غوث الاعظم اس شخص کا کوئی معراج نہیں۔ جس کی نماز نہ ہو۔ اور جو شخص کہ نماز سے محروم ہے۔ وہ معراج سے بھی محروم ہے۔ کیونکہ نماز بحکم الصلوٰۃ معراج المؤمنین۔ ترجمہ نماز مومنوں کا معراج ہے۔ یہی ایک قسم کا معراج ہے جسکی محرومی سے گویا معراج سے محرومی ہے۔ اے عزیز عام لوگونکا معراج تو یہ ہے۔ کہ غیبت وغیرہ بیہودہ کاموں اور حدث اور پلیدی ظاہری کو چھوڑ دیں۔ اور خاصوں کا یہ کہ خطرات نفسانی اور شیطانی اور پلیدی باطنی بلکہ دوئی کو چھوڑ کر متصف باتحاد ہوجائیں۔ اور خاص الخاصوں کا خودی اور دوئی اور ہستی اور شعور اور ترک روی اور سر سے نکل آنا غرضیکہ نماز ایک ایسی عبادت جامع ہے۔ کہ اس میں قرآن اور تسبیح اور درود دعا مراقبہ حضوری وغیرہ وغیرہ ہر ایک قسم کی عبادت

موجود ہے۔ اسیواسطے اُسکے حق میں فرمایا گیا۔ المصلی یناجی ربہ۔ ترجمہ نمازی اپنے پروردگار سے مناجات کرتا ہے۔) نماز کی بھی تین قسمیں ہیں۔ یعنی تین قسم پر منقسم ہے۔ نماز عام اور نماز خاص اور نماز خاص الخاص۔ نماز عام یہ ہے۔ کہ حق تعالےٰ کی عبادت اِس طرح کرے کہ گویا وہ اسکی جمیع حالات ظاہری اور باطنی کو دیکھ رہا اور واقف ہے۔ اور نماز خاص یہ ہے۔ کہ حق تعالےٰ کی پرستش اِس طرح کرے۔ کہ گویا یہ حق تعالےٰ کو اپنے سامنے دیکھ رہا ہے یعنے ایسا مستغرق اور محو ہو جاوے۔ کہ باطنی مشاہدہ حاصل ہو۔ اور خاص الخاصوں کی نماز یہ ہے۔ جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نصیب تھی کہ نماز کے وقت اپنے شعور وغیرہ سے بالکل بے خبر رہتے جبھی نماز کی حالت میں آپ کے بدن مبارک سے تیر نکالا گیا۔ اور کچھ بھی درد وغیرہ معلوم نہ ہوا۔ اِنہیں کا یہ قول ہے۔ کہ لم اعبد ربا حتی اراہ ترجمہ میں پروردگار کی عبادت نہیں کرتا جب تک کہ اِس کو دیکھ نہ لوں۔ نماز عام شریعتی یہ ہے۔ کہ اپنے منہ کو ظاہری قبلہ کی طرف اور دِل کو رکعتوں کی حضوری میں رکھیں اور باطن سے کچھ خبر نہ رکھیں۔ اور نماز خاص طریقتی یہ ہے۔ کہ قبلہ باطنی کی طرف اپنے منہ اور باطن حضور کی طرف دِل رکھیں۔ اور اِدھر اُدھر ہرگز نہ دیکھیں۔ مگر حق تعالےٰ کے مشاہدہ سے بے خبر ہوں اور نماز خاص الخاصوں کی جو حقیقی ہے۔ یہ ہے۔ کہ اپنی آنکھ وغیرہ اعضا ظاہری و باطنی کو دوست کے جمال ہی کی طرف رکھیں اور اپنے آپ کو درمیان میں نہ لائیں۔ اور شعور اور خودی اور ہستی اپنی سے کچھ بھی خبر نہ رکھیں۔ سجدہ کرنے والا اور سجدہ کیا گیا۔ بجز ذات واحد کے اور کوئی نہ دیکھے۔ اور نہ جانے اللھم ارزقنا ھذہ الصلوٰۃ بحق محمد ن المحبوب وآلہ المسعود وصلی اللہ تعالےٰ علی رسولہ خیر خلقہ محمد وآلہ اجمعین الطیبین الطاھرین برحمتک یا ارحم الرّاحمین۔ ترجمہ

اَے پروردگار ہمارے طفیل اپنے محبوب محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم اور اُس کی آل مسعود کے یہ نماز ہم لوگوں کے بھی نصیب کر۔ اور حق تعالےٰ کی رحمت اور سلام اُس کے رسول بہترین خلقت جناب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور اُس کی آل سب کے جو ہر ایک نجاست ظاہری اور باطنی وغیرہ سے پاک ہے۔ نازل ہو۔ اَے بہت رحم کرنے والے سب رحم کرنے والوں سے ایسا ہی کر۔

آمین

تمام شد رسالہ شرح غوثیہ

جامع الاکاسیر معروف بہ رسالہ کشتہ جات نظیر

طالبان علم کیمیا کو مبارک ہو کہ وہ اسرار کیمیا گری جو کیمیا گروں کے سینہ بہ سینہ چلے آتے ہیں اور خاص کر انہی کی ملکیت تھی کسی نے نسخہ بیان کرتے وقت طرح طرح کی سرگوشیاں کرتے تھے وہ نکات خاکسار نے اس رسالہ میں اظہر من الشمس کر دیئے ہیں کہاں ہیں وہ لوگ جو راستہ بھولے ہوئے تھے انکا پیر بلکہ گمگشتگان کو راہ راست پر لانے والا سورج روشن ہو گیا ہے اگر اب بھی وہ اس سحر اثر کتاب کو اپنی حرز جان سمجھکر نہ خریدیں تو ہمارا کیا قصور ہے ہم اسکی سفارش نہیں کرتے کہ آپ اسکو خرید کریں صاف کہدینا کافی ہے قیمت حصہ اول دوم سوم چہارم پنجم

ملنے کا پتہ میر امیر بخش تاجر کتب کشمیری بازار لاہور

شروع رسالہ نوریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وبہ نستعین

قال قطب الاقطاب وفرد الاحباب الشیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ من رای محبا للہ فقد رای اللہ - ترجمہ قطبوں کے قطب اور خدا کے دوستوں کے یکتا حضرت شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ جو شخص حق تعالےٰ کے دوستوں میں سے کسی کو دیکھے تحقیق اس نے اللہ کو دیکھا ہے۔ کیونکہ اس کے باطن پر بجہ احدیت کا سورج اور یقین کے نور چمک اور پرتو ڈال کر اس کے محبوب بن چکے ہوئے ہیں۔ اس لئے انکی صحبت اور دیکھنا خدا کی صحبت اور دیکھنا ہے۔ گویا یہ نور مطلق ہو چکے ہیں۔ یہ بیت گویا انہیں کے شاہد حال ہے ؎

دیکھنا چاہیئے تو اس کا رخ منور اے اخی — تو ہماری رُخ ہی کو لے دیکھ ہر یہ بھی وہی

دیکھنے اُس کیلئے ہم آئینہ کیطرح ہیں — گرچہ ہے وہ اصل ہم اس سے ہوئی سب فرع ہیں۔

اور نیز جیسے کہ کسی نے فرمایا ہے۔ ؎

آسمان نیلے کے نیچے بھی خدا کے یار ہیں — جو سوا حق ہر تعلق سے ہوئے بیزار ہیں

ذات حق کے ہیں یہ شیشے دیکھ لو اگر انہیں — انکی زیارت رب کی زیارت ہے نہ یہ اغیار ہیں

المولی ریحانۃ اللہ فی الارض یتشممہ الصدیقون تتصل رائحتہ الی تلوبھم فیتشاقون الی ربھم۔ ولی زمین میں خدا کا نیاز بو ہے جس کو سچے لوگ سونگھتے ہیں۔ اور اسکی خوشبو انکے دلوں میں پہنچتی ہے۔ تو اپنے پروردگار کی طرف

مشتاق ہوتے ہیں علی تفاوت منازلھم۔ ان کے مرتبوں کے تفاوت پر جیسا کہ کہا گیا ہے ؎

میر سے لگے کعبہ کو رستہ میں یار	روتے اور ہنستے ہیں جی تو بیشمار
ایک بجلی کیطرح تیز رو	ایک ہے لنگڑا بمشکل چلتا ہے

من احبّ اللہ صار قلبہ شوقیا کلیًا واعراضا کلیًا وفناءً کلیًا لا جرم یصیر ھمومہ ھما واحدًا۔ ترجمہ جو شخص کہ اللہ کو دوست رکھے اس کا دل شوق کلی اور اعراض کلی اور فنا کلی ہو جاتا ہے۔ اسی واسطے اسکے غم صرف ایک ہی غم ہو جاتا ہے یعنی خدا کی ملاقات کا نہ دنیا اور آخرت کی محبت وغیرہ چنانچہ کہا ہے ؎

دل کے اندر تھے ہزاروں فکر و غم — اب رہا ہے محض اللہ ہی کا ہم

یا غلام اجھد فی طاعۃ ربّک بکلّ جھدک اے بیٹا اپنے پروردگار کی عبادت میں اپنی تمام طاقت کیساتھ کوشش کر یعنے جو کچھ کہ تیری طاقت ہے سب کی سب خرچ کر دے عرض "اسکے راہ میں قوت و طاقت جو ہے سب خرچ کر دے"

اجھد ان تعطی من حرمک۔ اسبات کی کوشش کر کہ جو تجھے محروم کرے اسکو جو کچھ ہو عطا کر۔ وتعفو لمن ظلمک اور جو تجھ پر ظلم کرے اس سے درگزر کر۔ وأجھد ان یکون بیتک مع العباد وقلبک مع ربّ العباد۔ ترجمہ اور کوشش کر یہ کہ تیرا گھر ساتھ بندوں کے اور دل بندوں کے پروردگار کے ہو جیسا کہ کہا ہے ؎

اندر سے تم آشنا باہر سے بیگانہ رہو — ایسی سوہنی چال والے کون ہیں ہم کو کہو۔

ویلک لا تکن ذا وجھین وذا لسانین وذا فعلین بفلان وفلان تجھ پر افسوس ہے۔ دو منہ والے اور دو زبان اور دو کام والے کہ ایک کے ساتھ اور ایک سے کچھ مت ہو۔ جیسا کہ کہا ہے ؎

دل کو بھی چاہیئے ایک منہ ایک اور زبان بھی ایک — امن و امان اسی میں ہے اور ہے یہ کام نیک

قفوا بینہ علی قوم الافلاس من عقولکم وعلومکم لتناولوا علمہ۔ اس کے پاس اپنے عقلوں اور علموں سے مفلسوں کی قوم کیطرح کھڑے ہو تاکہ اس کے علم کو حاصل کرو۔ جیسا کہ کہا ہے ؎

جو علم بن واسطہ ہووے نہیں۔ مثل رنگ ماشطہ نا ہو کہیں
اپنے علم و عقل سے تو درگذر کر اپنے خالق پاس بیٹھ اے باہنر
تا تجھے حاصل ہو علم انبیاء بن کتاب اور بن معلّم اے فتا
رکھتے ہیں صوفی خبر اس راہ کی ہر عقل اس جا نہ پہنچے اے اخی
جب کہ روشن ہو جائے وصف قدیم وصف انسانی جلے سب اے فہیم

(لا یحجم) الشرک فی الظاھر والباطن شرک کی دو قسمیں ہیں۔ ایک شرک تو ظاہر میں ہے۔ اور ایک باطن میں۔ الظاھر عبادۃ الاصنام شرک ظاہر بتوں کی پرستش ہے۔ والباطن الاتکاء علی الخلق اور باطن خلقت پر بھروسہ کرنا۔ والرّیاء تھم فی الضرّ والنفع اور نقصان اور نفع میں ان کا دیکھنا اسیواسطے کہا گیا ہے۔ ؎

راحت اگر ملے تجھے یا رنج اے حکیم کر غیر کی طرف نہ نسبت کہ یہ خدا کرے

(لا یحجم) اجھد ان تکون مظلومًا ومقھورًا ولا تکن قاھرا کوشش کر یہ کہ تو مظلوم اور مقہور ہو۔ اور قہر کرنیوالا نہ بنے۔ جیسا کہ کہا ہے۔ ؎

بادشاہ ہرگز نہ بن ہو جا غلام گنید بن ٹلا نہ ہو اے خوش خرام

اجھد ان لا تاکل لقمۃ ولا تمشی خطوۃ ولا تعمل شیئًا فی الجملۃ الا بنیۃ صالحۃ یصلح للحق عزوجل کوشش کر یہ کہ تو کوئی لقمہ نہ کھائے۔ اور نہ قدم چلے اور نہ کوئی تھوڑا ہو۔ یا بہت مگر ساتھ ایسی نیک نیت کے جو حق تعالیٰ عزوجل کے دربار کی صلاحیت رکھے

دل کے کان اپنے گرا دھر تو کرے ؎ ہم بتا دیں تجھے حظ اخلاص
کام ہر اک میں خاص نیت کر کیمیا کی طرح ہے نیت خاص

(لا یحجم) یا غلام محتاج فی خلوتک الی ورع یخرجک من المعاصی والزلات ومراقبۃ تذکرک نظر الحق الیک اے بیٹا! تو اپنی خلوت میں ایسی پرہیزگاری کا محتاج ہے۔ جو تجھے گناہوں اور لغزشوں سے نکال دے۔ اور ایسے مراقبے کا جو تجھے حق کی نظر کو جو تیری طرف ہے۔ یاد دلائے جبکہ تو پروردگار کو اپنے ہر ایک کام اور احوال میں دیکھنے والا پائے تو جو چیز

کہ ناپسند ہے۔ وہ ہرگز نہ کر۔ اور اسی کا اندیشہ اور خیال رکھ۔ جو اسکی طرف آنیوالی ہے ؎

پاسبان دل کا ہو اندر کل حال　　چور کوئی تا نہ پاوے یاں مجال
جو خیال غیر حق ہو چور ہے　　صوفیو نکی یہ ریاضت ہے کمال

جو کچھ ان دو لائیوں میں حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے۔ یہ اس رستے سلوک کے اصل اور ضروری ہیں۔ ہر ایک سالک کو ان پر عمل کرنا مقصود تک پہنچانے والا ہے۔ یعنی بیداری اور بھوک اور چپ رہنا۔ اور گوشہ نشینی اور پرہیزگاری (یعنی گناہوں کا چھوڑنا) اور مراقبہ جس سے مراد یہ ہے۔ کہ اپنے جمیع اعضاء کو ناپسندیدہ کاموں سے بچانا۔ اور خدا کے ذکر میں ہمیشہ رہنا وغیرہ وغیرہ جو ذکر کیا گیا ہے۔ سالکان راہ خدا کو ان پر چلنا نہایت ضروری ہے۔ اس کے سوا کسی کو بھی خدا تک رسائی نہیں ہو سکتی :۔

ذکر کرنے والا طریقہ یہ ہے۔ کہ قبلہ کی طرف منہ کر کے چار زانو بیٹھ کر ہاتھوں کو ران پر رکھ کر آنکھیں بند کرے اور دل کو حاضر کر کے بڑی تعظیم کیساتھ لا الٰہ الا اللہ کہنا شروع کرے۔ تمام قوت سے ناف کے نیچے سے لا الٰہ کو زبان کیساتھ نکالکر الا اللہ کو اس طرح دل پر لگائے۔ کہ حرارت کا اثر اس میں پہنچ جائے مگر آواز کو اونچا نہ کرے۔ جہاں تک ہو۔ آہستگی میں کوشش کرے۔ مصرع

"جو کہ پوشیدہ میں لذت ہے۔ وہ ظاہر میں نہیں"

اسی طرح ذکر میں ہمیشہ لگا رہے۔ اور دل میں اس کے معنوں کا بطور نفی اور اثبات کے خیال رکھے چنانچہ لا الٰہ کیوقت جسقدر کہ دل میں خطرے آویں نیک ہوں۔ یا بد سب کی نفی کر کے یہ خیال کرے کہ میں کوئی بھی چیز نہیں چاہتا اور نہ طلب کرتا اور کوئی مطلب نہیں رکھتا۔ الا اللہ خدا کے سوا اور جس چیز کا دل میں ہیوند دیکھے لا الٰہ اللہ کیساتھ اسکی محبت کو بیخ و بنیاد سے اکھاڑ دے اور سچے دل سے الا اللہ کہے اور حق تعالےٰ کو قائم مقام محبت کرے۔ جب ذکر کی کثرت سے زبان پر کچھ فتور لاحق ہونے لگے۔ تو نفس کو بند کر کے تین بار لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ایک دم میں کہے۔ اور پھر کر کے بعد اِس بات کو بھی خیال میں لاکر کہتا رہے کہ اے میرے پروردگار میرا مقصود صرف تیری ذات اور رضا ہے نہ غیر اس کا۔

(لائحہ) یا غلام دع النفس والهوی وکن تراباً تحت اقدام هؤلاء القوم وتراباً بین ایدیهم اے بیٹا نفس اور ہوا کو چھوڑ دے اور اِس قوم (یعنی اولیاء اللہ) کے قدموں کے تلے مٹی ہو جا اور اِن کے روبرو بھی مٹی بن جا۔ جیسا کہ کہا گیا ہے۔ ؎

دوستان حق کا ہو تو خاکپا ۔ خواہش اپنی سب کی سب کر دے فنا
مینہ سے کب ہو سبز پھر اے اخی ۔ خاک ہوتا پھول اُگتے جا بجا

یا غلام تناول الاقسام بید الزهد لا بید الرغبة اے بیٹا اپنی قسمتوں کو زہد (خواہش اور سرد دلی) کے ہاتھ سے پکڑ۔ نہ ساتھ رغبت کے ہاتھ کے جیسا کہ کہا ہے۔ ؎

کسی شے کیطرف رغبت نہ کر ہرگز کبھی دل سے ۔ نہیں تو یہ صفائی جوہر سب نابود ہو جائے
بجز رب کے اگر رغبت سے کچھ خواہش کریگا تو ۔ بنے گی وہ بلا مجھکو صداقت کی رہے نہ جائے

اے درویش جو کچھ کہ تیرے نصیب میں ہے۔ تو اگر چاہے یا نہ چاہے عاشقوں کیطرح تجھ پر آجائیگا۔ مگر تجھے چاہیئے۔ کہ خدا کی عبادت سے نہ ہٹے اور اپنے منہ کو دل وجان سے بطرف غیر اللہ کے ہرگز نہ کر اور خدا کی ذات میں ایسا مستغرق ہو کہ تجھ میں طلب کا بھی کوئی ارادہ باقی نہ رہے۔ اِسیواسطے کہا گیا ہے۔ ؎

کام اپنے ہیں ہیں غافل سب کے سب	عقل والے ہیں سبھی درکار رب
لیک جو عاشق ہیں یا ہران سے ہیں	محو ہیں دیدار رب میں ہر سبب
ہیں اچنبا کام عاشق کے سبھی	طالب و مطلوب خود ہی غیر کب

طوبیٰ لك ان واقفت الحق واجبة۔ تجھے خوشی ہے۔ اگر حق تعالےٰ کی موافقت کرے اور اس پر اعتراض کی زبان نہ کھولے۔ اور اس کو دوست رکھے۔ جیسا کہ کہا گیا ہے ؎

اِسکے آگے سر کو رکھ جوں اسماعیل ۔ جان اپنی دے اُسے بے قال وقیل

تا ہمیشہ خوش رہے یہ جان تری — جان حضرت جوں ہے یارب خلیل
لطف و قہر ہوں اُسپر ہوں میں عاشق سدا — اپنے رنج و درد پر بھی اَے خلیل

(لائحہ) من شرائط محبۃ اللہ موافقۃ فیک وفی غیرک۔ خدا کی محبت کی شرطوں سے اپنے اور غیر کے بیچ میں اسی کا موافق ہونا ہے جیسا کہ کہا گیا ہے ؎

خود پسندی نہ عشق میں جایز — ہے غریبی و دردمندی عام
خود پسندوں کی جا نہیں اس جا — ہے مرا جو نہ رکھے عجز تمام

(لائحہ) من یجعل لنفسہ وزنا فلا وزن لہ جس شخص نے اپنے نفس کیلئے کچھ اعتبار اور مقدار مقرر کیا۔ اسکی کچھ بھی قدر و عزت نہیں اسیواسطے کہا گیا ہے ؎

چن لئے ہیں پاک سب بیشک دریں — جو سمجھتے اپنے کو بدسب سے ہیں
گر تو اپنے آپ کو سمجھے گا کچھ — پس تو نالائق ہے جان اَے نورعین

(لائحہ) علیکم بمذھب السلف الصالحۃ پہلے لوگوں نیکوکاروں کے مذہب پر رہنا تمپر لازم ہے۔ اسی واسطے کہا گیا ہے ؎

راہ اِن لوگوں کے چل اَے ہوشیار — جو ہیں مقبول خدا ذی اعتبار
بیوقوفوں کے نہ پیچھے چل کبھی — ورنہ اندھوں کی طرح ہوویں خوار

(لائحہ) فمن اراد اللہ بہ خیرا اغلق علیہ ابواب الخلق وقطع عطاھم عنہ حتی یودہ بذالک الیہ جسکے ساتھ حق تعالےٰ نیکی کا ارادہ کرتا ہے اسپر خلقت کے دروازے باندھ دیتا ہے۔ اور اِنکی عطا اِس سے قطع کر دیتا ہے تاکہ اِسکے ساتھ اِسکو اپنے ساتھ پھیر لائے۔ (لائحہ) من استغنی باللہ احتاج الیہ کل شیء۔ جو شخص کہ حق تعالےٰ کیساتھ خلقت سے بے نیاز ہوجائے اِسکی طرف ہر چیز محتاج ہوجاتی ہے۔ جیسا کہ کہا گیا ہے۔ ؎

جس دل میں ہو خیال اِس یار مہربان کا — پڑتا ہے اِسکے پاؤں پہ ہر مرد و زن شاں کا

یا قبلک الحق عزوجل بالفقر۔ حقتعالیٰ غالب اور بزرگ تجھے اظہار فقر کے سبب عذاب کرتا ہے۔

والسوال عن الخلق رفع الرحمة فی قلوبھم اور خلقت سے سوال کرنا اِن کے دِلوں سے مہربانی کو اُٹھا دینا ہے۔ جیسا کہ کہا گیا ہے۔ ؎

مانگنے سے ختیو نہیں تو رہے ترک کر اِس فعل کو عاجز کہے۔

وافتاہ کیف تموتون وما عرفتم ربکم اَے جوان تعجب اور افسوس ہے کہ تم لوگ کیسے مرو گے۔ اِس حال میں کہ تمنے اپنے پروردگار کی معرفت کو بالکل نہیں حاصل کیا اسیواسطے کہا گیا ہے ؎

ہے بہت افسوس تجھ پر اے جوان موت کے نزدیک پہنچا آدمیاں
پر تجھے کچھ خبر جاناں کی نہیں کیا کیا ہیں اُسکی الفت کے نشاں

الشجاعۃ صبر ساعۃ شجاعت صرف ایک ساعت جس سے مراد مدت عمر دنیا ہے) یا طالب الا شیاء من غیرہ ما انت عاقل ھل شئ ھو لیس فی خزائن اللہ۔ اَے عزیز! غیر سے چیزیں مانگنے اور طلب کرنیوالے تو عقلمند نہیں ہے۔ آیا کونسی چیز ہے۔ جو خدا کے خزانوں میں نہیں۔ تاکہ تجھے اِسکے مانگنے کی اور جگہ حاجت پڑے۔ اِسیواسطے کہا گیا ہے۔ ؎

دوسرو نسے مانگتا کیوں پھرتا ہے	کیا وہ ہے عاجز تو بندہ جسکا ہے
خاص اُس ہی مانگ غیر و نسے نہ مانگ	پاس اُسکے سب ہے عالم اُسکا ہے
خشک نہروں سے پانی کب ملے	ڈھونڈ دریا سے تو طالب جسکا ہے

ایاک والحسد فانہ بئس القرین ھو الذی خرب بیت ابلیس واھلکہ وجعلہ من اھل النار وملعون الحق عزوجل وملئکتہ وانبیائہ وخلقہ حد سے پرہیز کر اِسلئے کہ وہ بڑا رفیق اور ہمنشین ہے۔ یہ وہی ہے جسنے ابلیس کا گھر خراب اور اُسکو ہلاک کر کے دوزخیوں سے کر دیا۔ اور حق تعالیٰ غالب اور بزرگ اور اِسکے فرشتوں اور نبیوں اور خلقت کا ملعون بنا دیا ہے۔ ملتقط احیاء العلوم میں آیا ہے۔ کہ غیر کی نعمت کو مکروہ جانکر اِسکے دور ہونیکی خواہش کرنیکا نام حد ہے۔ اور اگر اِس نعمت کا دور ہونا بھی نہ چاہے۔ اور نہ برا سمجھے۔ بلکہ اِسکی مثل کی خواہش کرے تو اِسکو غبطہ کہتے ہیں۔ جیسا کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے المؤمن

یغبط والمنافق یحسد۔ ترجمہ۔ مومن غبطہ اور منافق حسد کرتا ہے حد باتفاق حرام ہے۔ ہاں اگر کسی ایسے فاجر یا کافر کے پاس نعمت کو دیکھکر اسکا دور ہو جانا چاہیئے تو درست ہے۔ جو فتنہ انگیز اور ایذا رساں خلقت ہو تو اسکو حسد نہ کہینگے اسیواسطے کہا گیا ہے ؎

ہو خلق نفس جبیں اے فتا — وہ حسد ہے پکڑ لیتا ہے گلا
اور جو ہو محض کارن ذات حق — وہ نہیں ہے حسد بلکہ ہے بھلا

اسی کیواسطے فتوح الغیب قادریہ کے ترجمہ میں لکھا ہے۔ ؎

گر کسی کا بغض دل تیرے میں آ — دیکھ اسکو با شریعت مصطفےٰ
گر وہ ہے مبغوض حق یعنے برا — ہے نہیں وہ تابع شرع ہدےٰ
تو نہیں مذموم بغض اس میں اے اخی — حقتعالیٰ اور نبیؐ چاہے یہی۔
اور گر مقبول حق سے فعل وہ — تو برا ہے بغضد کہنا جان لو
دوستان حق سے الفت چاہیئے — نہ کہ بغض و دشمنی واں پایئے
ایسے بندوں سے عداوت گر کرے — اسکا دشمن رب کا عاصی جہنمی ہے
توبہ کر اس کام سے باصد دل — ایسے بندوں کو محبت سے تو مل
ہے رضا حقتعالیٰ کا یہ کام — رحمت حق اس سے ہووے خاص و عام
ایسا ہی جسکو کہ دوست جانے تو — محض للہ کر محبت ہو بہو
گر موافق شرع اسکے کام ہیں — قول بھی ایسے ہی خاص و عام ہیں
اسکو رکھ محبوب ہی محبوب حق — گر برا ہے جان بدلے رین و شک
تا کہ حب و بغض تیرا اے فتا — ہووے سب بہر خدا و مصطفےٰ

یا غلام لو کان عندک ثمرۃ العلم و برکتہ لما سعیت الی ابواب السلاطین الی خطوط نفسک اے میرا بیٹا اگر علم کا ثمرہ اور برکت تیرے پاس ہوتا تو ہرگز اپنے نفس کی خواہشیں اور لذتیں چاہنے کیلئے بادشاہوں کے دروازوں کیطرف توسعی نہ کیا کرتا ؎

کب تجھے شاہوں کی کچھ پرواہ تھی — شمع علمی جب تیرے ہمراہ تھی
لیک جب تو نے نہ سمجھا قدر ہے — جب ہوا تو در بدر بے قدر ہے

رب سے ہوئی دور تیری قدر سب ہے بُری یہ دنیا بھائی نزدرب

(الایحہ) نوم القوم غلبۃ داکلھم فاقۃ والخرس دابۃ اس جماعت کی خواب غلبہ ہے۔ (یعنی یہ لوگ ہرگز خواب نہیں کرتے۔ جبتک کہ غالب نہ ہو) اور اِن کا کھانا فاقہ ہے (یعنی جبتک کہ لاچار نہ ہوں ہرگز نہیں کھاتے) اور گونگا پن اِنکا طریقہ ہے جیسا کہ کہا گیا ہے

صوفیونکا کام کم کھانا ہے یار رہتے ہیں دایم بذکر و فکر زار
یار کے دیدار بن کچھ بھی نہیں گونگے بہرے رہتے ہیں اکثر حزیں

یا غلام فلیکن الخرس یا بیک والخمول لباسک والحربۃ من الخلق کل مقصودک اے میرے بیٹا چاہیئے کہ گونگا پن اور خاموشی تیرا طریقہ اور گمنامی لباس اور خلقت سے بھاگنا سب کا سب تیرا مقصود ہو جائے۔ ان تستطیع ان تثقب الارض سرابا تختفی فیہ فافعل اگر ہو سکے تو یہ کہ زمین کی کسی غار میں رخنہ کرلے ایسا کہ اسمیں تو پوشیدہ ہو جائے۔ نوکر۔ جیسا کہ کہا گیا ہے ؎

بیٹھتا ہے گوشے میں جو ہوشیار کیونکہ ہے دل کی صفائی اس میں یار
غیروں سے خلوت ہو نہ دل اسسے تا نہ ہو دوئی کا کھٹکا رینہار

(الایحہ) یا غلام ان ابردت سعۃ الصدر وطیبۃ القلب فلا تسمع ما یقول الخلق ولا تلتفت الی احد منھم اما تعلم انھم لا یرضون عن خالقھم فکیف یرضون عنک اے میرے بیٹا اگر تو سینہ کی فراخی اور دل کی خوشی چاہیئے۔ تو جو کچھ کہ خلقت کہے۔ اِس کو مت سن اور اِن میں سے کسی کی طرف بھی التفات نہ کر۔ کیا تو نہیں جانتا کہ وہ اپنے پیدا کرنیوالے سے بھی راضی نہیں تو تیرے سے کیسے ہونگے اسی واسطے کہتے ہیں۔ ؎

خاص اللہ کیلئے کر کام سب	ساتھ خلقت کچھ نہ رکھ مطلوب اب
قند مصری کی طرح پر گر تو ہے	احمقونکے کہنے کڑوا ہووے کب
انبیاء کے حال پر کرلے نظر	طعن خلقت کا نہ کر کچھ دھیان تب
حق تعالیٰ تجھ پہ راضی ہو سدا	دے ہمیشہ نعمتیں اور فیض اب

(ترجمہ) یا غلام اتبع القوم الذین لا یعقلون غیر الحق ولا یسمعون من غیرہ اے میرے بیٹا اس قوم کی پیروی کر۔ جو حقتعالیٰ کے سوا کچھ بھی اندیشہ نہیں کرتے اور نہ اُس کے سوا کسی سے کچھ سنتے ہیں۔ جیسا کہ کہا گیا ہے۔ ؎

ہو غلام اُنکا جو ہیں اہل صفا ذکر حق سے جو نہ ہوں غافل ذرا

غرق ہوں دریائے جمعیت میں جو تفرقہ کے جنگلو نکو طے کیا۔ یا غلام کن مع اللہ صادقا عند مجیئی قدرہ وفعلہ حتی تری منہ الطافا کثیرا اے بیٹا حقتعالیٰ کی تقدیر اور تصرف کیوقت اسکے ساتھ چپ چاپ رہ تاکہ اُس بہت سے لطف اور مہربانیوں کو دیکھے جیسا کہ کہا ہے ؎

گر ہو درد دوں سختیوں میں مبتلا صبر کر اور دیکھ انعام خدا

کنت لا اھرب من کلام الشیوخ وناظتھم بل کنت احرس واعمی و انت لا تصبر علی کلام مھم وترید تفلم کلاً میں اپنے پیرونکی کلام اور سختی سے بالکل نہیں بھاگتا تھا۔ بلکہ گونگا اور اندھا ہو جاتا تھا (یعنی انکی سختی کیوقت) اور تو انکی کلام پر بھی صبر نہیں کرتا اور چاہتا ہے۔ کہ فلاح کیساتھ ہو جائے یہ بات ہرگز نہیں ہونے کی۔ جیسا کہ کہا گیا ہے ؎

زہر ان کا کھانہ کھا شہد حساں تاکہ لائق ہو باقبال شہاں

ضرب شاہاں اور گالی اور گلوچ دوسرونکی صفت سے یہ خوب جان

انی ارٰیک تزداد علما ظاھرا وجھلا باطنا تجھے دیکھتا ہوں کہ تو بسبب علم ظاہر اور جہل باطن کے زیادہ ہو جاتا ہے۔ (یعنے خوش ہوتا ہے) ومکتوب فی التورات تزداد علما فلیزدد وجعا وما ھذا الوجع ھو الخوف من اللہ تعالیٰ وذاک لہ وبالا اور تورات میں لکھا ہے۔ کہ جو شخص علم کی جہت سے زیادہ ہو اُسکو چاہیئے کہ از روئے درد زیادہ ہو حقتعالیٰ سے خوف کرنا ہی درد ہے۔ اور خاکساری اس اور اُسکے بندوں کیلئے ہے اسیواسطے کہتے ہیں ؎

علم پڑھتے ہیں حلم کی خاطر پھر تو کیوں تند خو ہے اے شاطر

(ترجمہ)۔ ویحک تقعد فی صومعتک وقلبک فی بیوت الخلق ومحبتھم و ھذا یاھم افسوس ہے۔ تجھے کہ تو اپنی جھونپڑی میں بیٹھتا ہے حالانکہ تیرا دل خلقت کے گھروں اور اُن کے آنے اور تحفوں کیطرف انتظاری میں لگا ہوا ہے اسیواسطے کہتے

ہیں ؎ یہ تیری صوفی و فقیری کیا — مسلمانی ہے یا ہے کفر بتا
کفن چوری و رہزنی اس سے — بہتر و خوب ہے بنز و خدا

ضاع زمانک وجعلت لک صورۃ تابلا معنی - تیرا وقت ضائع ہو چکا اور تو نے اپنے آپ کو صورت بلا معنی کر دیا ہے۔ ؎

مغز جس کو میں دیکھا پستہ و انگ — تھا وہ چمڑے یہ چمڑا مثل پیاز
پار سا منہ کریں جدہر مخلوق — بیٹھ قبلہ کو کر کے پڑھتے نماز

حسن الخلق هو ان لا یوشر فیک جفاء الخلق بعد مطالعتک للحق واستصغار نفسک نیک خو یہ ہے۔ کہ مکنونات لطف خدا کے دیکھنے اور اپنے نفس کے حقیر جاننے کے بعد تجھے خلقت کا ظلم کچھ بھی اثر نہ کرے۔ ؎

ہوں مجھے کانٹے اگرچہ لاکھ ہزار — میں ہوں خوش پھول وانگ اے دلدار
جب سے الفت ہوئی ہے تیر بساتھ — اٹھ گئے دل سے میرے کل اغیار

المحبۃ هی تشویش القلب یقع من المحبوب فیصیر الدنیا علیہ کحلقۃ خاتم محبت ایک ایسے درد کا نام ہے۔ جو محبوب کی طرف دل میں پڑتا ہے۔ تو پھر یہ دنیا بھی انگوٹھی کے حلقے یا ایک ماتم والوں کی مجلس کیطرح اسی محبت پر ہی ہو جاتی ہے ؎

گویا غم سب جہاں کے کر کے جمع — رکھدیا نام اس کا عشق ہے یہ

یا غلام کلما تری من الوجوہ المحسنۃ وتحبہ فهو حب ناقص انت تعاقب علیہ اے بیٹا جبکہ تو سوہنے منہ والوں کسیکو دیکھکر اسکو دوست رکھنے لگجائے۔ تو یہ محبت ناقص ہے اسپر تو عذاب کیا جائیگا۔ الحب الصحیح الذی لا یتغیر وهو الذی تراہ بعین القلب وهو حب المصدیقین الروحانیین صحیح دوستی جو تغیر نہ قبول کرے یہ ہے کہ تو اسکو اپنے دل کی آنکھ سے دیکھے اور یہ سچے اور روحانیوں کی محبت ہے۔ اسیواسطے کہا گیا ہے۔ ؎

اس کا عاشق ہو کہ جسکے عشق سے	انبیاء نے زلہ موتے طے کئے	جسکو ہے دائم حیاتی و بقا
ہے اسی کا جو ہے دراض و سما		

الحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات ترجمہ سب تعریف اس خدا کیلئے جسکی نعمت کیساتھ نیک باتیں یا نیک کام ختم ہوتے ہیں۔ اور ترجمہ رسالہ نوریہ کا بھی ختم ہوا

شروع رسالہ اصول صوفیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی مواھب النعم والصلوٰۃ علی مظھر الکل والاتم وعلی الہ وسلم ترجمہ سب تعریف اس خدا کے لئے ہے۔ جو نعمتوں کے بخشنے والا ہے اور درود (یعنی رحمت خدا) اور سلام کل اور اتم کے ظہور کی جگہ یا ظاہر کرنیوالے اور اس کی آل پر۔

بعد حمد وصلوٰۃ کے خدا کے دوستوں کے قدموں کی مٹی فقیر ابوالمعالی عرض کرتا ہے۔ کہ یہ ایک ایسا صحیفہ ہے جس کو میں نے اہل ذوق اور عرفان کی باتوں سے فقیروں کی گودڑی کیطرح ٹکڑا ٹکڑا لیکر ترتیب لائق کے دوڑا کیساتھ سی کر ایسا بنا دیا ہے جو طالبوں کے ننگوں کیلئے لباس اور سلوک کے جنگلوں میں تنہا پھرنے والوں کے لئے رفیق اور غمخوار ہے۔ اور جب کہ یہ ان لوگوں (یعنی صوفیہ کرام یا طالبان عرفان رحمان) کے اصولوں پر حاوی اور جامع تھا۔ اسلئے اسکا نام بھی **اصول صوفیہ** رکھا گیا۔ فمنہ الاستعانۃ وعلیہ التکلان باسمہ سبحانہ۔ ترجمہ پس خداوند تعالےٰ ہی کی طرف سے مدد طلب کرنا اور اسی پر بھروسہ ہے۔ اس لئے اسی کے نام پاک کے ساتھ شروع کرتا ہوں۔ ؎

تیری ہے کبریائی سب سے کمال — اے خدا تیرا قدم ہے ہر حال
جیسے تو حمد اپنی آپ کرے — اور کوئی کرے ہے کسکی مجال

اے پروردگار ان خیالی صور تونکو اپنے جمال کے تجلیات کا شیشہ کردے نہ حجاب اور نہ دوری کا باعث اور ان وہمی نقشوں کو ہماری دانائی سے موصوف کر۔ نہ جہالت اور اندھاپن اور محرومی اور مجبوری۔ یہ سب کچھ ہماری طرف سے ہے۔

ہمکو ہمارے کامونپر مت چھوڑ بلکہ انانیت اور خودی سے نکالکر اپنی آشنائی نصیب کر۔ آمین ؎

دوجہاں سے مجھے خداوندا — کرکے تو بے نیاز اپنا بنا
اور افسر فقر کا کر یارب — کر خبر اس کی جو ہے راہ طلب
دل ہووے پاک جان واقف ہو — رات میں آہ گریہ ہو صبح کو
راہ اپنے میں دل کو کر بے خود — اپنے راہ کی ہمیں عطا کر سدہ
کر تو بد خو خلق کو میرے ساتھ — میرا سب کام رکھ تو اپنے ہاتھ
ہر طرف سے ہٹا کے دلکو مرے — عشق اپنے کا شیفتہ کر دے

حقتعالی نے جو تجھے ہستی کی نعمت عطا کی ہے۔ تو دیکھ کہ تیرے بدن میں صرف ایک ہی دل کو بنا رکھا ہے۔ تاکہ تو اس واحد یکتا کی محبت میں ایک ہی طرف کا ہو جاوے اور دل میں صرف اسی کا خیال رکھے۔ نہ یہ کہ ایک دل کے سینکڑوں ٹکڑے کرکے ہر ایک کو الگ الگ مقصود کیواسطے آوارہ کرے:۔ ؎

دل کا کرنا ادہر اُدہر نہ خوب — چاہیئے ایک دل کا اک محبوب

امور متعددہ کے تعلق کے ذریعے سے دلکو پراگندہ کرنیکا نام تفرقہ اور سب سے پھیر کر ایک ہی کے مشاہدہ کیساتھ مشغول ہو جانیکا نام جمعیت ہے۔ ایک جماعت نے اسبابوں کو جمعیت سمجھکر ہمیشہ کے تفرقہ میں رہنا پسند کرلیا اور ایک نے انکو تفرقہ سمجھکر سب سے ہاتھ اُٹھالیا ؎

دلمیں جب تفرقہ نے کرلی جا — سمجھ ہے اب ہزار مشکلہا — چھوڑ سبکا تعلق قلبی + کر محبت خدا میں اُسکو فدا
ہر طرح کے سخن نہ ہم کو سنا — جز رہ وصل حق نہ کچھ بھی بتا — باعث تفرقہ ہیں کل اسباب — اُنسے جمعیت دلی نہ ہرگز چا

جب کہ ہر ایک جگہ میں حقتعالی حاضر اور ہر ایک کے ہر ایک حال کا ناظر و دیکھنے والا ہے تو بڑی دلیری اور گستاخی کی بات ہے۔ کہ تو باوجود اس حال کے اُسکی طرف سے ہٹ کر دوسرونکی طرف دیکھے۔ یا اُسکی رضا کا طریقہ چھوڑ کر دوسرے رستہ میں چلے۔ جیسا کہ کہا گیا ہے۔ ؎

صبح میں دلبر نے آکر یہ کہا — اے مرے عشق و محبت کے فدا
شرم کر میں دیکھتا ہوں ہر وقت — غیر کو تو دیکھتا ہے کیوں بھلا

تجھے چاہیئے۔ کہ ایسی کوشش کرے۔ کہ جس سے تو اپنے آپ کو بھی اپنی نظر سے غایب کردے۔ اور خدا کی طرف ایسا متوجہ اور تحقیقی اشغال کرے کہ تجھے ہر ایک موجود کے درجے بھی اسی کا جمال اور کائنات دیکھے جانیوالے کے مرتبے اسی کا کمال نظر آنے لگ جائیں۔ پھر اس پر ایسی مداومت کرے کہ وہ تیری جان میں مل جائے اور تیری نظر سے تیری ہستی بھی اٹھ جائے۔ **وصل :-**

قرب نوافل اور قرب فرایض کے بیانمیں

مقدمہ سلوک میں لکھا ہے۔ کہ سالک الی اللہ کو پہلے تو فناہ فی الصفات ہونا پڑتا ہے پھر فناہ فی الذات حقتعالی کی ذاتی صفتیں جنہیں ایمہ سات اور الوہیت کے رکن اور امہات صفات کہتے ہیں۔ حیات اور علم اور ارادہ اور قدرت اور سمع (سننا) بصر (دیکھنا) کلام ہیں۔ پس سالک کی صفتونکے فناہ ہونیسے یہ مراد ہے۔ کہ اسکی حیاتی اور علم و ارادہ اور قدرت اور سننے اور دیکھنے اور کلام حقتعالی کی اسطرح سے اتحاد اور اتصاف ہو کہ اسکی تمیز عقل سے ممکن نہیں سالک اگر اسکو اچھی طرح سے دیکھے اور جانے اور سنے اور خودی کا گمان اور دوئی کا وہم جسے وجود موہوم اور حجاب سے تعبیر کیا کرتے ہیں۔ دور کرے تو یہ اس مقام میں اپنے سے فناہ ہو کر بدولت ذات کی صفتوں کیساتھ خدا سے باقی ہو جاتا ہے اسی کو قرب نوافل کہتے ہیں۔ جسکی طرف اس حدیث قدسی میں اشارہ کیا گیا ہے۔ کہ حقتعالی نے فرمایا ہے۔ کنت له سمعا و بصرا و یدا و لسانا فبی یا خذ و بی یبطش و بی یمشی ترجمہ بندہ جب ان صفتوں سے موصوف ہو جاتا ہے۔ جو اوپر ذکر کئے گئے ہیں۔ تو اسکے کان اور آنکھ اور ہاتھ اور زبان میں ہی ہو جاتا ہوں۔ میرے ساتھ ہی پکڑتا اور حملہ کرتا اور چلتا ہے۔ صوفی کو اس درجہ میں فناہ صفات حاصل ہو جاتا ہے۔ مگر فناہ ذات ابھی باقی رہتا ہے۔ اور فناہ صفات میں سالک کی طرف اضافت ہونیکی وجہ سے جو کنت له سمعا بی یسمع ترجمہ میں اسکے کان بنجاتا ہوں۔ میرے ہی ساتھ وہ سنتا ہے) میں ہے۔ ابھی دوئی جو توحید کی منافی ہے۔ باقی رہتی ہے۔ کیونکہ توحید جب ہو۔ کہ ہر ایک تعلق اور اضافت اٹھ جاے۔ جو فناہ الفناہ کے مقام میں پہنچ کر حاصل ہوتی ہے۔ سالک جب اس مقام میں پہنچتا

ہے تو اپنے فناہ ہوجانے پر خبردار ہوکر اپنے شعور کو بھی ذات حق میں محو کرکے فناہ الفناہ تک آجاتا۔ اور ہر ایک نسبت اور اضافت کو جو ماسوی اللہ کے ہیں۔ اُٹھا دیتا ہے تو پھر موحد (خدا کے ایک جاننے والا) ہوکر کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ ۝ ترجمہ جو کچھ کہ زمین پر ہے۔ سب کا سب فناہ ہونے والا ہے) کے معنوں کو درست اور برحق پاتا۔ اور کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ط ترجمہ ہر ایک چیز ہلاک ہونے والی ہے۔ مگر ذات حق تعالےٰ کی) اور کان اللہ ولم یکن معہ شئ والآن کما کان۔ ترجمہ حقتعالےٰ ہی تھا اور اسکے ساتھ کوئی بھی چیز نہ تھی۔ اور اب بھی ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ تھا) کو برابر دیکھ لیتا۔ اور ذات وغیرہ اپنی کو فناہ کرنے والا ہوکر قرب فرائض کو جو اسی مقام کا نام ہے۔ حاصل کرکے فائز بالمراد ہوجاتا ہے۔ خدا کے مقرب چار حال سے باہر نہیں۔ کسی کو تو محض قرب نوافل نصیب ہے۔ جنکو صاحب قرب نوافل کہتے ہیں۔ اور کسی کو صرف قرب فرائض انکو صاحب قرب فرائض کہا کرتے ہیں۔ اور بعضونکو ان ہر دو قربوں سے تعلق ہے جن پر دونوں کے احکام مستحق ہوتے ہیں۔ اس مرتبہ کو جمع الجمع اور قاب قوسین اور مقام کمال کہتے ہیں۔ اور بعضوں کو ان تینوں حالوں میں سے کسی کے ساتھ مقید اور مختص نہیں۔ بلکہ انکو طاقت ہے۔ کہ ان قربوں سے جسکے ساتھ چاہیں۔ تعلق پیدا کرکے ظہور کردیں یا دونوں کو جمع کرلیں۔ اس مرتبہ کا نام مقام احدیت جمع اور مقام ادانی ہے۔

وصل

اسعۃ اللمعات میں ہے۔ کہ حقیقت وجود کو جبکہ وہ ہر ایک نسبت سے خالی من حیث ھو کے درجہ میں ہو۔ وجود مطلق یا ذات محض یا ہستی صرف اور واحدیت مطلقہ اور احدیت ذاتیہ کہتے ہیں۔ اس حیثیت کے ساتھ اس کا مرتبہ اس مرتبہ سے زیادہ اور عالی ہے۔ جو متعلق علم اور کشف اور شہود کے ہوتا یا جسے علم اور دانش وغیرہ سے سمجھ سکتے اور اسی کشف اور شہود وغیرہ سے دیکھ سکتے ہیں۔ مگر باعتبار علم اور عینیت کے جو متعلق ادراک اور کشف اور شہود وغیرہ کے ہوتا ہے اسکے مرتبے تنزلات میں ہیں پہلے تو وہ از روئے علم کے ایک

ایسی گلی جامع کی طرف تنزل کرتا ہے۔ تو ہر ایک طریقہ آلہیہ اور کونیہ ازلیہ ابدیہ کو بدون امتیاز یگدیگر اپنی ذات میں پاتا اور جانتا ہے۔ جسکو اس اعتبار کی جہت سے حقیقت محمدی کہتے ہیں۔ اور اگر اسی ملاحظہ مذکور کے ساتھ اعتبارات کی نفی کرے۔ تو وحدیت اور باعتبار صلاحیت اعتبارونکے وحدیت پر برزخ اولی اور برزخ کبریٰ کہتے ہیں:۔

وصل
خواب اور مکاشفہ اور معائنہ کے بیان میں

دیوان امیر کی شرح میں لکھا ہے۔ کہ خواب کرنا حواس کی زکوٰۃ ہے جو بباعث دماغ میں بخارات چڑھنے اور اعمال شاقہ کے جو سستی اور غفلت کہ بدن میں طاری ہوجاتی ہے۔ وہ اسکے سبب دور ہوجائے۔ اور جو کچھ کہ اس حال میں دیکھے۔ اس کا نام رویا (خواب) ہے۔ اور حق تعالےٰ کے شاہدہ سے پوشیدہ ہوجانا بھی حواس کی زکوٰۃ ہے۔ اس لئے کہ جب سالک کو عالم عالیہ سے ایسا فیض حاصل ہوتا ہے۔ جس سے وہ پرلے درجہ کی لذت حاصل کرے۔ تو پھر اس کو عالم شہادت سے عالم غیب میں لیجاتے ہیں یہ جو کچھ کہ اس حال میں دیکھے۔ اسکو مکاشفہ اور مشاہدہ کے لفظ سے تعبیر کرتے ہیں اور صورت یہ کہ سالک نے عالم عالیہ سے فیض حاصل کیا۔ مگر ظاہری حواس نے زکوٰۃ نہیں پائی۔ صاحب وقت نے عالم معنی میں وصول پایا۔ جو کچھ کہ اس حال میں دیکھا جائے اسکو معائنہ کہتے ہیں:۔

وصل
توبہ کے بیان میں

رفیق الفقراء میں لکھا ہے کہ جو چیز کہ شریعت میں بری ہے اس سے ہٹکر اس چیز کی طرف آجانا جو اس میں نیک ہے۔ اس کا نام توبہ ہے جو تین قسم پر منقسم ہے۔ اول صرف خدا کی طرف رجوع کرنا۔ پھر انابت پھر ندامت جو شخص کہ خدا کے عذاب کے خوف سے توبہ کرے۔ حقیقت میں وہی توبہ کرنے والا ہے۔ اور جو ثواب کے طمع پر کرے وہ صاحب انابت اور جو خدا کے امر کے لحاظ سے توبہ کرے نہ خوف عذاب اور طمع ثواب

کے لئے وہ شیر ہے۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام الندم توبۃ ترجمہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ پشیمان ہوجانا بھی توبہ ہے۔ جیسا کہ کہا گیا ہے ؎

ہے پشیمانی بھی توبہ اے اخی	پھر کبھی نہ کوئی بھی کرنی بدی ؎
ہو پشیماں حق کے دروازے پہ آ	پھر نئے سر عہد کرنا با خدا
عام کی توبہ ہے بد کا مونسے یار	یاد حق سے خاص کی توبہ شمار
ہے کہا جوں پیشوائے معنوی	ماسوی حق چھوڑ ہے توبہ یہی

وصل

پرہیزگاروں کی پرہیزگاری کے بیان میں ؎

جو بسبب منع ہونے شبہ آمیز لقمہ کھانے کے حلال کھانے سے بھی پرہیز کرتے ہیں۔ ؎

حق میں ایسا بند کر نفس اپنا یار	تاکہ بن رب کے نہ رکھے کچھ یہ کار
شبہ کیا بلکہ حلال بھی وہ نہ کچھ	خواب بھی کر ترک اے نیکو شعار

عن الغوث الاعظم رضی اللہ عنہ اصحاب الورع یتوقفون فی کل شیء ویترکون الاقدام علیہ الا باذن الشرع فان وجد الشرع فیہ فعلا فتنا ولونہ والا یترکون۔ ترجمہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ متقی لوگ ہر ایک چیز میں بجز اُن کے شریعت توقف کرتے اور اُس پر متوجہ ہونے کو ترک کرتے ہیں۔ اگر شریعت کا فعل اس میں پاتے ہیں تو اس کو کر لیتے ہیں۔ ورنہ چھوڑ دیتے ہیں۔

وصل

زہد کے بیان میں

خلاصہ ارشاد میں ہے۔ کہ دنیا کا نہ چاہنا اور اسکی طرف سے سرد دل کر کے

عاقبت کی نعمتوں پر جو ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ خیال کر کے اُسکے حصول کی طرف متوجہ ہونا اور فانی نعمتوں سے جو دنیا کی ہیں۔ اپنی رغبت کو ترک کر دینے کا نام زہد ہے۔ ؎

نعمتوں دنیا سے گر ہو دل سرد　　زہد اس کو کہتے ہیں اے نیک مرد

قال اللہ عزّ وجلّ زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا۔ ترجمہ۔ حق تعالیٰ غالب اور بزرگ نے فرمایا ہے۔ کہ زینت دی گئی واسطے لوگوں کے محبت خواہشوں کی عورتوں سے اور بیٹوں سے اور خزانے اکٹھے کیئوں سونے سے اور چاندی سے اور گھوڑے نشانی کئے ہوئے اور چارپائے اور کھیتی۔ یہ فائدہ ہے زندگانی دنیا کا جو شخص کہ ان چھ چیزوں میں گرفتار ہے وہ زاہد نہیں۔ اور جس شخص کا کہ ان تمام کی طرف سے دل سرد ہو چکا ہے وہی مرد ہے ؎

میں اُسکا دل و جان سے ہوں غلام جو کہ سدا　　نہ رکھے کچھ بھی تعلق جو ہے سوائے خدا

سئل الشبلی عن الزھد فقال ھو ترک ماسوی اللہ ترجمہ شیخ شبلی زہد کی بابت پوچھے گئے تو آپ نے فرمایا۔ ماسوائے خدا کو چھوڑ دینے کا نام زہد ہے ؎

لذت دنیا کو گر تو چھوڑ دے　　شربت خاصانِ حق تجھکو ملے

وصل

تقوے کے بیان میں

اور یہ تین قسم ہے۔ تقویٰ عام اور تقوے خاص اور تقویٰ خاص الخاص تفسیر بیضاوی میں ہے۔ وله ثلاث مراتب الاولی التوقی عن العذاب المخلد و التبری عن الشرك والثانية التجنب عن كل مايوثم من فعل وترك وهو المتعارف باسم التقوی فی الشرع والثالثة ان ينزه عما يشغل سره عن الحق وهو التقوی الحقيقی المطلوب بقوله واتقوا اللہ حق تقاته۔ ترجمہ اور تقویٰ کے تین مرتبے ہیں۔ پہلے تو یہ کہ ہمیشگی کے عذاب سے بچنے کیلئے شرک وغیرہ سے اجتناب کرنا

دوسرا یہ کہ ہر ایک ایسی چیز سے پرہیز کرنا کہ جس کے کرنے یا ترک کرنے میں گناہ ہو اور یہی شریعت میں تقوے کے نام سے مشہور ہے۔ تیسرے اُس چیز سے پاک اور علیحدہ ہونا جو اُس کے بھید سے جو حقتعالےٰ کے ساتھ ہے۔ روگردانی کرے اور یہی حقیقی تقویٰ ہے۔ جس کو حقتعالےٰ نے اپنے اِس قول میں واتقوا اللہ حق تقاتہ۔ خدا سے حق ڈرنے اسیکا ڈرو۔ اپنے بندوں سے طلب کیا ہے:۔

وصل

صبر کے بیان میں

تفسیر قشیری میں لکھا ہے کہ الصبر حبس النفس وذلک علی ثلاثۃ مراتب صبر ما امر بہ العبد وصبر عما نہی وصبر علی الوقوف تحت جریان حکمہ علی ما یرید فی فوات محبوبک او ھجوم ما لا تستطیعہ فاذا ترقیت عن ھذہ الصفۃ بان لا یصیبک مشقۃ او تنال راحۃ فذلک رضی لا صبر ترجمہ۔ صبر نفس کا بند کرنا ہے۔ اور یہ اوپر تین مرتبوں کے ہے۔ یا تو اِس چیز پر صبر ہوگا۔ جسکے کرنے کا بندہ کو حکم کیا گیا ہے۔ اور یا اِس چیز کے ترک کرنے پر جس کے کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ اور یا حق تعالےٰ کے حکم کے جاری ہونے کے وقت جو اُس کے ارادہ کے مطابق بندہ کی کسی پیاری چیز کے فوت ہونے یا ایسے ہجوم کے واقع ہونے کے وقت جس کی وہ طاقت نہ رکھتا ہو ثابت کھڑا رہنے کو صبر کہینگے اور جب کہ تو اِس صفت سے گذر جائے۔ اِس طرح کہ تجھے کوئی مشقت نہ پہنچے۔ یا آرام حاصل ہو جائے تو پھر یہ رضا ہوگی نہ صبر:۔

وصل

توکل کے بیان میں

ارشاد میں لکھا ہے کہ اپنے جمیع حرکات اور سکنات کو خدا کے سپرد کر دینے کا

نام توکل ہے۔ اور یہ ایمان کی شرط ہے۔ جیسا کہ حقتعالےٰ نے فرمایا ہے۔ وَعَلَی اللّٰہِ فتوکلوا ان کنتم مؤمنین۔ ترجمہ اور خدا پر بھروسہ کرو۔ اگر تم ایمان والے ہو اور جیسا کہ اِس حدیث میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ عن عمر بن الخطاب رضؓ قال قال رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم لو تتوکلتم علی اللہ حق توکلہ لرزقکم کما یرزق الطیر تغدو خماصًا وترو ح بطانًا۔ ترجمہ حضرت عمر بیٹے خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ اِس نے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر تم خداوند تعالےٰ پر کامل توکل کرو تو بہر حال تمکو روزی عطا فرمائے گا۔ جیسے کہ پرندوں کو روزی دیتا ہے۔ کہ فجر کیوقت بھوکے اپنے گھروں سے نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ پُر کر کے واپس آتے ہیں اِسکے بارہ میں بزرگوں نے بہت سی گفتگو کی ہے۔ مگر عوارف میں لکھا ہے۔ کہ توکل کے بارہ میں میں نے اِس سے عمدہ کسی سے نہیں سُنا اور دیکھا جو ایک نے بزرگوں میں سے کہا ہے۔ کہ توکل یہ ہے۔ کہ تجھے اِسبات پر پورا یقین ہو جائے کہ حقتعالےٰ نے جو کچھ تجھے عبادت کا حکم کیا ہے اُسکی توفیق کے سوا کبھی تو اُس کو پورا نہیں کر سکتا۔ تاکہ ہمیشہ خدا سے توفیق اور قوت مانگتا رہے اور جو کچھ کہ دنیا میں حق تعالےٰ نے تیری قسمت میں کیا ہے۔ بجز امداد کسی کی ہر طرح سے تجھ کو مِل جائیگا۔ تاکہ ہر ایک مخلوق سے اپنے دِل کو الگ رکھے اور کِسی سے کسی چیز کا طلب گار نہ بنے۔ یہ توکل باطنی فرض ہے یعنی اپنے دِل کو اسباب اور مخلوقات سے ہاتھوں کو ہٹا رکھے۔ بلکہ ظاہر میں اگرچہ اسباب وغیرہ میں لگ جائے۔ مگر باطن کو اِن سے جدا نہ رکھے۔ کیونکہ کسب کرنا بھی ایک سنّت ہے اور نہ کرنا رخصت اور نہ دیکھنا بدعت اور روزی کو کسب سے نہ دیکھنا یا جاننا فرض ہے۔

وصل

سچائی کے بیان میں

ظاہر اور باطن برابر ہونے بلکہ باطن کے اچھا ہونے کو سچائی کہتے ہیں۔

رفیق الفقرا میں ہے۔ کہ الصادق من صدق فی اقوالہ والصدیق من صدق جمیع اقوالہ وافعالہ واحوالہ۔ ترجمہ سچا وہ ہے جو اپنی ہر ایک بات میں سچا ہو۔ اور بہت سچا وہ جو اپنی تمام باتوں اور کاموں اور حالوں میں سچا ہو:۔

وصل

اخلاص کے بیان میں

ریا سے عمل پاک کرنیکا نام اخلاص ہے۔ قال السہل الاخلاص ان یکون سکون العبد وحرکاتہ للہ تعالیٰ خالصۃ۔ ترجمہ حضرت سہل فرماتے ہیں کہ اخلاص یہ ہے۔ کہ بندہ کا ٹھیرنا اور تمام حرکتیں محض اللہ ہی کے لئے ہوں۔ اور بعضوں نے کہا ہے۔ کہ اخلاص یہ ہے۔ کہ عمل کرنے سے تو اپنے آپ کو بھی نہ دیکھے۔ یعنے عمل کو اپنے سے نہ دیکھے۔ بلکہ حق تعالےٰ سے جانے اس لئے کہ فاعل حقیقی وہی ہے۔ اور تو درمیان میں صرف ایک آلہ کے قائم مقام ہے:۔

وصل

محبت کے بیان میں

تعرف میں لکھا ہے۔ قال الجنید المحبۃ میل القلب معناہ ان تمیل قلبہ الی اللہ والی اللہ من غیر تکلف۔ ترجمہ جنید نے کہا ہے کہ دل کے میلان کو محبت کہتے ہیں جس کے معنے یہ ہیں۔ کہ اس کا دل حق تعالےٰ کی طرف بجز تکلیف کے میلان ہو۔ ساتھ مطالعہ جمال کے دل کا رجوع کرنا اور روح کا انجذاب ساتھ مشاہدہ جلال ذات کے کر دینے کو محبت کہتے ہیں۔ اور یہ تین قسم ہے۔ اول ذاتی دوسری صفاتی جسے اسمائی کہتے ہیں۔ تیسری افعالی جسے آثاری بھی کہتے ہیں:۔

محبت ذاتی یہ ہے۔ کہ ارتباط اور تعشق حضرت محبوب کے ساتھ ایسا پیدا کیا

جائے کہ اگرچہ اُس کو حبیب یا محبوب جانیں۔ یا کسی امر کو دوست رکھیں۔ مگر ہرگز نہ جانے کہ چون و چرا اور کشش وغیرہ کہانتک پہنچنے والی ہے ؎

مخفی لطیفہ ہے یہ کہ اِس سے عشق ہو جسکا کہ نام لب وخط تمام زنگاری۔

بلکہ اِسطرح کی میل ہو۔ جو پھر اُسکے دفع کرنے کے بھی قوت نہ رہے جسکی علامت یہ ہے۔ کہ متقابلہ صفتیں محبوب کی جیسے کہ وعدہ اور وعید تقریب۔ تبعید عزت۔ ذلت۔ ہدایت گمراہی سب کے سب یکساں کڑوا پن فقر اور جلال اور حلاوت لطف اور جمال اسپر آسان ہو ؎

گر تو لطف کرے یا کرے ستم صفتیں ہیں تری یہ جس سے کہ خوش ہیں ہم

محبت اسمائی اور صفاتی یہ کہ بعضوں کو محبوب کے نام سے محبت ہوجاتی ہے اور بعض کو صفتوں سے۔ چنانچہ افضال اور انعام اور اعزاز اور اکرام ان کو اسی ذریعہ سے محبوب اور مطلوب تک رسائی ہوتی ہے۔ اور محبت افعالی اور آثاری یہ ہے۔ کہ سالک جس کو کہ اختیار کر رہا ہے۔ وہ اصول احکام اور آثار ہوں۔ انہیں سے محبت ذاتی جو نقصان اور زوال سے پاک اور تغیر اور انتقال وغیرہ سے مبرّا ہو۔ پیدا ہوتی ہے۔ وہ یہی محبت ہے۔ جسکو عارف شیرازی نے اِس بیت میں ذکر کیا ہے ؎

خلل رکھتی ہے ہر بنائے جہاں جز محبت کہ خلل کچھ بھی نہ یاں ؛

سید الطائفہ جنید بغدادی کے محبت کے بارہ میں لکھا ہے۔ کہ قال عبد ذاھب عن نفسہ متصل بذکر ربّہ قائم بادای حقوق ناظر الیہ بقلبہ احرق قلبہ انوار ھویتہ وصفاء شربہ من کاس وکشف لہ الجبار من استار عینہ فان تکلم فبا اللہ وان تحرک فللہ وان سکن فمع اللہ فھو باللہ و اللہ مع اللہ۔ ترجمہ جنید نے کہا کہ محبت یہ ہے۔ کہ بندہ اپنے نفس سے دور ہو کر اپنے رب کے ذکر سے متصل ہو کر جمیع حقوق کے ادائے کرنے میں قائم ہوجائے۔ اور اپنے دِل کے ساتھ حقتعالےٰ کیطرف دیکھنے والا ایسا ہو۔ کہ اِسکا دِل انوار ہوئیت اور پیالے شراب معرفت کے پینے سے جل جانیوالا۔ بلکہ جل جاتا ہے۔ اور حق تعالےٰ اپنی ذات کے پردے اِس سے اُتار دیتا ہے۔ پھر وہ اگر کلام کرے۔

تو خدا کے ساتھ اور حرکت سکون وغیرہ بھی اللہ ہی کے ساتھ رکھتا ہے۔ پس وہ اللہ کے ساتھ اور اللہ ساتھ اللہ کے ہو جاتا ہے:۔

وصل

شیخ نظام الدین قدس سرہ العزیز نے فرمایا ہے۔ کہ اگر سالک کو سلوک کے رستے میں حقتعالےٰ کی عبادت میں کسی وجہ کا قصور واقع ہو جائے تو اُس کو چاہیئے کہ اُسی وقت خبردار ہو کر اِسکو رفع کر کے بدستور سابق عبادت کو بجالانا شروع کر دے تو پھر وہ سالک بن جاتا ہے۔ اور اگر اُسی قصور پر قایم رہے۔ تو زمرہ سالکان الی اللہ سے نکلجاتا ہے۔ اِس رستے میں سات قسم کے مانع ہیں جو سالک کو خدا کی طرف جانے سے روک کر دور رکھتی ہیں، اعراض اور حجاب اور تفاصل اور سلب مزید اور سلب قدیم اور تسلی اور عداوت۔ مثلاً اگر اِس سے کوئی ایسا فعل صادر ہو جس سے محبوب کو نفرت ہے تو محبوب اُس سے اپنے منہ کو پھیر لیتا ہے۔ اِسی کو اعراض کہتے ہیں۔ پھر اگر یہ اِس کام کو چھوڑ دے اور سچے دِل سے تائیب ہو جائے تو وہ اعراض اقبال سے بدل ہو جاتا ہے یعنی پھر محبوب کی توجہ اُسکی طرف ہو جاتی ہے۔ اور اگر اُسی کام پر اصرار (ہمیشگی) کرنے لگ جائے تو درمیان میں ایک پردہ جسے حجاب کہتے ہیں آجاتا ہے۔ پھر اگر اِس سے بھی پشیمان ہو کر عذر نہ کرے۔ تو تفاصل کی نوبت آجاتی ہے۔ یعنی محبوب اُس کی محبت سے جدائی کر لیتا ہے۔ اور اگر اِس سے بھی خبردار نہ ہو تو سلب مزید کی نوبت پہنچ جاتی ہے۔ یعنی وظائف اور نفلوں میں فتور واقع ہو جاتا ہے۔ اگر اِس سے بھی متنبہ نہ ہو جائے۔ تو سلب قدیم حاصل ہو جاتا ہے۔ یعنے فرضوں اور واجبوں میں قصور واقع ہو جاتا ہے جس سے وہ عبادت کی توفیق اور حلاوت سے رہ جاتا ہے۔ پھر اگر اِس سے بھی توبہ نہ کرے۔ تو تسلی کی نوبت پہنچ جاتی ہے۔ یعنے فرضوں اور واجبوں کے ترک پر اُس کو کوئی غم اور فکر نہیں رہتا۔ بلکہ اِس کا دِل محبوب کی جدائی پر خوش اور برقرار ہو جاتا ہے۔ پھر اگر یہاں بھی غفلت کو اختیار

کرے تو عداوت پیدا ہو کر دوستی کا معاملہ دشمنی سے مبدل ہو جاتا ہے نعوذ باللہ منہا۔

وصل

تجرید اور تفرید کے بیان میں

ظاہر کے تعلقات قطع کر دینے کو تجرید اور باطن کے علایق قطع کرنے کو تفرید کہتے ہیں۔ پیر میراں فرماتے ہیں۔ کہ جو کچھ تیرے ہاتھ میں ہے۔ اسکو دیدے اور جو کچھ کہ تیرے دل میں ہے اسکو نکال دے۔ یعنے تجرید یہ ہے کہ جو چیز کے تیرے ہاتھ میں ہے اسکو آزاد کر دے اور تفرید یہ کہ جس چیز کا تیرے دل میں خیال ہے۔ اسکو باہر نکال مونس الفقرا میں لکھا ہے التجرید انقطاعك عما هو لاه والتفرید غیبتك عن روایة ما سواه ترجمہ جس چیز کی تجھ خواہش ہے اس سے قطع کر دینا تیرا تجرید ہے اور ماسوائے حقتعالی کے دیکھنے سے تیرا غائب ہو جانا تفرید ہے۔

وصل

توحید کے بیان میں

شرح نصوص میں ہے۔ کہ ایک جاننے کا نام توحید ہے اور ایک جاننا اسطرح ہو۔ کہ بجز حقتعالی اور کچھ بھی نہ دیکھا جائے۔ تو پھر توحید نہیں حضرت پیر ہرات نے فرمایا ہے۔ کہ عام لوگوں کی توحید یہ ہے۔ کہ بجز حقتعالی کے اور کوئی معبود نہیں۔ اور خاصوں کی یہ کہ اسکے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔ اور نیز فرماتے ہیں۔ کہ توحید یہ نہیں کہ حقتعالے کو یگانہ جان لے۔ بلکہ یہ ہے۔ کہ تو اسی کا یگانہ ہو جائے ان کے پیر نے ان کو فرمایا کہ اے بیٹا جہان میں ایک کہنے والے تو بہت ہیں۔ مگر ایک کو جاننے والے کم۔ اور ایک جاننے والے بہت اور ایک کو دیکھنے والے کم اور ایک کو دیکھنے والے بہت۔ مگر ایک ہی ہو جانے والے کم ہیں۔ رفیق الفقرا میں آیا ہے۔ کہ توحید حقیقی وہ ہے جو حق سبحانہ تعالی نے خود اپنی وحدانیت پر اس آیت میں گواہی دی ہے شهد الله انه لا اله الا هو ترجمہ حقتعالی اثبات کی گواہی دیتا ہے کہ اسکے سوا کوئی بھی معبود نہیں پس

حقتعالیٰ کی توحید اصل اور خلقت کی فرع ٹھیری۔ اِسلئے کہ اِسی کے کہنے سے یہ بھی توحید کے گویاں ہوئے۔ اِسیواسطے کہا گیا ہے۔ التوحید للحق وللخلق باتباعہ۔ ترجمہ۔ توحید محض حقتعالےٰ کی ہے۔ اور خلقت اُسکے اتباع کے سبب جو بمنزلہ فرع ہے توحید فرعی ہے۔ جس پر احدیت کی صفت متجلّی ہوجائے۔ اصل میں موحد وہی ہے اور جو کہ اپنی شہادت کے ساتھ فرشتوں اور علم والوں کی شہادت کا ذکر فرمایا گیا ہے یہ محض اُن کی بزرگی اور عزت کیلئے ہے۔ سئل الشبلی عن التوحید فقال ویحک من عرف التوحید فھو مشرکٌ ومن اجاب عن التوحید فھو ملحد ومن اشار الیہ فھو زندیق ومن اومی الیہ فھو عابد ومن ینظر فیہ فھو غافل ومن سکت عنہ فھو جاھل ومن وھم انہ واصلٌ فلیس لہٗ حاصلٌ ومن زعم انہ واحد فھو فاقد وکل ما امر تموہ اوذکر تموہ بمعائنکم فھو مضروب وھو رد الیکم محدث مصنوع مثلکم۔ ترجمہ شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ توحید سے پوچھے گئے تو آپ نے فرمایا کہ تجھے افسوس ہے۔ جس شخص نے کہ توحید کو پہچان لیا وہ مشرک ہے۔ اور جسنے اِسکا جواب بتایا۔ وہ ملحد اور جسنے اُسکی طرف اشارہ کیا وہ بے دین اور جو اُسکی طرف اشارہ کیا گیا وہ بت پرست اور جسنے اُسمیں دیکھا وہ غافل اور جو اِس سے چپ رہا وہ جاہل ہے۔ اور جسنے وہم کیا کہ وہ اصل ہے اُسکے لئے کچھ بھی حاصل نہیں اور جسنے زعم کیا کہ بتحقیق وہ ایک ہے۔ وہ کم کرنیوالا ہے۔ اور جس چیز کا کہ تم حکم کئے گئے ہو۔ یا جسکو تم اپنے معائنہ کے ساتھ ذکر کرتے ہو۔ وہ تمہاری طرف پھیرا اور رد کیا گیا اور تمہاری طرح بنایا ہوا ہے۔ رسالہ قشیریہ میں ہے۔ قال الجنید قدس سرہٗ اشرف کلمۃ التوحید ما قالہ ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ سبحان من لم یجعل لخلقہ سبیلا الی معرفتہ لعجزھا عن المعرفۃ۔ ترجمہ حضرت جنید قدس سرہ نے فرمایا ہے۔ کہ توحید کے کلموں سے اشرف وہ کلمہ ہے جسے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا۔ یہ کہ پاک ہے وہ خداوند تعالیٰ جسنے اپنی معرفت کی طرف اپنی خلقت کو اُسکے عاجز ہونے کیلئے کوئی رستہ نہیں بنایا پس توحید کی حقیقت عبارت اور اشارت وغیرہ سے بلند ہے۔ کوئی بھی

اِس کو نہیں سمجھ سکتا۔ شیخ عطار فرماتے ہیں ؎

نہ اشارت کا دخل کچھ ہے یہاں　　نہ علم سے ہے پتہ لگتا نشاں

ایسا ہی سید حسن قدس سرہٗ فرماتے ہیں ؎

حرف آتے ہیں زبان پر دل میں خیال　　پاک ہے دونوں سے شاہِ لایزال۔

ہم اگرچہ پڑھتے ہیں توحید کو　　ہے خبر تجھ کو کہ ہیں نادان کمال۔

وصل

فقر کے بیان میں

لغات میں لکھا ہے کہ فقیر لوگ وہ ہیں۔ جو دنیاوی مال اور اسباب سے اپنے پاس کچھ بھی نہ رکھتے ہوں۔ حقتعالیٰ کا فضل اور رضا حاصل کرنیکے لئے سب سے دست بردار ہو چکے ہوں ہر ایک چیز ماسوی حقتعالیٰ کے ترک کرنیوالے لوگو تین چیزوں میں سے ایک چیز ضرور باعث ہوگی پہلے تو یہ کہ عذاب الٰہی کے خوف کے سبب جو مال وغیرہ کے جمع کرنیسے عارض ہونیوالا ہے۔ ہر ایک چیز کو ترک کر دیتا ہے اسلئے کہ حلال کو بھی حساب لازم ہے۔ اور حرام کو عذاب دوسرے حصول ثواب اور اُس فضیلت کیلئے جو فقراؤ نکو اغنیاء سے پہلے پانچسو سال دخول جنت نصیب ہوگا۔ ہر ایک تعلق کو چھوڑ کر تنہائی اور تجرید کو اختیار کر لیتے ہیں تیسرے جمعیت دلی اور فراغت باطنی کے حاصل کرنیکے لیے جو زیادت عبادت الٰہی سے ممکن ہے ہر ایک تعلق سے برکنار ہو جاتے ہیں سالک کو سلوک کے رستے میں ایک اور بھی صفت پیدا ہو جاتی ہے یعنی جبکہ وہ اقصےٰ درجہ تک پہنچ جاتا ہے تو ہر ایک عمل اور حال اور مقام وغیرہ کی نسبت اِس سے منقطع ہو جاتی ہے اِسوقت میں وہ کسی چیز کا بھی مالک نہیں رہتا۔ اور نہ کوئی عمل اور حال اور مقام اپنے سے دیکھتا ہے اور نہ وجود اور ذات اور صفت محو وغیرہ بلکہ فناہ در فناہ ہو جاتا ہے۔ حقیقت فقر کی یہی ہے جیسے مشائخ نے بیان کیا ہے۔ اے درویش جان تو کہ فقر زاہدانہ ہے اور ایک صوفیانہ ہر ایک چیز سے دست بردار ہو جانا زاہدانہ اور اپنے آپ کو نہ دیکھنا صوفیانہ فقر ہے جیسے کہ کہا گیا ہے۔ ؎

فقر ہے سردار نابودی کا یار　　ماسوی حق سب جلادے ہوشیار

قال علیہ الصلوٰۃ والسلام الفقر سواد الوجہ فی الدارین وکاد الفقر ان یکون کفرًا۔ ترجمہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ دونو جہان میں منہ کا سیاہ ہوجانا فقر ہے اور قریب ہے فقر کہ کفر ہوجائے۔ رفیق الفقراء میں لکھا ہے۔ کہ اس قسم کی حدیثیں اور اقوال ان فقیروں کے حق میں ہیں۔ جو خدا کی قسمت پر راضی نہیں۔ بلکہ شکایت کرنیوالے فرض اور واجب کے تارک راتدن زنبیل وغیرہ کا فکر رکھتے اور ایسی کو فقیری سمجھ رہے ہیں۔ دین اور آخرت کا کچھ غم نہیں رکھتے۔ یہ لوگ اگر ایمان کو سلامت لے جائیں۔ تو بیشک ہمیشہ کے عذاب سے رہائی پاجائینگے اور اگر ایمان ہی میں خلل رہا پھر تو نعوذ باللہ منہا دوزخ کے گونا گوں عذاب میں ہمیشہ کیلئے مبتلا کئے جائینگے یہ تو اہل ظاہر کے نزدیک سواد الوجہ سے مراد ہے اور اہل باطن کے نزدیک دونوں جہان میں سیاہ منہ ہوجانیسے یہ مراد ہے جسکو مولانا محمد شیریں مغربی نے اپنی اس نظم میں بیان فرمایا ہے ؎

گر سواد الوجہ فی الدارین نے چاہیئے خبر	دیکھ ہم میں کفر کا اور فقر کا حسن واثر
ہے تجھے جبتک خودی کا خیال ہے پردہ پڑا	ہے ہمارا کفر جو اس کفر سے کب نظر آ
گر ہووے غالب خدا چھپ جائے تو کافر بنے	جب بنے کافر تو پھر ایمان سے باہر بنے

فقیر اور مسکین کی تعریف میں مختلف اقوال ہیں قال بعضہم الفقیر من لہ ادنی شیء والمسکین من لا شیء لہ وقال بعضہم المسکین من لہ ادنی شیء والفقیر من لیس لہ شیء وقال بعضہم الفقر والمسکنۃ شیء واحد قال الشیخ الفقیر الذی لا یحتاج الی اللہ تعالی۔ ترجمہ بعضوں نے کہا ہے۔ کہ فقیر وہ ہے۔ جسکے پاس کچھ تھوڑی سی چیز ہو۔ اور مسکین وہ جسکے پاس کچھ نہ ہو۔ اور بعض نے کہا کہ مسکین وہ ہے۔ کہ جسکے پاس کچھ تھوڑی سی چیز ہو۔ اور فقیر وہ جسکے پاس کچھ بھی نہ ہو۔ اور بعضوں نے کہا کہ فقیری اور مسکینی ایک ہی چیز ہے۔ مشائخ نے فرمایا ہے کہ فقیر وہ ہے۔ جو خدا کے سوا کسی چیز کیطرف محتاج نہ ہو۔ جو کمال یقین اور تسلیم کے سوا یہ مرتبہ حاصل نہیں ہوسکتا تسلیم کے معنے یہ ہیں کہ اپنے جمیع حالات کو خدا کے سپرد کرکے اپنے کو درمیان سے نکال دے جیسا کہ ابراہیم علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حال ہے۔ کہ جب آپ کو نمرود مردود

نے جلتی آگ میں ڈالا۔ تو ہر ایک قسم کے فرشتوں نے الگ الگ اگر اس آگ اور کافروں کو اکھاڑنے کیواسطے اجازت چاہی تو آپ نے فرمایا۔ مجھے تمہاری امداد کی کچھ حاجت اور ضرورت نہیں۔ کفی بعلمہ بحالی من سوالی۔ ترجمہ مجھے سوال کرنیسے اسکا علم میرے حال پر ہی کفایت کرتا ہے نہ تو میں خود سوال کرتا ہوں اور نہ کسیکی امداد کی ضرورت ہے ؎

راضی ہے جبکہ اس میں خداوند پھر کیا　　چاہے جلائے یار رکھے ہر حال ہے بھلا

وصل

فناہ کے بیان میں

اگر باطن میں حقتعالیٰ کی ہستی کا ایسا غلبہ ہوجائے۔ کہ سالک کو بجز حق تعالےٰ کے کسی چیز کا شعور تک بھی نہ رہے۔ تو اس کو فناہ کہتے ہیں۔ اسلئے فانی چیز کا فناہ ہوجانا بھی فناہ میں داخل ہے۔ اور اگر صاحب فناہ کہ اپنے فناہ کا شعور ہو۔ تو وہ صاحب فناہ کا نہیں۔ اسلئے کہ فناہ کی صفت اور اسکا موصوف سب کا سب خدا کے سوا ہیں ؎

گر بقا ہونا تجھے درکار ہے　　چھوڑ اپنی ہستی جو بے کار ہے

جب تلک تجھ کو ہے اپنے سے خبر　　جان کہ حق سے نہ تجھکو پیار ہے۔

ماسوائے حق سبحانہٗ وتعالےٰ کے جمیع تعلقات کو طلب اور ارادہ علم اور معرفت کی جہت سے قطع کردینا ہی توحید ہے۔ یعنی موحد کو چاہیئے۔ کہ اسکی طلب اور خواہش ہر ایک مطلوب اور مراد اور معلومات اور معقولات سے اُٹھ جائے۔ بغیر حق سبحانہٗ وتعالےٰ کے کسی چیز کا بھی شعور نہ رکھے۔ جیساکہ کہا گیا ہے۔ ؎

دل جان سے خدا ہی کا ہوجانا اے اخی　　صوفی کی اصطلاح میں توحید ہے یہی۔

وصل

تصوف کے بیان میں

جان کہ صوفیائے کرام کی اصطلاح میں ہر ایک کدورت سے دل کو صاف کرنیکا نام۔

تصوف ہے اور جو چیز کہ حقتعالےٰ کی جانب سے باز رکھے وہ دنیا اور جس چیز کی نسبت اپنی طرف کی جائے وہ اگرچہ کچھ بھی ہو۔ بندہ میں انانیت کو پیدا کردیتی ہے۔ خدا کی مخالفت سے اپنے اعضاء کو باز رکھنے کا نام مراقبہ ہے۔ اگر حق تعالیٰ کے نزدیک بندہ کو قرب ہوجائے۔ اسی کی عنایات سے تو اس جذبہ کہتے ہیں۔ اور علم غیب سے جو معانی کہ بندہ کے دل میں نازل ہوں۔ انکو ورود کہتے ہیں۔ ان کونیہ صورتوں کا دل میں واقع ہوجانیکو جو حق تعالےٰ کی قبولیت کو روکنے والی ہیں حجاب کہتے ہیں اور حقتعالیٰ کے شہود میں پہنچ کر اپنے وجود کو فراموش کردینے کا نام وصل ہے۔ واللہ اعلم بالصواب والحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات۔ ترجمہ سب تعریف اس خدا کے لئے ہے جس کی نعمتوں کے ساتھ نیک باتیں یا نیک کام اختتام کو پہنچتے ہیں۔ اور یہ رسالہ اصول صوفیہ بھی ختم ہوا۔

تمام شد رسالہ اصول صوفیہ

نعمت ہر دو جہاں می کند

نماز مفصل و مدلل

مطابق عقائد حنفیہ اہل السنۃ والجماعۃ

جسکو علامہ زمان قطب دوراں زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین عالم ربانی غوث صمدانی شیخ المشائخ حضرت قبلہ خواجہ سید مہر علیشاہ صاحب چشتی قادری سند آرائے گولڑہ شریف کے ایک خاص آستانہ بوس خادم نے مدت دراز کی محنت شاقہ کے بعد اپنے مسلمان بھائیوں کی ضروریات مذہبی کو محسوس کرکے اور موجودہ حالت کو مدنظر رکھکر تالیف کیا ہے نہایت مرغوب طبع

ملنے کا پتہ میر امیر بخش تاجر کتب کشمیری بازار لاہور

شروع رسالہ روضۃ الاوراد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اے کہ تیری یاد ہے جان بخش دل مژدہ گی
مرہم راحت ہے یہ ہر ایک دل آزردہ گی
تیرے ذکر و یاد سے خلوت میں بیٹھے
عیش و عشرت ہو دل پژمردہ گی

تقرب کی گلزار اور ریاحین اسرار کے پھول پر ہزاراں ہزار تحفہ درود اور سلام اور اسکے چار یاروں اور تابعداروں وغیرہ پر قبول ہو۔ ؎

زہے شاہِ پناہ جملہ عالم
علیہ و آلہ صلے وسلم

اسکے بعد حیران جمال لایزالی سرگشتہ عشق ابو المعالی کہتا ہے کہ یہ ایک صحیفہ پر لطیفہ موسوم بہ روضۃ الاوراد چہار فصلوں پر شامل ہر ایک سالک الی اللہ کیلئے بمنزلہ شیخ کے ہو کر رہنمائی کرنیوالا ہے۔ خصوصاً طالبان صادق سلسلہ قادریہ کیلئے مطلوب تک پہنچانے والا اور یہ سلسلہ کسی وجہ سے دوسرے سلسلوں پر ترجیح رکھتا ہے۔ جیسا کہ کہا گیا ہے۔ ؎

ہر طرح سے سلسلہ یہ خوب ہے
اکثروں کو جب ہی یہ مرغوب ہے
جسنے محکم اس کو ہے پکڑا بجاں
عرش پر پہنچا کمند اسکا عیاں

پہلا فصل

جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ الدنیا ملعونۃ وملعون ما فیہا الا یذکر اللہ۔ ترجمہ دنیا لعنت کی گئی ہے۔ اور جو کچھ کہ اسمیں خدا کے ذکر کے سوا ہے۔ وہ بھی ملعون ہے۔ جیسا کہ کہا گیا ہے ؎

ہے جو دنیا اور جو اس بیچ سب
ماسوی ذکر خدا ملعون سب
ذکر حق ہے موجب رحمت خدا
ساتھ اس دونوں جہاں ملتا ہے کب

پس اَے صاحب ہوش اِس بات میں کوشش کر کہ اِس کے غیر سے بھاگ کر اِسکی یاد میں لگ جائے۔ بلکہ ہر ایک وقت اور دم میں اِسکی بارگاہ میں حاضر رہ تاکہ کوئی دم بھی اِس کی یاد سے غفلت میں نہ گذرنے پائے ورنہ قیامت کے دِن نہایت پرلے درجے کی حسرت اور افسوس کرنا پڑیگا۔ ؎

ضایع نہ کر تو دم کو غنیمت عمر کو جان　　دم ہی خراب ہو گئے مردوں کے ہے عیاں

چاہیئے کہ اُٹھنے بیٹھنے آنے جانے میں جہاں پر اور جس طرح سے کہ تجھسے ہو سکے اِسی کے ذکر میں رہے۔ تاکہ اُسکی رحمتیں تر و تازہ اور بے اندازہ دم بدم تجھ پر نثار ہوتی رہیں۔ خصوصاً آدھی رات کو ضرور ہی اِس کی یاد میں لگ جائے کیونکہ وہ وقت محمود اور رہنمائی مقصود ہے۔ جیسا کہ کہا گیا ہے۔ ؎

جنکو حق توفیق دی ہے وہ مدام　　ذکر حق وہ رات میں کرتے ہیں عام

صبح کے وقت گریہ وزاری اور دعا و استغفار میں مشغول ہو کہ اِسوقت میں اِس کا نہایت عجیب اثر ظاہر ہوتا ہے۔ ؎

صبح دم مشک بار ہے بھائی　　ہو نہ غافل خدا سے تو رائی

رو برو دِل کے بیٹھ رہ ہر دم　　تا مِلے تجھ کو وہ ترا محرم

لکھا ہے کہ ایک شخص رات کے اُٹھنے والے سے جو تمام رات کو وظایف وغیرہ سے سحر کر دیا کرتا تھا۔ ایک رات میں نیند آگئی۔ اور کوئی بھی وظیفہ نہ پڑھا گیا۔ غلبہ نیند سے لیٹ گیا۔ خواب میں کیا دیکھتا ہے۔ کہ ایسی حور العینون کی ایک پاک جماعت اُس کے اِرد گرد آکر حلقہ کر کے کھڑی ہو گئی۔ جن کی تعریف تحریر اور تقریر میں نہیں آسکتی:۔ ؎

جماعت کیا وہ تھا اک نازہی ناز　　جو خوبی شوخیوں سے عشوہ پرواز

حسن کے آسماں پر چاند ہی چاند　　مِلے راحت پہ راحت واقف راز

تھوڑی دیر کے بعد اِن میں سے ایک ایسی بڑھیا سیاہ رنگ بدخو اور بدبو والی ظاہر ہوئی کہ جسکی تعریف میں یہی نظم کافی ہے۔ ؎

ایسے منہ والی گر بہشت میں ہو لوگ دوزخ میں جائیں چھوڑ پر تو

اِس شخص نے اِن پری کے چہرہ والوں کی طرف متوجہ ہو کر کہا ؎

اے حسن دلربا کے کہنے والو	اِدھر آؤ نہ مجھ کو غیر بھالو
بتاؤ کون ہو تم اے مری جان	ہُوا دل جان سے تم پر میں قربان
بتاؤ یہ بھی یہ ہے بھوت کیسی	کہ مردم خوار بھی ہووے نہ ایسی

اُنہوں نے کہا کہ ہم وہ راتیں ہیں جنکو تو نے خدا کے ذکر کیساتھ معمور رکھتا تھا۔ اور یہ بدشکل وہ رات ہے جسمیں تو نے غفلت کی اور سو گیا ہے۔ اب تجھے چاہیئے کہ بیدار ہو کر ہوشیار ہو جا۔

موت اپنی تک اگر ایسا رہے یہ تجھے دن حشر کے ہمدم بنے

اے درویش خیال کر کہ درمیان میں کیسی عقبہ مشکل اور واقعہ حائل ہے جو بدوں مردانِ خدا کوئی بھی اُن سے نہیں گذر سکتا۔ مصرع

گھر میں کوئی گر رہے ہے یک حرف بس

اور غزل ذیل جو فقیر کہتا ہے یاد کر۔ ؎

نور ہیں مخفی ہوئے اِس رات میں	گویا ہیں عاشقوں کی گھات میں
ہے سیاہی حور کی زلفوں کی یہ	پکڑ اِس کو جاگ کر ہر رات میں
ہے دلِ بیمار کی راحت یہی	مت رہو بے کار اِن اوقات میں
ہو نہ غافل اِس سے اِس پردہ میں یار	کر نظر محبوب کی حرکات میں
نورِ حق ہے رات ہی میں چمکتا	آبِ حیواں بھی چھپا ظلمات میں
سلطنت فغفور بھی فریدوں سی	ہے فقیری خوب جو ہو رات میں
کیوں رہے سویا ہمیشہ میری جان	ہو شروع اُٹھ کر کے تو مناجات میں
دن میں ہے کیوں مست رہتا ہے بتا	بوالمعالی سوئے جب تو رات میں

دوسرا فصل

طالب کو چاہیئے کہ آدھی رات میں اٹھ کر یہ دعا جو ذیل میں مندرج ہے پڑھے

چنانچہ ام المؤمنین سیدۃ النساء رضی اللہ عنہا سے منقول ہے۔ کہ آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم رات میں اُٹھ کر اپنی زبان کی طوطی کو ان کلمات کے ساتھ ناطق کیا کرتے۔ (یعنی یہ کلمات پڑھا کرتے) لا الٰہ الا انت سبحانك اللھم وبحمدك استغفرلذنبی واسئلك رحمتك اللھم زدنی علمًا ولا تزغ قلبی بعد اذھدیتنی وھب لنا من لدنك رحمۃ انّك انت الوھّاب۔ ترجمہ تیرے سوا کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں۔ تجھے پاکی ہے۔ اَے پروردگار ہمارے اور تیری حمد کے ساتھ میں اپنے گناہوں کے لئے تجھ سے استغفار مانگتا۔ اور تیری رحمت کا سوال کرتا ہوں۔ اللہ مجھے علم زیادہ کر۔ اور میرے دل کو ٹیڑھا نہ کر۔ اِسکے بعد جو تو نے ہدایت دی ہے اور اپنے پاس سے مجھے رحمت بخش تحقیق تو ہی بخشنے والا ہے۔ اِس کے بعد وضو کر کے دو رکعت نماز نفل ادا کرے۔ اور سجدہ میں پڑ کر بڑی عاجزی سے یہ دعا پڑھے۔ ربّ دلّنی علی عبد من عبادك المقربین حتی یدعی علیك ویعرفنی طریق السبب الا بدینہ ترجمہ۔ اَے میرے پروردگار اپنے مقرب بندوں میں سے مجھے کسی کی طرف دلالت اور رہنمائی کر۔ تاکہ وہ مجھے تیری طرف بلائے۔ اور ایسے سبب کی طرف رستہ دکھائے۔ جس سے نہایت ہی ضرورت ہے۔ حبیب حمدانی قطب ربانی قدس سرّہٗ سے منقول ہے کہ جب رات کا اندھیرا چھا جائے۔ اور خلقت اپنے بستروں پر لیٹ کر چپ چاپ ہو جائے۔ تو طالب کو چاہیئے۔ کہ اٹھ کر وضو کر کے بڑے عجز سے دو رکعت نماز ادا کر کے دعا مذکور کو پڑھے۔ تو عجب نہیں۔ کہ پروردگار اِس کے لئے اپنی رحمت کے دروازے کو کھولدے اور بیدل رفاقت کسی کے راہ دکھلا دے۔ ؎

رات میں اُٹھ کے اَے فقیر خدا اِسکے دروازے پر کھڑا ہو جا

کر عبادت دُعا جو تجھ سے بنے لطف کی نظر ہو عجب ہے کیا

اِس کے بعد تہجد کی نماز دس رکعت اِس ترتیب سے پڑھے کہ پہلی چار رکعت کو ایک سلام کے ساتھ اِس طرح ادا کرے۔ کہ فاتحہ پڑھ کر قرآن مجید سے جو کچھ اور جس قدر یاد رکھتا ہو۔ پڑھے۔ پھر اس طور پر چہار رکعت پڑھ کر اِس کے بعد دو رکعت ایک سلام سے ادا کر کے یہ دعا جو شیخ السماوات والارضین کی دعاؤں میں سے ہے۔ پڑھے۔ اللّٰھم انا نعوذ بوصلك من بُعدك ونقربك من طردك ونقبولك من ردّك اجعلنی من اھل طاعتك وودّك و صلے اللّٰہ علےٰ خیر خلقہ محمد واٰلہ واصحابہ اجمعین ترجمہ اے ہمارے پروردگار ہم تیرے وصل کے ساتھ تیرے بعد (دوری) سے پناہ مانگتے ہیں اور تیرے قرب کے ساتھ تیری جھڑک دینے اور قبول کے ساتھ تیرے رد کرنے سے پناہ چاہتے ہیں۔ اپنے اہل طاعت اور دوستی کرنے والوں سے مجھے کر اور خدا کی رحمت اور بہترین خلقت اِس کی جناب محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور اِسکی تمام آل پر ہو۔ اِس کے بعد وتر پڑھ کر سجدے میں جائے اور کہے۔ اللّٰھم ارزقنی حبك وحب من اجبّك۔ ترجمہ اے ہمارے پروردگار مجھے اپنی اور اِس شخص کی جو تجھے دوست رکھتا ہے محبت عنایت کر اِس کے سر کو اونچا کر کے اونچی آواز سے تین دفعہ کہے۔ سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم وبحمدہ استغفر اللہ واتوبُ الیہ ترجمہ۔ حق تعالےٰ پاک ہے۔ اور ساتھ اِس کی حمد کے (جو وہ بھی پاک ہے) خداوند تعالےٰ بزرگ پاک ہے۔ اور ساتھ اس کی حمد کے میں بیان میں اللہ سے بخشش مانگتا اور اِس کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ اِس کے بعد لا الٰہ الا اللہ کے ذکر کرنے میں مشغول ہو۔ خواہ اونچی یا آہستہ جیسے کہ اپنے وقت اور حالت کے مطابق دیکھے پڑھے اور اگر اِس کلمہ کی کثرت کی وجہ سے دِل میں اِضطراب پیدا ہو۔ تو کلمات فیض بخش پیر دستگیر جو بود اور نابود سے فارغ اور کعبہ مقصود طریقہ قادریہ حضرت شیخ

داؤد رحمۃ اللہ علیہ کو عموماً اور ان کلمات کو جو دل کی صفائی کیلئے نہایت اثر رکھتے ہیں۔ بلند آواز سے کہے۔ جل قدر اللہ حی لا یزالی جلّ وقر اللہ حی ذی الجلال جلّ کبر اللہ حی لا وبالی جلّ امر اللہ حی ذی الکمالی۔ ترجمہ حق تعالیٰ کا قدر بزرگ ہے۔ جو ہمیشہ زندہ ہے۔ اور خدا کی عزت بھی بڑی ہے جو زندہ جلالیت کا مالک ہے۔ خدا تعالیٰ کی بڑائی بھی بزرگ ہے۔ جو زندہ اور بے پروا ہے۔ خداوند تعالےٰ کا حکم بھی بزرگ ہے۔ جو زندہ صاحب کمالیت کا ہے۔ یا ابیات عاشقانہ سے کچھ پڑھے۔ اور جب دل گرم ہو۔ پھر ذکر میں مشغول ہو۔ کہ اس لئے کہ خدا کا ذکر شہد سے بھی میٹھا ہے۔ اس کو ترک کرنا گویا حلاوت کا دور کر دینا ہے۔ ؎

معین کو نام خدا سے ملال کیوں ہووے　　کہ ذکر حق کے بغیر اپنا دین کیوں کھووے

اور بلند آواز سے ذیل کا بیت جو خواجہ علیہ الرحمۃ اکثر رات میں پڑھا کرتے تھے۔ جتنی دفعہ چاہے پڑھے۔ ؎

حجاب چہرہ جان کی ہے میرے تن کی غبار　　بڑے نصیب ہوں جب بھی ہٹے جائے نہار

نقل ہے کہ حضرت قطب ربانی آدھی رات میں ان اسماء کا اٹھ کر بہت تکرار کیا کرتے تھے۔ المحیط العالم الحبیب الغفار الخالق البادئ المصور۔ پس طالب کو چاہیئے۔ کہ یہ بھی اس وقت میں ان اسماء پاک کا وظیفہ رکھے۔ تاکہ خدا کے پاک ناموں کی برکت سے اوج کمال کو پہنچے۔ اور جب صبح صادق ہو تو قطب کیطرف منہ کر کے بڑی خوش الحانی کے ساتھ مدح پڑھے:۔

مدح

میرے جی جان میں الفت ہے حضرت شاہ جیلانی
ہوا اس سے بڑھ کے کیا کچھ قدر ہے گویا یہ سلطانی
سبھی ابدال و ہم نجبا زمین پر جو کہ فاضل ہیں۔
کیا کرتے ہیں وہ بھی سب کے سب اس کی ہی دربانی

نہایت شان عالی تک ہے اس کا سلسلہ پہنچا
بہت افسوس ہے اس کو جو اس سے رکھے بیگانی
جو اس زنجیر میں آکر بنے دیوانہ و مجنون ؎
وہی ہو شیار ہے سب سے وہی صاحب ہے عرفانی ؎
اے صاحب کرم فیض عام بخشش کے مرے مولیٰ
تیری ذات مقدس کا نہیں ہے کوئی بھی ثانی ؎
اگر تو لطف اپنے سے مجھے توفیق دے دیوے
ہمیشہ رات اور دن میں کروں تیری مدح خوانی
تیرے در واز ے اقدس کا گدا ہوں میں دل و جان سے
رحم کر پھر رحیم کر مجھ پہ اے ہے شاہ غوث گیلانی ؎

تیسرا فصل

فجر کی نماز پڑھ کر سورج کے نیزہ بھر آنے تک قبلہ کی طرف چار زانو بیٹھ کر لا الہ الا اللہ کے ذکر میں لگا رہے۔ اس کے بعد دو رکعت نماز نفل اشراق پڑھے۔ ؎

دو رکعت اشراق ہے تو پڑھ سدا چمکے تا دل میں ترے نور خدا

اس کے بعد اکتالیس بار یہ دعا پڑھے۔ یا حی یا قیوم یا لا الہ الا انت اسألک ان تحیینی قلبی بنور معرفتک ترجمہ اے زندہ اور اے قائم رہنے والے اے وہ ذات جو تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں میں تجھ سے سوال کرتا ہوں یہ کہ اپنی معرفت کے نور کے ساتھ میرے دل کو زندہ کر دے ؎

جو کہ اکتالیس بار اس کو پڑھے مردہ دل اپنے کو وہ زندہ کرے

اور بارہ رکعت نماز چاشت کی تین سلام کے ساتھ ادا کرے۔ اور مغرب اور عشا کے درمیان میں صلوات اوابین جو بیس رکعت ہے۔ دس سلاموں کے

ساتھ درمیان میں چہار قل (قل یا ایہا الکافرون اور قل ہو اللہ اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس) ورنہ جو میسّر ہو۔ پڑھنے کا نہایت ثواب ہے حتی المقدور اِس سے بھی غفلت نہ کرنی چاہیئے۔ بعد نماز عشا پڑھے پھر ذکر میں مشغول ہو جائے۔ اور جب نیند کا غلبہ ہو۔ دائیں کروٹ پر ذیل کی دعا جو مسنون ہے۔ پڑھ کر سو جائے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اللھم اسلمتُ نفسی الیک ووجّھتُ وجھی الیک والجاءتُ ظھری الیک رغبۃ و رھبۃ الیک لا ملجاء منک الا الیک اٰمنت بکتابک الذی انزلتَ وبنبیک الذی ارسلتَ۔ ترجمہ اَے پروردگار میں نے اپنے نفس کو تیرے طرف سپرد کیا۔ اور اپنے منہ کو بھی تیری طرف اور اپنی پیٹھ کو رغبت اور خوف کی جہت سے تیری طرف جھکایا۔ کوئی پناہ کی جگہ تیری ذات سے بجز تیرے نہیں۔ میں اِس کتاب پر ایمان لایا۔ جو تو نے اُتاری اور اِس تیرے نبیؐ پر جس کو تو نے بھیجا ہے۔

چوتھا فصل

جان کہ سلوک کے رستہ میں نہایت ضروری اور اہم وسواسوں کا دور کرنا ہے۔ جو بجز صحبت ایسے پیر کی جو منازل سلوک طے کر چکا ہو۔ ہرگز میسّر نہیں ہو سکتا۔ ایسے پیر کی صفتوں میں کسی بزرگ نے کیا خوب کہا ہے۔ ؎

پاک دل اِس کا عرش ہو حق کا	چہرہ ہو شیشہ جمال نما
ظاہری مست ہو شیار ولے	پیئے وحدت کا خمر مور ہے
بخت ہو نیک گر تو اسکی طرف	جا کے حاصل کرے خدا سے شرف
خواہ کیسے بھی ہو وہیں تجھ کو غم	سب کے سب ہو وہیں دیکھا اسکو تم

اور اگر دولت دیدار پُر انوار اپنے پیر روشن ضمیر تک رسائی نہ ہو سکے اِس طرح کہ یہ اِس سے دُور مسافت پر پڑا ہوا ہے۔ تو تا زمانِ حصول صحبت ظاہری اِن کی صورت کا خیال اپنے دِل اور آنکھوں میں مطالعہ کرے اور جس خطرے سے تشویش آتی ہو۔ صورت کے خیال کے آگے ظاہر یا پیش کرے۔ تو یقین ہے۔ کہ ہر معنوی کے حال سے بھی کبھی محروم نہ رہے گا۔ ایک نہ ایک دِن ضرور ہی پیر کی صحبت فیض اثر تک رسائی ہو جائیگی۔ اِسیواسطے کسی نے کہا ہے ؎

جب میرے دِل میں تصوّر تیرا ہو
جان و دِل اِس سے منوّر میرا ہو

کھلے ہیں کیا حقیقت کے یہاں پھول — چلا آ دیکھ مست اِدھر اُدھر پھول
رکھا میں نام اِس کا روضۃ الاوراد — کیا ہے ختم پڑھ دِل جان سے ہو شاد

والحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات ترجمہ اور سب تعریف اِس خدا کے لئے ثابت ہے جس کی نعمتوں کے ساتھ نیک کام ختم ہوتے ہیں۔ اور یہ رسالہ موسوبہ روضۃ الاوراد بھی ختم ہوا۔

تمام شد رسالہ روضۃ الاوراد

ملنے کا پتہ
میر امیر بخش تاجر کتب کشمیری بازار لاہور